

بکی

ادبیاتِ عجم

حصہ سوم

نصاب فارسی جدید برائے امتحان بی اے

مترجم

ہمایون مولوی عابد حسن صاحب قریبی

ایم۔ اے۔ ایل۔ ٹی۔ ایم آر اے ایس (لندن)

پروفیسر فارسی سینٹ جانس کالج آگرہ

پبلشرز
سری رام تھرا انڈیائی آگرہ
مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ

فہرست مضامین ادبیات عجم حصہ سوم

طبع

صفحہ	نام مصنف	نام مضمون	مبشر
۱	زین العابدین آقا	انتخاب سیاحت نامہ ابراہیم بیگ	۱
۴۰	میرزا اسد اللہ	انتخاب سوانح حاجی بابا اصفہانی	۲
۶۵	پرنس میرزا ملک خاں باظم الدواہ	تنبیہ میرزا ملک خاں در حکایت کریم الدین شاہ قلی میرزا	۳
۱۰۲	میرزا محمد نشی	دوستدارانی اشتر	۴
۱۶۷	صنعتی زادہ کرانی	در سید احمد خاں اشتباب و ام گسترال	۵

۱۷۵

حصہ نظم

۱۷۰	میرزا حبیبی خاں تفرشی	غزلیات مرخوش	۱
۱۷۶	ماہ شرف خان مستورہ کردستانی	غزلیات ماہ شرف خانم	۲
۱۷۹	"	فتویٰ کلام بدیع	۳
۱۷۳	آقا علی شرف الدین نسیم شریف	اسے واسے وطن واسے	۴
۱۷۷	"	در دایران بے دوستی	۵
۱۷۷	"	در نگر عاقلہ دیگر نگر	۶
۱۷۸	ملک الشعر و مہار و شہیدی	تخصیص	۷
۱۸۱	پور داؤد	نعرہ پور داؤد	۸
۱۸۳	"	انداز پیشکش	۹

کبھی تباہ کو فروش۔ کبھی چور اچکا بن کر زندگی گزارتا ہے۔ پھر محض اتفاق سے شاہی طبیب کی شاگردی و ملازمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس درجہ سے ترقی کرتا ہے تو شاہی جہاد کا واسیل اختیار کرتا ہے۔ گردش روزگار اسکو اس رتبہ سے بھی محروم کر دیتی ہے تو پارسا بنکر ایک ملا کے ملکہ عقیدت میں داخل ہو جاتا ہے لیکن ملا صاحب کے توہمات اور تعصبات اسکو چین نہیں لینے دیتے فرار ہو کر قسطنطنیہ پہنچتا ہے اور وہاں ایک دولتمند عرب تاجر بنکر کسی مالدار ترک کی بیوہ عورت سے شادی کر لیتا ہے۔ لیکن راز فاش ہو جاتا ہے اور یہ دولت بھی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ آخر کسی تدبیر سے شاہ ایران کے وزیر اعظم کے ظل حمایت میں آ جاتا ہے اور پھر ایران کا سکریٹری بن جاتا ہے۔

یہ داستان اسقدر زور و تحریر۔ صداقت بیان۔ صحت تصویر۔ فنی اسلوب کہتی ہے کہ انگریزی زبان کی اس نوع کی تصانیف میں اسکو ممتاز درجہ حاصل ہے۔ عموماً اہل مشرق اور خصوصاً اہل ایران کی سوسائٹی اور خصائص طبعی کا صحیح خاکہ ایسی قدرت و جرات کے ساتھ بنایا ہے اور اس میں ظرافت و تمحُّر کا اسقدر تیز و تند رخ رنگ بھرا ہے کہ اہل ایران اسکو دیکھ کر نہایت برہم و دہرا فروختہ ہو گئے۔ چنانچہ ایران کے ایک وزیر سلطنت نے ۱۲۶۶ھ کو طہران سے مصنف کتاب کے نام خط لکھا۔ جس میں مصنف کو دروغ گو بتایا ہے اور اس جہالت مجرمانہ کی دوستانہ شکایت کی ہے۔

رحال مصنف کو اپنی خلوص نیت کا دعویٰ ہے اور اسکا خیال ہے کہ برہنہ روز و رات
روز کو کر پیدا ہو گا اور اسکے بعد نتیجہٴ اصلاحی حال کی طرف سے توجہ ہو گی۔ بنامہ ایران

ہوا بھی۔

جیسے موریرہ شہ میں انگلستان کے ادارہ خارجہ میں ملازم ہوا۔ اور تقریباً ۱۸۸۱ء میں
 مالک مشرقی کی سیروسیات کی۔ ۱۸۸۵ء میں سفارت کے عہدہ جلیلہ سے ان کی ملازمت
 کی۔ سرگزشت حاجی بابا ۱۸۸۶ء میں لکھی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد ایک درجن
 زیادہ سفرنامے اور ناول لکھے ہیں۔ اپنی تمام سیاحتوں کا حال نہایت تفصیل سے کیا ہے۔
 یہ کتاب اگرچہ اہل ایران کے احساس خودداری و عزت نفس پر آنکھیں کھلتی ہے مگر اس
 پر نہایت گراں گزری لیکن چونکہ حقیقت کا اظہار نہایت لطیف سیرایہ میں کیا گیا ہے اس لیے
 بالآخر طبائع اس سے مانوس ہو گئیں اور متعدد اہل زبان نے اس کو فارسی میں ترجمہ کیا۔
 کتاب عام طور پر ایرانی پبلک میں شائع و مقبول ہوئی۔ تین ترجموں کا ہم کو -
 (۱) ترجمہ میرزا حبیب المصنفانی (۲) ترجمہ شیخ احمد روحی کرمانی - (۳) ترجمہ
 میرزا اسد اللہ - ہمارا انتخاب تیسرے ترجمہ سے ہے جو ۱۳۲۲ھ میں کیا گیا۔
 اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ :-

”عذرا تممت اللفظی ترجمہ نکردم کہ بمذاق اینک نماید۔ عین مضمون باہر
 شگون کردم۔ ہر جا کہ اعلیٰ ناس منطقہ کردہ بہاں طرز عنوان نمود
 کہ واسطہ ادا فی سخن گفتہ بہاں طور اصد طلاسے نوشتم“
 اس لئے یہ ترجمہ ترجمہ نہیں بلکہ زبان کے اعتبار سے اصل تصنیف ہے۔

کتابت اسلامیہ

یا ترمیرزا ملکم خاں | پرنس میرزا ملکم خاں ناظم الدولہ بنگلہ سے اصفہان کے ایک آرمینین میرزا یعقوب خاں کا بیٹا تھا۔ ۱۲۳۹ھ میں اصفہان

میں پیدا ہوا بغیر معمولی دل و دماغ کا انسان تھا۔ مختلف حیثیتوں سے ملک کی خدمت کی۔
 نیرادرہ سفارت ایران متعینہ کورٹ آف سینٹ جیمس کی خدمت پر مامور ہوا۔ وہاں
 بکدوش ہونے کے چند روز بعد ۱۳۰۰ھ (۱۸۹۵ء) میں لندن سے قانون نام کا ایک
 انبار جاری کیا۔ اسکا قرض خصوصی خود میرزا ملکم خاں تھا۔ اس روزنامہ نے دلکش
 اسلوب اور سلیس تحریر کے سبب سے استقدر قبول عام حاصل کیا کہ قارئین اسکی اشاعت
 کے منظر و مشتاق رہتے تھے۔ اور دقیق نظر اور وقیع رائے کی وجہ سے اسدرجہ موثر
 ثابت ہوا کہ رائے عامہ میں اہم و عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ ادبیات کے لحاظ سے
 ماضی زبان کا بہترین پرچہ تھا اور اثر کے اعتبار سے تاریخ میداری ایران میں ممتاز درجہ رکھتا
 تھا۔ گویا میرزا ملکم خاں نے اپنی شریعت کے ذریعہ سے علمی و عقلی۔ ادبی و سیاسی دو
 دیکھے۔ ادب میں اسکو مجتہد کا مرتبہ حاصل ہے اور سیاست میں مجاہد کا۔ اسکا انداز
 بیان ناقابل تقلید تھا اور اسکی رائے ناقابل تردید

ادب و سیاست کے اس مجمع البحرین روزنامہ قانون کے علاوہ میرزا ملکم خاں نے
 ڈرامے بھی لکھے ہیں جو تیار میرزا ملکم خاں کے نام سے اول ۱۲۹۵ھ میں تبریز کے
 روزنامہ اتحاد میں شائع ہوئے پھر ۱۹۲۱ء میں کادیانی پریس برلن نے انکو کچھا
 نکلیا۔ ان میں سے ایک ڈرامہ (حکایت کر بلا رفتن شاہ قلی میرزا) اس انتخاب میں

انتخاب کیا گیا۔ مثلاً میرزا ملک خاں صنعتی زادہ وغیرہ کی تحریروں فسانہ ہونے کی وجہ سے نہایت سادگی و سلاست چاہتی تھیں۔ اور یہ مضمون ایک مقدر و معظم مستحق کے حالات پر مشتمل ہونے کے سبب سے شاندار اسلوب بیان اور شکوہ الفاظ کا متقاضی تھا۔ یا یوں سمجھا چاہئے کہ مولف نے اس پر عظمت تحریر کے ذریعہ سے صاحب حالات کے متعلق اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے اور یہ امر ایک ادیب کی شان سے بعید نہیں ہے۔ نیز اس تحریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایران کا جدید لٹریچر اس نوع کی تحریروں سے خالی نہیں ہے۔

وام گستران جس کا دوسرا نام ”انقام خواہان مزدک“ ہے۔ صنعتی زادہ کرمانی کی تصنیف ہے اور اس کا شمار ایران کے بہترین ناولوں میں ہے۔ ناول۔ ڈرامے مختصر فسانے ہرزبان اور ملک و قوم کی ادبیات کے لئے نہایت ضروری ارکان اور دلکش اجزاء ہیں۔ لطافت زبان۔ صحت محاورات۔ اعلیٰ تخیل۔ عمدہ اسالیب کو پسند کرنے قائم رکھنے اور خالص کرنے میں فنانوں اور ناولوں کا درجہ شاعری سے کم نہیں ہے۔ جس طرح علوم جلیلہ (تاریخ۔ فلسفہ۔ معاشیات۔ سائنس وغیرہ) کسی زبان و قوم کی عظمت و علمیت پر دلالت کرتے ہیں۔ علوم لطیفہ (شاعری۔ فسانہ وغیرہ) اس زبان و قوم کی شعریت و لطافت کے مظہر ہیں۔ ناول اور فسانے پڑھنے میں نہایت آسان ہوتے ہیں اس لئے سطحی نظردلوں کو یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ انکا لکھنا ہی ایسا ہی سہل ہوگا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ کسی ناول یا مختصر فسانہ کا تصنیف کرنا فلسفہ یا طبعیات کی کتاب مرتب کرنے سے کم دشوار نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ دشوار کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فلسفہ و

معاشیات۔ سائنس و اجتماعیات (سوشیالوجی) کی تاریخات میں اویسٹینیلٹی اور ایجاڈ کو کہاں تک دخل ہو سکتا ہے۔ جبکہ ناول و فسانہ۔ داستان و ڈرامہ تمام و کمال قوتِ ایجادِ فکری کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اگر ناول کسی واقعہ تاریخی پر بھی مبنی ہوتا ہے تو ہم اس واقعہ کو داستان بنانے میں مصنف کی جدتِ آفریںِ تخیل کا رفرما ہوتی ہے فلسفہ کی دس کتابوں میں باہم جو فرق و امتیاز ہو سکتا ہے وہ یہی کہ ایک دوسری سے زیادہ واضح یا زیادہ جامع ہے۔ لیکن دس ناول یا دس فسانے ہر حیثیت سے بالکل الگ اور مستقل تصانیف و ایجادات ادبیہ ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ ناول لویسی و فسانہ نگاری کے لئے دوسرے علوم فلسفہ نفسیات وغیرہ کی واقفیت بلکہ ان میں سے بعض علوم کی اعلیٰ قابلیت و مہارت ضروری ہے۔ ورنہ قصہ کا تسلسل۔ واقعات کی ترتیب۔ اشخاصِ فسانہ کا کردار۔ مختلف جذبات کا اظہار۔ اقتدار ناقص رہ جاتا ہے کہ کتاب زبان و ادب کے لحاظ سے مکمل و اعلیٰ ہونے کے باوجود ناول کی حیثیت سے کوئی قدر و منزلت نہیں کہتی۔ یہی سبب ہے کہ اگرچہ ہندوستان میں دورِ داستان کے اختتام اور عہدِ ناول کے آغاز کو نصفِ صدی سے زیادہ گزر گئی ہے۔ لیکن اردو زبان میں صحیح اصول پر ناول لکھنے والوں کی تعداد حسابِ انامل کیا شمار اصالج کیلئے بھی کافی نہیں ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ بنگالی زبان کے ناول اردو زبان کے ناولوں سے بہت بہتر اور مکمل ہوتے ہیں۔ جو لوگ یورپ کے ناولوں کا مطالعہ کر چکے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ اردو کے اعلیٰ درجہ کے ناول فرینچ اور انگریزی زبانوں کے اوسو و رہر سے ناولوں کا بھی مقابلہ

نہیں کر سکتے۔

ایران کی حالت اس فن میں ہندوستان سے بہتر نہیں ہے۔ فارسی کے ناول نہ تعداد میں اُردو ناولوں سے زیادہ ہیں نہ اوصاف میں اعلیٰ۔ فارسی جدید کے اکثر ناول اور ڈرامے ترکی۔ فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے ترجمہ کئے گئے ہیں اور وہ ایران کی اصلی تصانیف سے زیادہ مکمل داخل ہیں۔ ایران میں کوئی فنانہ نگار۔ نثر و سرشار کے پایہ کا بھی نہیں ہے۔ لیکن بہر حال ایران ناول اور ڈرامے کی اہمیت سے غافل نہیں ہے۔ یہ ناول (دام گستران) جو اس انتخاب میں شامل ہے مجموعی حیثیت سے ایران کے اکثر اصلی تصانیف سے بہتر ہے۔ اسکا پلاٹ ایک تاریخی واقعہ پر مبنی ہے۔

ایرانِ آتش پرست میں مزدکیوں نے وہی شور و شش برپا کی تھی جو ایرانِ توحید پرست میں بایوں نے کی۔ بلکہ شدت و نفوذ اور تباہی و نقصان میں وہ تحریک اس تحریک سے کچھ زیادہ ہی تھی۔ پیردانِ مزدک نے بھی معتقدانِ باب کی طرح سلطنت کے استحصال میں کوئی امکانی کوشش باقی نہ چھوڑی تھی۔ اس ناول (دام گستران) یا انتقامِ خواہانِ مزدک میں اسی کا قصہ ہے۔ جو قصہ انتخاب کیا گیا ہے وہ اگرچہ مکمل قصہ نہیں ہے لیکن بجائے خود دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ سلطنتِ عجم کا صنعت۔ مزدکیوں کے زور و قوت کے اسباب۔ اور ایران میں اسلام کی تحریک ان اوراق کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب لطف بیان اور سلاستِ زبان میں خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے۔ پلاٹ اور کردار اشخاص کے اعتبار سے منفعتی زادہ کرمانی کی کوششیں نہایت کامیاب ہیں۔ نفسِ قصہ استفادہ دلچسپ

ہے کہ شروع کر نیکیے بغیر ختم کرنے سے پہلے کتاب کو بند کر دینا آسان کام نہیں ہے انہی وجہ سے اہل ایران کے مصنفہ ناولوں میں اسکو مرتبہ خاص اور قبول عام حاصل ہے۔

غزلیات سرفروش | انتقال کو ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ فارسی

شاعری سرفروش نہ اسے اتنے بہت سے پہلے کھا چکی تھی۔ اور تمام اصناف نظم اسقدر مکمل ہو چکی تھیں کہ ان میں اضافہ کی گنجائش نظر نہیں آتی تھی۔ غزل نے شروع شروع میں سادگی و سلاست اختیار کی اور سعدی۔ خسرو۔ حافظ کا سہل متنع کلام دنیا سے دل کے سامنے پیش کیا۔ پھر عیسیدگی اور بلند پروازی اور خیال آفرینی کے چکر میں پڑی اور فغاں جلال۔ حکیم۔ طالب کا اندر دہ دماغ عالم عقل کی نمائش میں لا کر رکھا۔ پھر ایک مرتبہ آسمان غزل گردش میں آیا۔ فطرت نے صنعت پر غلبہ پایا۔ بے تکلفی کو تحلف پر فتح ہوئی۔ اور غزل ننگن سے صنایع اور پیچ و تاب تخیل کی بھول بھلیوں سے نکل کر صفائی و تاثیر کے دلکشامیدان میں آئی۔ اور قافی۔ نشاط۔ عنذلیب۔ سرفروش کے زمر زمروں سے نعمات عمد کمں کو تازہ کر دیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سعدی۔ خسرو۔ خواجو۔ حافظ سلاست و شیرینی لطافت و صفائی۔ درود و اثر کے زینہ پر آخری پلہ تک پہنچ چکے تھے۔ ان کے بعد جس نے اس زینہ پر قدم رکھا چند پہلے راہ ہر ہی رہ گیا۔

بہر حال سرفروش اسی دور آخر اور عمد حاضر کا شاعر ہے طرز و اسلیس تخیل سادہ اور جذبات فطری ہیں۔ نہ باریک بینی ہے۔ نہ خیال آفرینی۔ گویا زول خیز و بر دل

ریند -

سرفروش کا نام میرزا یحییٰ خاں ہے۔ میرزا عبدالغنی تفرشی کا تیسرا لڑکا تھا۔ بڑا بھائی
میرزا محمد علی تھا۔ سرفروش ۱۸۶۹ء میں بمقام گورگاں (تفرش) میں پیدا ہوا۔ فارسی و عربی
باپ سے پڑھی۔ اسکے دونوں بڑے بھائی نامور خوشنویس تھے۔ سرفروش نے بھی خوش خطی
کی مشق کی اور نام پیدا کیا۔ اور اسکی تحریروں نے ایران سے باہر نکل کر ہندو چین کے
اہل نظر سے تحسین حاصل کی۔ لڑکپن ہی سے شاعری شروع کر دی۔ بڑا بھائی اسکی لیاقت
والہیت دیکھ کر اسکو اپنے ساتھ طہران لے گیا اور اسقدر دل و زری و سرگرمی سے
اسکی تربیت و تعلیم کی کہ سرفروش عمر بھر اسکا ممنون رہا۔ ۱۸۷۸ء میں باپ کے انتقال کی خبر
سنکر سرفروش تفرش واپس آیا اور چند روز بعد اپنے چچا میرزا سید رضا خاں کے
ساتھ خرم آباد چلا گیا جہاں اسکا چچا وزیر عربستان و لرستان کی حیثیت سے مقیم تھا۔ وہیں
سال تک چچا کو ساتھ رہا اور ملکی خدمات میں اسکو مدد دیتا رہا۔ اسکے بعد طہران واپس آ گیا اور
اپنے علم و ہنر کی بدولت سرکاری ملازمت حاصل کر لی۔ اور آخر ۱۸۹۸ء میں برٹش
کونسل کا سکرٹری ہو گیا۔ اور ۱۹۰۴ء میں انتقال کیا۔

سرفروش کی یادگار یہ تصانیف ہیں :- (۱) دیوان غزلیات (۲) نظم گوئے و
چوگاہ - (۳) نظم طرب نامہ - (۴) شہنوی شکرستان -

غزلیات ماہ شرف خاتم | مشرق میں از آدم تا ایندم نوع بشر کی جنس کہ خف
نے اپنی جنس اور جنس لطیف میں فعل تمام قائم

رکھا ہے اور اپنی تو امیثت کی صحیح حدود سے تجاوز کر کے میدان علم و عمل کو اپنی نمائش عقل و باغ کیلئے مخصوص کر لیا ہے۔ لیکن عورت بھی جب جب اسکو موقع ملتا ہے کبھی تلوار چلا کر اور کبھی قلم اٹھا کر مردوں کو منہم تحقیق کی تقسیم مساوی کو تسلیم کرنے پر مجبور کرتی رہی ہے۔

انہی مردانہ عورتوں میں ماہ شرف خانم کردستان کی مستورہ خاتون بھی تھی۔ کردستان ایران کے حصہ غربی کا ایک صوبہ ہے جسکا دار الحکومت شہر سنندج ہے۔ قدرت نے اس قطعہ خاک کو حسن و زیبائی سے مالا مال فرمایا ہے۔ آب و ہوا خوشگوار ہے اور کوہستان میدان و لغریب۔ اس خطہ عجم نے بڑے بڑے عالم و شجاع پیدا کئے ہیں۔ خصوصاً فلسفہ و کلام اور شعر و ادب میں فضلاء کردستان کی تصانیف مطبوع و مشہور ہیں۔ مولانا خالد شہر روزی کے مقامات عرفانی۔ ملا خضر رود باری کے نصاب۔ شیخ و سیم بزرگ کی انداز ہائے سودمند۔ خانائے قباوی کی ادبیات لغز۔ ملا عبدالرحیم تاج پوری مشہور بہ مولوی تخلص بہ معدوم کے مضامین ادبی۔ ملا نصر تخلص بہ نائی کے لطائف بدیعی۔ شیخ محمد فخر العلماء کے اشعار نیکین۔ شیخ رضا کے کر کو کی کی طیبات و ذکاہیات۔ وفائی و جہیق و سالم و تہجری کی غزلیات و لغریب کردستان و ایران کے لئے مایہ ناز و باعث امتیاز ہیں۔

لے قرآن مجید مردوں کی فضیلت عورتوں پر ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے اَلرِّجَالُ نَوَاصِحٌ
عَلَى النِّسَاءِ۔

کردستان اپنی اس فہرست مفاخر میں ایک عورت کا نام بھی شامل رکھتا ہے۔ جس کا خطاب
مستور تھا اور جمال باطن مشہور۔ جو خود چراغ خانہ تھی اور اس کا کلام شمع انجمن۔ ماہ شرف خانم
مستورہ ۱۲۱۹ھ یا ۱۲۲۰ھ میں کردستان میں پیدا ہوئی۔ اور ۴۴ مراحل زندگی طے
کر کے ۱۲۶۳ھ یا ۱۲۶۴ھ میں لحد کی منزل اول میں پہنچ گئی۔ ابوالحسن بیگ ولد محمد آقا
ناظر کردستانی کی لڑکی تھی۔ اس کا خاندان قادیسی مشہور ہے۔ دادا وایان کردستان
کا ناظر صندوق خانہ۔ باپ بھی حاکم کردستان کا مقرب بارگاہ و مغرز و مقدر تھا۔

رضاقلی خاں ہدایت نے اپنی کتاب مجمع الفصحاء، جلد دوم مطبوعہ طہران میں صفحہ ۵۶۲
میں شعراے معاصر کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ”مستورہ کردستانی کا شمار نسوان نجیبہ مشہورہ
میں ہے۔ دختر ابوالحسن بیگ اور منکوحہ خسرو خاں والی سندج تھی۔ نہایت
خوش خط لکھتی تھی۔ حین و پاکدامن عورت تھی۔ مردانہ اوصاف رکھتی تھی۔ ماہ شرف خانم
نام تھا۔ ۱۲۶۳ھ میں رحلت پائی“

میرزا علی اکبر صادق الملک اپنی تاریخ کردستان موسوم بہ حدیقہ ناصرہ میں لکھتا

ہے :-

”اس خاندان میں ایک عورت ہے میری عموزادہ۔ جس کا نام ماہ شرف خانم اور
تخلص مستورہ ہے۔ فی الواقع اس عنیفہ کا فضل و کمال۔ خط و ربط۔ شعر و انشا
اس پایہ کا ہے کہ موزنین عالم اس کا نام صفحہ تاریخ پر ثبت کریں۔ تقریباً میں ہزار
شعر کا دیوان غلیات و قصائد اس کی یادگار ہے۔ چوالیس سال میں دورہ زندگی

ختم کر کے اس سراے فانی سے رحلت کر گئی۔ خسرو خاں والی مشہور بہ ناکام کی بیوی تھی۔“

مستورہ کی رحلت سے ۸۰ سال بعد اسکا کلام و تصانیف جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ جسکا نتیجہ ایک مختصر دیوان ہے جس میں دو ہزار اشعار سے زیادہ ہیں۔ اور ایک کتاب تاریخ کردستان ہے جس میں حکمرانی و ولادت اور ولایت کے حالات اس خاندان کی آغاز حکومت سے زمانہ مولفہ تک درج ہیں۔ حکمرانی خسرو خاں ناکام والی کردستان کے حالات مندرجہ تاریخ مستورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں کسی وجہ سے والی مذکور مستورہ کے باپ اور چچا خفا ہو گیا تھا اور ان پر غضب و عتاب کیا تھا۔ اسکے بعد ان لوگوں سے دل صاف کر لیا اور خلاصہ صفائی کو ثابت کرنے کے لئے ماہ شرف خانم مستورہ سے نکاح کر لیا۔

مستورہ کا ایک اور رسالہ عقائد و شریعات کے متعلق بھی پایا جاتا ہے جو اسکے مراتب کمالات کی دلیل ہے۔ مستورہ کا شوہر خسرو خاں ناکام بھی موزوں طبع تھا۔ اسکا دیوان بھی شائع ہو گیا ہے۔ میاں بیوی میں اکثر مفازلہ (مقابلہ غزل) ہو ا کرتا تھا۔

مستورہ نے کہیں کہیں مقطع میں اپنے ہمعصر شاعر شہیر بیگم سے جنتی کی تعریف محبت بھرے الفاظ میں کی ہے مثلاً

در گذر زین خیال مستورہ گریہ یغا رود دل و دینت

دی بغیرہ صنف سلسلہ موئے بگذشت دل مستورہ وجہ بیرش - یغا رود

ایک غزل میں یہ قطعہ یغا کی طرح اضافہ کیا ہے :-

ایں گہر نیز کہ از کلک خیالم ریزد
میرا قلم سخن حضرت یغا کہ ز جاہ
ہمیں زندہ آفاق کہ از بحر نطق
آتش شوق من و جذبہ کوشش نادانی
نالہ مستورہ مکن گر چہ دلت یغا بُرد
لیکن واقعات تاریخی نیز اسکی طبعی دلیری اور عزت نفس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیالات
اغراق شاعرانہ سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ وہ خود بھی ایک جگہ کہتی ہے :-
روشن و شیدہ عصمت بود این مستورہ بہ متاع دو جہاں شرم و حیا نطر و شد
مستورہ کا کلام سے رنگین اور جلوۂ معشوق سے نگاریں ہے۔ داستانِ حسن اور
فسانہٴ عشق نہایت محویت و شغف کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ کلام میں سلاست و صفائی
موجود ہے لیکن بچکانی استادانہ حد تک نہیں ہے۔ شرم و خوش کا کلام مستورہ کے مقابلہ میں
زیادہ پختہ و متین ہے۔

اس انتخاب میں علاوہ چند غزلوں کے مستورہ کی ایک مختصر سی شادی بنام ”گل و
بلبل“ بھی شامل ہے۔ یہ بھی اپنے رنگ میں خوب ہے۔ وہی داستانِ عشق اور
عاشق و معشوق کے ناز و نیاز اس میں بھی ہیں۔ بہت صاف و سلیس۔ با اثر و پر لطف
نظم ہے۔

منظومات ملکی و ملی فارسی زبان کی شیرینی۔ لطافت اور موسیقیت مشرق ہی کے لئے باریک ناز نہیں بلکہ اہل مغرب کو بھی تسلیم ہے۔ اور فقہا عالم کو اس امر کا اعتراف ہے کہ اسقدر بوج اور لچک۔ اتنی رنگینی۔ رویت و قافیہ کی اس درجہ شگفتگی۔ بحر و وزن کی ایسی ترنم آفرینی۔ اصناف نظم کی اسقدر کثرت دنیا کی کسی زبان کی شاعری میں نہیں ہے۔ عربی زبان کی شاعری اپنی وسعت اور معنی آفرینی میں عظیم النظر ہے۔ ترکی شاعری اپنی دلولہ انگیزی کے لئے مشہور ہے۔ ہندی شاعری اپنی لطافت و شیرینی کے اعتبار سے بے مثل ہے۔ اگر یہی شاعری اپنی رخت تخیل کے لحاظ سے لاجواب ہے۔ لیکن فارسی شاعری کا یہ عالم ہے کہ

انچہ خواں ہمہ دارند قوتہا داری

اردو شاعری چونکہ فارسی کی ”بنت الرشیدہ“ ہے اسلئے فارسی کے تمام محاسن و اوصاف کی الہیت و استعداد رکھتی ہے۔ اور اگر اردو شاعری میں فارسی شاعری کے مقابلے میں ابھی کچھ کمی اور کوتاہی باقی ہے تو اردو شاعری کا اتنا قصور نہیں جتنا اردو شاعر کا ہے۔

فارسی شاعری نے ایک ہزار سال میں رودکی (۶۱۸ء) سے تا آذنی (۱۸۵۳ء) تک پونہ پچیس پہنچے حسن و عشق۔ بزم و رزم۔ اخلاق و تصوف۔ زہد و رندی۔ مدح و ہجاء۔ معارف و مناظر۔ متانت و ظرافت کے تمام مضامین بہتر سے بہتر اسلوب آئین کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دئے۔ ایک نزع باقی رہ گئی تھی۔ اسکا ظہور ایک دور جدید

پر موقوف اور وہ امر اپنے وقت کے ہاتھ مرہون تھا۔ وہ وقت بیسویں صدی کے ساتھ ساتھ آگیا۔ اور ایران کے انقلاب سلطنت نے ایران کی شاعری میں قومی و ملکی نظموں کا اضافہ کر دیا۔ ایران میں تمدن و حکومت کے روز ازل سے ۱۹۰۶ء تک دور استبداد قائم رہا۔ اگرچہ آٹھارہ انقلاب ۱۸۴۸ء میں پیدا ہو چکے تھے لیکن انقلاب کے اصلی و عملی محرک سید جمال الدین افغانی (متولد ۱۸۳۸ء متوفی ۱۸۹۷ء) اور پرنس فکرم خاں (متولد ۱۸۳۳ء متوفی ۱۹۰۸ء) تھے۔ آخر ۵ راکست ۱۹۰۶ء سے پہلا کانسیٹی ٹیشنل پیرٹڈ یعنی دو مشروطہ اول شروع ہوا اور ۷ راکتوبر ۱۹۰۶ء کو مجلس اول (نیشنل اسمبلی) قائم ہوئی جو ۲۳ جون ۱۹۰۸ء تک کام کرتی رہی۔

اسکے بعد تقریباً ایک سال کے لئے ۲۳ جون ۱۹۰۸ء سے ۱۶ جولائی ۱۹۰۹ء تک پھر محمد علی شاہ معزول کا دور استبداد جاری ہو گیا اور مشروطہ اول معرض التوا میں آگئی۔

پھر دوسرا دور مشروطہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء سے شروع ہوا۔ اور چار روز کی جنگ کے بعد محمد علی شاہ فرار ہو گیا اور ایرانیوں کو ”فتح ملی“ حاصل ہو گئی۔

ان چند سال میں سرزمین ایران میں عجب قیامت خیز ہنگامہ برپا رہا۔ انقلاب پیدا کرنے کے لئے جو ذرائع اختیار کئے گئے ان میں انقلاب آفریں اخباروں اور نظموں کی شاعت بھی تھی۔ چند سال کے عرصہ میں سیکڑوں پرچوش روزنامے نکلے اور ہزاروں لولہ انگیز نظمیں لکھی گئیں۔ جسکی پاداش میں اڈیٹروں اور شاعروں نے جلا وطنی

برداشت کی اور جانیں دیں۔

ہمارے انتخاب میں اسی زمانہ کی چند نظمیں سید اشرف رشتی نسیم۔ ملک الشعراء بہار شہدی اور ایک نوجوان شاعر پور داؤد کی تصانیف سے شامل ہیں۔ ان میں حقیقی جذبات ملی و مذہبی۔ شور انگیز طرز ادا۔ جدید الفاظ و محاورات قابل غور ہیں۔ اس قسم کی نظموں میں سلاست روح رواں ہوتی ہے کہ عام فہم ہوں اور مخاطبین کے دلوں میں جوش پیدا کر سکیں۔ چنانچہ ان نظموں میں یہ جوہر نمایاں ہے۔ ہم نے صرف ان نظموں کا انتخاب کیا ہے جن میں اس زمانہ کے حوادث و واقعات کا حوالہ و تلمیح کثرت سے نہیں ہے۔ اس لئے یہ نظمیں آج بھی لطف سے خالی نہیں ہیں۔

کترین

عابد حسن فریدی

آگرہ ۲۰ فروری ۱۹۳۱ء

انتخاب سیاحت نامہ ابراہیم بیگ

صبح برخاستہ پس از ادائے نماز و خوردن چائے پارہ خیالات خاطر
را متوش داشت، چه شبیہ بدین خوابهای پریشان دیدم، چهار ساعت
از دستہ گذشتہ بود، دیدم (مشہدی حسن) از دور پیدا شد، خواست بالا
بیاید، گفتم، نیانید، باشا بجائے خوابیم رفت، من ہم عبارا پوششیہ راہ
افتادم، گفتم (مشہدی) مرا باید بخانہ وزیر داخلہ راہنمائی کنی، از آنجا ہم

بخانہائے ذرا سنے خارجہ و جنگ خواہم رفت ، (مشہدی حسن) گفت ، (حاجی خاں) درست کرد ؟ گفتم بلے ، پس باہم رفتیم خانہ وزیر داخلہ ، اگر بخواہم و صحت آں حمایت کنم ، سخن بطول خواہد انجامید ، سراغ (رضا خاں) را گرفتیم نشان دادند ۔ پیشش رفتہ سلام دادہ کاغذ (حاجی خاں) را تقدیم کردم ، خانہ بسوئے من انداخت ، گفت برو رخصتی شود ، ممکن نیست ، پیش رفتہ یک اسپیریل پستش گذاشتم ، نگاہے بروئے من کرد ، گفت قدرے صبر فرمائید ۔ بعد از پنج دقیقہ آمد کہ بفرمائید ، داخلہ اطاعت شدہ کرنش و مراسم تعظیم را بجا آورد ، دیدم جناب وزیر یک خرقة ترمہ لاکی در برد در نہایت عظمت نشسته است ۔ من ایستادہ اندم ، گفت ، ہا ! چہ خبر است ۔ گفتیم قربانت شوم ، عرضہ داشتم ، فرمود بگو گفتیم عرض بندہ طولانی است ، خود ہم غریب این دیارم ، از کرم حضرت مستطاب اجل اکرم دور نیست کہ اذن جویس مرحمت فرمائید ، تا نشسته عرض خود را بخاک پاکے مبارک شرح دهم ، پس از اندکی فکر گفت خیر بفتیش دگو ۔ پس از دعا و ثنا نشسته عرض کردم ، کہ بندہ از راہ دور آمدہ غریب این مملکت اندہم شیعہ ، و خود ایرانی زادہ ام ۔ اولی عرض بندہ بخاک پاکے حضرت وزارت دستگاہے این است ، کہ معروضنام

راتا آخر استماع فرمودہ ، پس از اس لطف و مہربانہ کہام منرا دار دیدند ہاں
 امر فرمایند۔ گفت بگو عرض کردم ، ایں بندہ در خارجہ شنیدہ بودم ، ولی اکنون
 بچشم خود معائنہ می بینم ، کہ مملکت ایران نسبت بہاںر مالک روی زمین
 دیران است ، حضرت مستطابہ اجل کہ دارا کے عنوان بلند وزارت داخلہ
 ہستند ، باید بحسب تجلیت و مقتضیات اہں مقام عالی از تمامی نعمات امور
 داخلہ مملکت آگاہی داشتہ ، اوقات شبان روزے خود را بہ آبادی مملکت
 و فراہم آوردن اسباب مزید شکوہ و ملک و راحتے سکنہ صرف فرمایند۔ حالا
 بفراہماید ، بہ بینم ، در کد امین شہرے از شہرے ایں مملکت وسیع بیار خانہ بنا
 نہادہ اید ؟ و یا دارالبحرہ و مسکن یتامی ساختہ و برائے تربیت اطفال بکس ملت
 دارالصناعتی پرداختہ اید ، و در کد امین قصبہ از قصبات وطن براے تسہیل نقلیات
 راہ ہاسے شوسہ درست کردہ و اسباب ترقی و تسہیل زراعت و فلاحیت را کہ
 مایہ حیات ملک و ملت است فراہم آوردہ اید ؟ و در باب ترقی تجارت مملکت ،
 کہ دولتہاسے بزرگ دقیقہ از اس غفلت نکرودہ ، بلکہ ملیونہا پول در راہ توسیع

لہ دارالبحرہ - ضعیفوں محتاجوں کے لئے مکان۔

لہ دارالصناعت - کارخانہ۔

لہ نقلیات راہ ہا۔

آن خرچ نموده اند، و در موقع انقضا برائے حصول آن مقصود خوں ریزیا کرده
اند، چه اقدامات مجدانه از شما سرزده است؟ آیا بیچ خبر دارید کہ سالیانہ از استق
ایران چه قدر بخارج حل و نقل می شود، یا چه قدر مال التجارہ از خارج داخل این
ملک می شود؟ عجبا! بیچ بخاطر مبارک عالی خطور کرده است تبیر سے بکار برده
باشید، کہ مقدار امثله و محصولات داخلہ کہ بخارجہ میرد و بیش از آن باشند کہ
ازہ خارجہ بملکت داخل می شود، تا دخل وطن را بر خرج آرد، بخلہ روئے دادہ،
رعیت را بدین وسیلہ توانائی حاصل آید، و خزائن دولت آباد گردد؟ چرا باید
رعیت ایران تا خزیات لازم زندگانی محتاج خارجہ باشند؟ آیا شمع کافور می
را خدائے بصنعت کاملہ خود اختصاص دادہ یا کار بشر است؟ مگر قدر از آسمان
می بارد؟ سچا! خاک مالک ایران استنداد رویانیدن چندہ و یا بشکر را ندارد؟
مگر پیہ عکاو و گوسفندان ایران مانند پیہ مواشی و دواست مال خارجہ قابل تصفیہ
نیست؟ یا العجب! اگر این ہمہ پیہ ایران کہ برودہ بخارج می برند، کفایت بلوس

لہ اندہ - تنازعہ کی جمع مال اسبابہ -

لہ پیہ چربی -

لہ دوا - دوا کی جمع چوپایہ -

لہ یا سبب - کالیہ قعوب

اہالی اس را نمی کند؟ جناب وزیر، شما از مقدار نفوس و جمعیت ایران هیچ
خبر دارید؟ از مقدار قوت و تسلسل که مایه بقا و دوام قوت و ولایت است
آگاہ هستید؟ آیا تا کنون ارباب ہاجرت این ہمہ ایرانی را کہ بہاؤکسا (روس)
(و عثمانی) و (ہند) پراگندہ می شوند تحقیق فرمودہ تدبیر سے برائے منع آن
بکار بردہ اند؟ چرا اقدامات بہاء نمی برید کہ برائے دفع احتیاج ملت اقل
در بعض ولایت ہائے مناسب فابریک ہائے مختصر بنام سرکار ساختہ گردد؟
خواہید فرمود کہ ساختن فابریک وظیفہ و تکلیف وزیر نیست - سنا، لکن تبصر
احداث آن و تشویش نمودن ملت و خاصن شدن بخطہ تحقیق رعیت کار
وزیر با کفایت و خردمند با انصاف است - بخدائے در ملک خازن
این ہا را کہ یکجاں یگانہ شمرم ہمہ از تکالیف وزیر داخلہ است، باید رشتہ
این گونه نیک بختیہا را اواز ہر جا پیدا کردہ بدست رعیت بسیار و ہر گاہ
نکند معاتب و مشول است۔

پہا اسباب پریشانی و پراگندگی ملت را نمی پرسید کہ سبب چیست
سالیانہ چندین ہزار رعیت ایران بہ ترک دار و دیار گشتہ بخاک (عثمانی) و
(روس) و (ہند) می ریزند، و در حالک غربت و در پیش دوست و بیگانہ
بدان ذلت و پریشان روزگار سے بسر می بند۔ آیا ہنوز زماں آن نرسیدہ
کہ ذرا سائے ایران، رعیت را بحکام، و حکام بہ مینکار، و پیشکار بہ بیکار بکنی

و داروغہ، و آٹاں بکد خدایاں، و ایٹاں ہم بفرش شہاشی و نائب پفرشند؟
 در کد امین ملکیت دیدہ شدہ است کہ داروغگی شہر را با جاردہ بدہند، و
 آنگہی باراخل و اوقافی ناس؟ آخر انصاف باید کرد، ماموریت گرامی را
 در ملک متہدہ دائرہ پولیس می نامند۔ آیا رواست کہ پولیس مرد بے
 مرد پائے و بے سوادے باشند؟ و علاوہ برہمہ عدم لیاقت، تہار زادگان
 محترم را با سباب چینی ہائے گوناگون، با نواع کار ہائے نامناسب متہم
 ساختہ، آپرو و اعتبار شان را برائے پنج تومان پائمال سازند، و از
 جوان باجیا و نجیبی، ہمائے شرم از پدر و برادر، بے ہیج تقصیرے، چہل
 چہاہ توماں بنام جزیہ بگیرند؟ آیا از وضع ناگوار این مگر کجا ہمائے بی توہ
 کہ موجب ہزارگونہ شہادت دوست و دشمن است خبر نداشتید، کہ از یکس جوہ
 تہار، یا داخترہ و خادجہ، از یکے دو توماں، و از دیگرے یک توماں، و
 از یکے دیگر کہ گویا پدرش سر باز یا برادرش توپچی است پنج قران می گیرند؟

لہ ارادل - اہ ذال، جمع رذیل - ذلیل - لہ ادانی - ادنی کی جمع -

لہ پولیس - پولیس، پراسٹبل ۵۵ گرک خانہ - چکی - نے -

شہ بے تفرہ - جاہل - بے مروت ۵۵ جوہ - قسم

۵۵ داخترہ - خادجہ - استہائے و آمد و برآمد -

اصلاح میں ہم کہ محتاج پول و آدم یا تدبیر آسمانے نیست۔ تا چند در دست
 حکام ظالم، در باب رفتار آناں با رعیت و اخذ مالیات، کتابچہ تعلیمات و
 دستور العمل نامزدے نخواہد شد؟ تاکہ حال میں دولۃ گراہناکے خداے
 را کہ رعیتش نام است، رعایت نخواہید فرمود؟ آناں را ہوائے نفس
 حکام بے مروت سپردہ، ناگزیر از طبیعت خواہش ہائے رفیلانہ آن فرو
 مایگان خواہید داشت؟ آیا دولت سے ہزار سالہ ایران، مقدر نیست کہ
 دریکے از شہر ہائے منظم خود ادارہ صحیحہ برپا نمودہ سے چارتن طبیب موظف
 بد آسجا با بگمارد کہ مردمان آن شہر را از اجل معلقی، کہ اثر اجل و نادانی
 متطببین است، رہائی دہند؟ چرا بختہ معالجہ جذام، برص، کہ در دورہ
 اول معالجہ آہنا خیلی آسان است ایما خانہ نباشد، کہ در ہر شہر مسافر
 در اول ورود بہ جاسختہ از میں بد بختان دو چار بشود؟ آسیب میں
 مرض کثیف لب و دماغشاں را ریختہ، و چشم و دہشتان را اغوجاج روتی
 دادہ، کف گدی بہ پیش خودے و بیگانہ دراز کردہ، خود شان ہم مانند

۱۔ دولۃ۔ ولایت کی جمع۔ امانت مراد دعا۔ ۲۔ موظف۔ تنخواہ دار۔

۳۔ اجل معلق۔ موت جو وقت کے انتظار میں ہے۔

۴۔ متطببین۔ طبابت کے جھوٹے مدعی۔ ۵۔ اغوجاج۔ کجی۔ ٹیڑھا پن۔

دعوت در بیان زلیست می کنند، و از دارو دیار مطرود در نظر اہل و عیال منفور
 باشند۔ بخدا سے کہ برائے مرد وطن پرست غیر متند مرگ از دیدن حالت
 آن بد بختان سهل و آسان است۔ من یک بار آناں را دیدم، ہنوز دلم در
 تب و تاب است، شاہم روزہ می بینید و چچ گردی، امن کبرائے شہ
 نمی رسد، مگر نہ ایمان انہائے وطن شہا و برادران دینی شنیدہ دیگران
 برائے حفظ حیات یک تن از انہائے وہی نوع خود شہان چہ رحمتا بہ
 خود ہموار نمودہ چہ پولہا خرج می کنند۔ اصلاح این کار ہا، کہ در انظار
 خارجہ موجب تنگ دولت و ملت و اسباب ہزارگونہ سبزش خود می دیگران
 است، محتاج چنداں مخارج گزاف نیست کہ دولت و ملت از تدارک
 آن عاجز باشند۔ بوحدانیت خدا قسم، از خود ملت وجہ اصلاح ایی گونه
 معائب را، کہ سبب کاهش شوئن دولت در انظار بیگانگان است بسہل
 ترین دجہ می توان گرفت۔ چرا، از رعیت بچارہ چنداں جرمہ و رشوت تیوا
 گرفت، کہ از آن روسے در ظرف بیت سی سال اولاد و اقارب و بہنگان

لہ مطرود۔ کہانے ہوئے۔ پھینکے ہوئے لہ منفور۔ قابل نفرت

لہ ہموار نمودن۔ گوارا کرنا لہ مخاج گزاف۔ مصارف گراں

لہ کاهش شوئن دولت۔ کمی شان و شوکت سلطنت لہ بستگان۔ مستحقین

ایک مروفتی کہ خود بوساطت چندین نفر از دولت تنہا سالیانہ شصت
 تومان وظیفہ و عاگوئی داشت، اکنون صاحب پنج کور شد و دس سالان
 بشوند؛ اما برائے اصلاح قائلین جزئیہ وطن نمی شود باعانت عمومیہ برحق
 نمود، و ہچنان کار مقدس را از پیش بردہ وین بابا آنچه لازم است تنہا حق
 نیست و تدبیر و درستکاری و سبے طبع است۔ در صورتیکہ ملت خود را از دولت،
 و دولت خود را از ملت دانست، و فہمید کہ اینان لازم غیر مفارق و تنہا در تلفظ
 و دوا و معنی واحدند، ہمہ کار ہائے سخت ساختہ و پرداختہ می شود۔ از دولت
 و میامن اتفاق این دو عنصر گرامی وطن ہیچ مشکلاتی در مقابل پائیداری نتواند
 نمود۔

دولت ہمہ ز اتفاق خیزد بے دولتی از اتفاق خیزد
 بہستباری عدالت و مساوات بہتم سختی یا غلبہ توان نمود۔ در آئینہ این
 مسافرت کہ قسمت قلیلہ از ممالک ایران را دیدیم دلم خون شہر۔ ہمہ جا ملک
 پریشان، ملت پریشان، تجارت پریشان، خیال پریشان، عقاید پریشان و
 شہریار پریشان۔ خداے را این چہ پریشانی است! تعجب دایم کہ با این
 ہمہ پریشانی دیگر این جمعیت و ذرا چہ لازم است۔ عرض بندہ ہمیں بود کہ از

لہ لازم غیر مفارقتی۔ جہان ہونیوالے مافی لہ میامن۔ میمنت کی حج۔ برکت۔

شما بہم سبب این ہمہ پریشانی چیست ؟ اگر رسول خدا از شما پرسد کہ
 اے وزراء ایران ، اے رؤسائے ملت ، کو شریعت من و کو اسباب
 جہاد شما ؟ کو مجاہدین شما ؟ کو ایمان شما ، کہ من حزب وطن را ردیف اس
 قرار دارم ؟ چہ جواب عرض خواهید کرد و چہ عذر خواهید آورد ۔ ہر گاہ یک
 دوست دیا دشنے از شما پرسد کہ آیا چہ مانع شد کہ در مدت این پنجاہ
 شصت سال سلطنت ، کہ بے نزاعہ خارجہ و در نہایت استقلال و راجعہ
 حکم میرانید ، نتوانستید از این بیست و پنج کشور جمعیت ایران بیست
 پنج نفر را تربیت کنید کہ بتوانند بطور لائق از عہدہ ادارہ مملکت مکتدہ بر
 آید ، تا محتاج نہ شوید کہ از فرنگستان مال خارجہ را بموجب گزاف کرایہ
 کردہ بگمرک خانہائے خود تمان بگزارید ؟ چہ جواب خواهید گفت ۔ اگر بگمانہ
 از شما سوال کند کہ چہ مانع پیش آمد کہ شما در مدت شصت سال توانستید
 ہالیات این مملکت وسیع حاصل خیز یک ملیون تومان بیفزایید ، کہ خرج
 تزیین اسباب مدافعہ وطن شود ؟ چہ جواب مکتدہ خواهید داد ، حال آنکہ در
 ظرف این مدت شصت سال ہالیات سایر مملکت ہائے دور و نزدیکہ

لے ادارہ مملکت ۔ محکمہ جنگی

لے ردیف ۔ ساتھی

لے مواجبہ گزاف ۔ بڑے معاوضے ۔ لکھ تزیید ۔ زیادہ کرنا ۔

چند مقابل اول افزوده اند، وہاں مقدار نیز آبادی و جمعیت آہنا زیاد
 شدہ است، اگر ناموس خودتان از شما پرسد، چہ صرفہ دیدید کہ داخل
 مملکت را فقط منحصر باخذ رشود و جریہ داشتید، و از فراہم آوردن اسباب
 تزیید و مالیات، و توسیع دائرہ تجارت و زراعت و وطن غفلت ورزیدید؟
 چہ پاسخ خواهید داد کہ موجب رفع سرافکندگی شما گردد؟ آیا میترسید
 کہ از اصلاح جنگل ہائے مملکت، و کار فرمودن معادن بے صاحب،
 و فراہم آوردن اسباب نقلیات و وطن کمتر از تاخت و تار رعیت منافع
 حاصل آید؟ آیا نمی دانید کہ رعیت ہشا بہ دست و پایے دولت است،
 آہاں را بکار باید داشت نہ اینکہ برید؟ رعیت اسباب مدافعہ جم دولت
 است، پریشانی امروئہ آہاں پنج روز دیگر سبب خواری و پریشانی خود
 شما است۔ وزیر گفت ہرزہ در آئی تمام شد، یا باز ہست، من کہ دیگر
 طاقت استماع مہملات ترا ندارم۔ مرد کہ احق، این فضولہا را بتو کہ ام پدر
 سوختہ یاد داد؟ مگر من پیغیر آخر الزماںم، کہ دا ائتائے بلویم، ہر کس ہزار درد و فکر

لے چہ صرفہ دیدید۔ کیا حرج دیکھا۔ اے معادن بے صاحب۔ وہ کانیں جنگا کوئی مالک نہیں۔
 اے ہشا بہ۔ بجائے۔ قائم مقام۔ اے ائتائے بلویم یعنی فریاد رسی کردن۔ آنحضرت صلعم
 اپنی امت کی مغفرت کے لئے شفاعت فرمائیں گے اور اسوقت دا ائتائے ائتائے فرمائیں گے۔

برائے خود دارد۔ احمق دو ساعت است چنانہ می زند، من ہم گوش میدهم
 کہ چه خواهد گفت، مرد کہ دیوانہ، پاشو برو پے کارت، عجیب احمقے بودہ،
 برغیر در شو۔ برغیر۔ ناچار برخاستہ بیرون بشدم و از راسے کہ آمدہ
 بوم برگشتم، دیدم (شہدی حسن) در باغچہ زیر درخت از تمنائی چرت می زند،
 گفتم برادر برغیر برویم وقت خواب نیست، گفت کارت را با وزیر تمام کردی؟
 خندیدم۔ در راہ تردد بوم کہ آیا پیش دزدانے خارجه و جنگ ہم، دم یا نہ۔
 باز با خود گفتم شخص باید فدا حب غم باشد، ہر چند کہ از اینان برائے
 این درد وطن در مانے نخواہد شد، اما باز دین بہتر است کہ اطلاق گفتنیہا را
 گفتہ دل پر درد خود را تا یک درجہ تسلی سازم۔ بہ (شہدی حسن) گفتم،
 برویم بدستگاہ وزارت خارجه گفت چه عیب دارد۔ رسیدیم بہ خانہ وزیر
 خارجه۔ دیدم دم در چند تن غراش و یک نفر قراق روض استادہ اند۔
 از فرشتان (میرزا کاظم) بیگ را سراغ گرفتم، نشان دادند، مرد خوش
 پیائے بہ نظرم آمد۔ سلام کردہ رقتہ (حاجی خاں) را دادم، خواند و
 کمال مہربانی پرسید، معرفت عربی۔ گفتم۔ نعم، جاسے نشان داود بعربی

لہ چانہ می زند۔ کہ اس کہ ہا ہے۔ لہ چت می زند۔ گلا۔ پی رہا ہے۔ تسلی سازم۔ تلی دونہ
 لہ معرفت عربی۔ کیا تم عربی زبان جانتہ ہو۔ ہہ نعم۔ ہاں۔

گفت بہ فرماید، نشستم۔ چائے خواست، آوردند، خوردیم۔ پس از آں
 خود برخاستہ بیرون رفت و بانڈک فاصلہ برگشت و گفت کہ کمی صبر
 نمایند، نایب اول سفارت روس نزد وزیر است خلوت کرده اند۔
 من بانڈک کے تامل و دریافتم کہ ازدادہ شدن غلاب اقیاز با انگلیسان
 سفارت روس بہ تشویش افتادہ صحبت و خلوت برائے ہاں مطلب است
 کہ یا آں را بہ ہم بزنند۔ یا این کہ خود نیز مانند آں امتیاز دیگرے تحصیل
 نمایند۔ از تقابعد معلوم شد کہ آں طور ہم بودہ است۔ پس از یک
 ساعت (میرزا کاظم) بیگ دوبارہ رفت، در مراجعت با یکے از پیش
 خدمتان وزیر ہجرا آمدہ پارش مرا کرد کہ بخدمت وزیر خواہ رسید۔
 از چندیر اطلاق گذشتہ جائے ایستادہ پردہ را برداشت، داخل اطاق
 شدم۔ دیدم وزیر در سر یا این طرفہ، آں طرفہ می رود۔ سلام و تعظیم
 کردم۔ فرمود چہ خبر است۔ من ہاں مقدمہ را کہ ورود بحضور وزیر دانند
 ترتیب دادہ بودم در اینجا ہم بخرج دادہ اذان جلوس نوشتم۔ پرسیدہ تو
 از مصری؟ عرض کردم سبب۔ انیدم کہ (میرزا کاظم) بیگ معرنی کردہ گفت
 رعیت کدام دولتی؟ گفتم رعیت ایرانی۔ گفت من شنیدم در مصر تمامی

تمولین رعیت ایران ترک تابعیت کرده خودشان را بدیگر دولت وابستہ اند؟
 عرض کردم غیر از بندہ - نیم خندے کرد و نشست، و چون ہم امر بہ نشستن فرمود
 باز در اینجا استدعا کردم کہ غرض مرا تا آخر بشنود۔ گفت پاسے قدر میان نشست
 مشروط بر اینکه سخن یادہ و بے سنی نباشد۔ عرض کردم بندہ بہرچہ آئینہ باہم
 ہمہ از روئے تعصب ملی است۔ چیز دیگرے استدعا نمی کنم۔ گفت بگو بہ ہم
 گفتم جناب وزیر، از شما سوال می کنند یک نفر غریب و متعصب از ملت ایران،
 سبب نقاحتے کہ در مالک خارجہ کونسل ہائے شامی کنند، آیا خبر دارید یا نہ؟
 تا چند این تذکرہ ہائے دولت، کہ نمایندہ تابعیت ملت ایران در انظار خارجہ
 است، مانند کاغذ دواپیچ عطاران بے قدر و بے اعتبار خواہد شد؟ تاکہ
 این برات شرف ملی مائل کاغذ گنجھ در محال شدہ بفروش خواہد رسید۔
 آنہم بقیت ہائے متفاوت؟ مثلاً در (طران) پنج قران، در (تبریز) یک تومان،
 در کنار (ارس) یک تومان و نیم در (فقدار) چار منات و نیم، در خاک (عثمانی)
 ہفتاد و پنج غروش۔ و گذشتہ از اینا مامورین شام در ہمہ جا ہر دو دو و غل و بے

لے تابعیت۔ متابعت۔ اتباع۔ پیروی لے تعصب لے قومی طرفداری۔ تعصب اصل میں عرب حاکمیت
 و جانبداری کو کہتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ لفظ بیجا و ظالمانہ طرفداری کیلئے مستعمل ہے۔

لے متعصب۔ حمایتی غیر خواہ لے نقاحت۔ رسوائی شدہ تذکرہ ۱۔ اسناد۔ سٹیفٹ

لے کاغذ گنجھ۔ گنجھ کا پتہ
 شہ دغا۔ مکار

بدھ زبان بہ ایشان توں گفت کہ
 در پناه می برم ازین وضع ناگوار، کہ
 امانی کہ دود آہشاں روی سپر را
 کہ زخمی گر یزد، در خارجہ بظلمہاے
 بہ کہ در ملک (دوم و روس) میری
 کنش دوریکے را گرفتہ استش را
 غارت این بیچارگان آوارہ
 و عاز آمان ہست و نہ رستے۔ اولاً
 و الت نہ بست کہ بہ ترک وطن گویند؟
 نہ کس لے پنج منات بہ عذران پول
 و رین بفرمائید کہ آہنار در مقابل موجب
 سید و در صورتیکہ این پول از رعیت
 و گرا بے مردمان بے شرم موجب
 دم دہد بود، و اشال این رسوائی ہا
 لہ شہر ملک (دوم و روس) ہر
 رک کرتا۔

تین میں "

کہ در پناه می برم ازین وضع ناگوار، کہ
 امانی کہ دود آہشاں روی سپر را
 کہ زخمی گر یزد، در خارجہ بظلمہاے

بہ کہ در ملک (دوم و روس) میری
 کنش دوریکے را گرفتہ استش را
 غارت این بیچارگان آوارہ
 و عاز آمان ہست و نہ رستے۔ اولاً
 و الت نہ بست کہ بہ ترک وطن گویند؟
 نہ کس لے پنج منات بہ عذران پول
 و رین بفرمائید کہ آہنار در مقابل موجب
 سید و در صورتیکہ این پول از رعیت
 و گرا بے مردمان بے شرم موجب
 دم دہد بود، و اشال این رسوائی ہا
 لہ شہر ملک (دوم و روس) ہر
 رک کرتا۔

بہارِ حقیقت ہے کہ اگر ایک آدمی (روم و روس) کی طرح دستِ نشانہ

خواهند نمود؛ سفراء شما محض پیاده پوشی

ہیچہ۔ اروی و تقدیات کونسل ہے خارجہ را

و اما در این مورد که این معنی

مستند امور و نیامی ماند - بله هر

بہم چڑھی گئے۔ وہ دیکھے ہم مانع نہی شود۔

در این شهر (که در روسیه) هرگاه بخواهند در (بلخارستان)

۱۲۰۸۳۴۵۶۷۸۹۱۰۱۱۲۱۳۱۴۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰۵۱۵۲۵۳۵۴۵۵۵۶۵۷۵۸۵۹۶۰۶۱۶۲۶۳۶۴۶۵۶۶۶۷۶۸۶۹۷۰۷۱۷۲۷۳۷۴۷۵۷۶۷۷۷۸۷۹۸۰۸۱۸۲۸۳۸۴۸۵۸۶۸۷۸۸۸۹۹۰۹۱۹۲۹۳۹۴۹۵۹۶۹۷۹۸۹۹

در صورتیکه خود قانون و عدالت ندانیم به چه زبان به ایشان تواری گفت که
 با ما بعدالت و قانون رفتار ننمایید؟ بخدا سے پناه می برم ازین وضع ناگوار، که
 هر جا قدم نمی پرست بادل سوختگان ایرانی که دود آهشان روی سپر را
 تیره و تاریک می کند - از تعذیبات داخله می گیرند، در خارجه بظلمهای
 بدتر از آن گرفتار می شوند به هر جا و هر ده که در ممالک (روم و روس) میری
 خواهی دید که جمعی بے عار و بے کار بنام فرانس دوریکه را گرفته اشش را
 کونسل گذاشته اند، و باتفاق آن کمر بتاریج و غارت این بیچارگان آورده
 از وطن بسته اند که در دفتر دولت اسے از آنان هست و نه رستے - اولاً
 چرا در داخله ابواب ظلم را بر روی ایشان نه بست که به ترک وطن گویند؟
 ثانیاً کونسل چرا از هر یک این بیچارگان ساسے پنج منات به عنوان پول
 تذکره بگیرند و بکلیه خودشان برود؟ هرگاه بفرا مید که آنها را در مقابل جواب
 نمی دهیم، بخدائے بسیار مبنون هستيد، در صورتیکه این پول از رعیت
 گرفته می شود، هرگاه دولت بگیرد و بدین بے مردان بے شرم مواجب
 بدهد، سالیانه مبالغ زیاد منفعت خزانه خواهد بود، و اشال این رسوائی با
 تا یکدرجه از میان خواهد برخاست - امروز در ممالک (روم و روس) هر

ایرانی از ہر طبقہ کہ باشند و قلیکہ بمیرد ، اولین وارث آن سفارتہا و
 کونسل خانہاست ، ہر گاہ وارث و طلبگاران قدرتی داشتہ باشند
 انہاں نیز حصہ تواند برد ، و الا فلا - ہچنین است مسئلہ بباپورت - درست
 حساب شدہ کہ درایاب و ذہاب یک نفر ایرانی بنیارت مکہ مکرمہ ، از ہر سرحد
 کہ حرکت کردہ ، چل و پنج تومان تا بازگشت بدان نقطہ پول تذکرہ و قول
 باید ببرد - اقلًا ہمہ سالہ چار ہزار ایرانی بہ مکہ می رود ، وجہ تذکرہ اینان
 مالیات زیادہ بر یکصد و شصت ہزار تومان است ، و با ایں مبلغ در تمام نقاط
 مہمہ و مقتنیہ ممالک (روس و عثمانی) کونسل ہائے با مواجب و تعلیمات مخصوصہ
 توان گذاشت کہ در حین وقوع شکوہ و شکایتہ طرف مواخذہ و عتاب ہم شوند ،
 در بندہ (جدہ) کہ دروازہ قبلہ و طرف توجہ عموم اسلامیان است ، چہا
 سہار پر داز نجیب و با ادب و متدین و بادشاہ شناس ، و از خانوادہ معروف
 اسباب علم و سوائہ بناشد و چارہ سالہ در بیج من یرید ، کار پردازنی
 آنجا را بدست بر سفلہ بے پرد و فردایہ و بے سواد ، در مقابل یکے دو
 ہزار لیرا بسپارند ، و او را بر حبان و مال حجاج ، کہ رعایت خاطر و
 لہذا و الا فلا ورنہ نہیں

مسئلہ بباپورت - پامپورت - پروانہ راہ داری -

مسئلہ طرف مواخذہ بشود - گرفتہ کے قابض ہو سکیں

مسئلہ بیج من یرید - جو زیادہ قیمت دے اس کے ہاں بیج دینا -

دغظ حق شان بر ذمت دولت واجب است صاحب اختیار سازند
 داد از ہر تذکرہ کہ دولت زیادہ از یک تومان نمی گیرد بے شمرانہ و
 بے باکانہ نیم لیرا، کہ معادل دو تومان و نیم است، گرفته باز دست
 ندارد، با جمال و جمال نیز در تاخت و تاز آماں شریک بہ شود و برائے کریم
 مستر و الاغی کہ از (جہد) بہ (دکمہ) سایرین، یعنی مسلمانان خاک (عثمانی
 و مصر و جزایر و بولند و ہند و قفقاز) سی غروش می دهند، از ایرانی
 و ویست غروش کہ شش برابر آہناست پول بہ گیرند و ہمہ سالہ این
 تفاسیل را روز ناہما بنویسند و فریاد نظم حجاج با سماں ہسد، کس
 گوش نہ بہ و ترکیبیں بے آرزم ابداً مواخذہ نہ شوند و تنہا آنچه در (جہد)
 از حجاج ایرانی کونسل ہائے موقتہ مہ ماہہ می گیرند، براسے واجب سفیری
 کافی است۔ اگر آہنا را کہ عرض کردم میدارند و طرف اعتقاد و توجہ نمی
 شمارید نہ بہ بے الضافی است؛ اگر خبر نہ دارید و نمی دانید در آئی
 جمهوریت ہمہ حق دارند کہ شمارا غافل پندارند و سزاوار این عنوان بلند

۱۵۰ جمال - اونٹ والا

۱۵۱ نظم - فریاد

۱۵۲ معادل - برابر

۱۵۳ جمال - بامبرداد

۱۵۴ ترکیبیں بے آرزم - مجربین بے شرم

نه شمارند والسلام۔

وزیر خیالہ کشیدہ راست نشست و گفت، تربیت عربستان
بہتر ازین نمی شود۔ عجب مرد فضول و جہ مغزیہ بودہ مرد کہ دیوانہ تو
نام قانون شنیدہ بہ زبان چینیہ۔ ہی از قانون دم می زنی، این را
نمائی کہ اگر در سایر دولتها یک قانون است و حکمش در یک سال مجری
نمی شود، در مملکت اہر وزارت خانہ قانون جایگانہ دارد، کہ احکام
ہر یک از آنها در نیم ساعت مجری میگردد۔ من از پسہ رکت تو خوشوقت
شدم کہ ترک تابیت نکردہ، و گرنہ با تو بطور ہائے دیگر رقار می نمودم۔
پاشو، بہ جہنم پاشو۔ دیدم جائے نشستن نیست۔ برخاستہ براہ افتادم۔
و غرق عرق حجلت بوم، میرزا (کاظم بیگ) با بشارت تمام پیش آمد و
پرسید کہ از کونسل (مصر) شکایت کردی؟ گفتم نہ، مطلب دیگر بود، خدا
حافظ باد (مشہدی حن) از آنجا نیز بیرون شدیم، گفتیم ہر چند کہ وقت
تنگ است و اما امروز باید این کار را با انجام رسانم۔

رفیقیم بہ سنگاہ وزارت جنگ، بد آنجا رسیدہ دیدم کہ در قراولان
چاقمہ زدہ، خود شان ہر کدام در گوشہ نشستہ چوبوق می کشند۔ خواستم

لہ خیالہ کشیدہ۔ انگریزی لیکر۔

داخل شوم، پرسیدند کجا۔ (مشہدی حن) گفت عرض چي است، نمیدانم
 چه اشارتے کردند، (مشہدی حن) گفت خوب، خوب، در بازگشت و
 مراجعت۔ رفیقم اندرون۔ از (اسد بیگ) فراس باشی سراغ گرفتیم، اگشت
 را نشان دادند، دیدم جوان خوب دسے بس ہفتہ سالہ، سرواړی تمام
 کھا پتون در بڑا بکمال عظمت نشسته است۔ سلام گفتہ بادب تمام رقعہ
 (حاجی خاں) را دادم، خواند و پرسید از کیت بہ گفتیم ہر و امضا باید
 داشته باشد۔ گفت ہر و امضائے (محمد علی) است، دسے نمی شناسم
 گفتیم (حاجی خاں) است۔ کاغذ را انداخت بسوے من گفت امروز
 نمی شود۔ سوے بطرف دیگر کرد۔ رفتم کہ کاغذ را بردارم آہستہ یک
 اپیر بال بہ کنش گذاشتہ عرض کردم، سرکار فراموشی باشی۔ بندہ غریب
 و سافرم، توقع دارم، حال سخن من تمام نہ شدہ، چون اپیر بال را دید
 بہ یکے گفت (میرزا آقائی) پیش خدمت را بگو یا بد اینجا۔ دیدم جوانی
 زیبا تر از او، کہ رخسارش چون آفتاب تاباں می درخشید، آمد۔ (اسد بیگ)
 پرسید وزیر تہناست بہ گفت نہ، سرتیمب (گروسی) آنجاست، پول،

۱۔ سرداری۔ اور کوٹ

۲۔ سرتیب۔ کرنیل۔

تخیل می دهد؛ ناظر هم هست. من گفت قدرے بنشین (میرزا آقا) ہم سپرد
 کہ ہر وقت دیر تہا شد مرا خبر دہ۔ بعد از نیم ساعت (میرزا آقا) اُمد و گفت،
 رفتند۔ فرارش باشی ہم رفت۔ پس از لڑکہ پر گشت و اشارہ کرد یا۔ بر خاستم
 با بگو شتم گفت بدیں پیش رزست چیزے بدہ، گفتم بحشم۔ سہ عدد پنج ہزاری
 داشتم دوم پردہ را بالا کرد، دیدم ناظر دو کیسہ پول بدو فقر فرارش باز کرد، از
 در دیگر رفتند، قدرے پول طلا نیز در میان است۔ وزیر یک یک آہنا را
 در ترازو وزن می کند۔ من ہم تفطیم کردہ، دست بر سینہ، ایستادم۔
 زیادہ پردہ دقیقہ ہاں طر بودم تا پوچھا را وزن کردہ بکیسہ ترے گذشت۔
 بعد رو بہن کرد، کہ چہ می خواہی؟ گفتم عرض دارم۔ گفت بگو۔ ہاں سخنان
 را کہ ہوز راسے داخلہ، خارجہ، در اول ملاقات عرض کردہ بودم بشرح گفتم،
 اذن جلوس خواستم۔ تعجب کنان از پاسے تاسرنگا ہے من کردہ، گفت،
 ففذل آقا، عرض خود را در سر پانچی توانی کہنی؟ بیار کہ نیستی عرض کردم
 طولانی است، گفت ہر چہ ہست بگو۔ دیدم اذن نشستن خواہد داد و سر غلط
 ہم ہست اگر حرفے بگویم از پیش خود خواہد راند۔ عرض کردم، جناب وزیر

۱۵۔ در سر پا۔ جلدی سے۔ کھڑے کھڑے۔

۱۵۔ پردہ۔ فراموش کی۔

۱۵۔ سر غلط۔ غصے میں۔

شمار قسم میدهم بجهت پادشاه اسلام پناه این بنده را اذن بدییدن نشسته
بگویم بهر نحوی بود گفت بنشین نشستم

عرض کردم من بنده سیاح هستم به خود هم مسلمان و جعفری ندیدم، تمامی
فرنگستان را سیاحت نموده لشکریان همه دولتها را دیده ام، از وضع نظام
و حالت وزرائی جنگ آسمان آگاهم دارم، از (مشهد مقدس) تا اینجا
که شهر پائے تخت است من از عساکر ساعلوی سرحد و محافظت مملکت و
توپ خان و محلات و قلعه و استحکام و برج و بارو اثری ندیدم، تنها در شهر
(مشهد) چند تن سرباز را دیدم در لباس مزدوران و گلکشان، که کاش ندیده
بودم - حالا از شما که وزیر جنگ این دولت قدیم هستید می پرسم. وضع
دولت ایران از دوستی خالی نیست؛ اگر با همه بمسایندگان در صلح است و
خاطر جبهه دارید که جنگی بوقوع نخواهد رسید، در آب صورت این همه
مرتیب، میرنچ، امیر تومان، سردار اکرم، سردار افخم، سردار اعظم، و دستگاه
وزارت جنگ، روسی کاغذ قلم دادن دولت هزار لشکر، لازم نیست؛
برای محافظت ارک، مبارک تنها دوسه فوج کفایت می کند - و هر شهر
را نیز به یک حاکم می سپارید باسی چهل نفر فرارش بے موجب ترک و
عاق محافظت می کنند، زیرا که رعیت ایران اطاعت پادشاه را لازم میدانند
آیدیم بشن ثانی، هرگاه احتمال می رود که دولت ایران را ممکن است

دشمنے پیش آید، کہ ناچار جنگ لڑو، پس لشکر آرمودہ شہاک بہ اقتضائے
 زمان مشق دیدہ باشد کہ وہ حملات جنگ، آذوقہ و اسباب دفاع دشمن
 از توپ و تفنگ کجاست؟ انبار اسلحہ و اسلحہ لشکریان کو؟ اردو ہائے
 سرحد شاخند فوج است، دور کد امین، در کد امین سرحدی اقامت دارند؟
 بیمار خانہائے لشکر کجاست، شہداء و اہل برائے اردو ہا کیا مند؟ انبار ہا
 و دوا و لوازم جراحیہ، این اردو ہا را در کجا معین فرمودہ آید؟ زخمہ ازان و
 شہداء کے وطن و ملت را بکدامین وسائل نقلیہ از میدان کارزار بدر خواہید
 برد؟ برائے اقامت مجاہدان دین و مدافعان وطن در کد امین نقاط مملکت
 سرباز خانہا ساختہ، و برائے گرفتن جلو پورشہ مساجدات دشمن در کجا قلاع
 متین و باستیاناہے متین پر دانستہ آید کہ ہنگام ضرورت بکار آید؟ آیا با

۱۔ البتہ۔ لباس کی جمع۔ ۲۔ اردو۔ لشکر

۳۔ لوازم جراحیہ۔ جراحی کے سامان ۴۔ وسائل نقلیہ۔ منتقل کرنے کے ذرائع

۵۔ گرفتن جلو۔ پیش بندی کرنا

۶۔ پورشہ۔ مساجدات دشمن۔ حملہ لشکر دشمن

۷۔ قلاع متین۔ مضبوط قلعے۔

۸۔ باستیاناہے۔ برج ہائے قلعہ۔

سربازان شصت ساله و سرتیپان بیست ساله جلوی این همه دشمنان را که
از چهار جانب چشم بوطن مالدوخته اند، توان گرفت ؟ این سرتیپان بیست
ساله کدامین خدمت نمایان بدولت و ملت کرده اند، که منرا دار شمشیر و
حامل سرتیپی شده اند ؟

چون سخن بدین جا رسید دیدم رنگ از رخ دزیر پریده با آواز همیب
صدادند اسدا، اسدا، (اسد بیگ) فراش باشی آمد، گفت ای پدر سوخته
فصول و یاوه گوے را کدام پدرسگ بدینجا راه داد ؟ گفت قربان (حاجی
خان) رفته به بنده نوشتسته بود، گفت - که خورد با پدرش بزیند ای پدر
سگ را، بزیند ؟ به کشید بیرون - دیگر خود را ندانستم - ہی مشت دیلی بود که
بسر و صورت من از آسمان چون قطرات باران فرو می ریخت ؟ وقتی دیدم
که نه عباد در دوش و نه کلاه در سر دارم، پنج شش نفر به دست دپائے
گیلانم چپیده پایین می کشند و در سر پله گدشی بکرم زدند که در آغزین پله
بزین نقش بستم، چند تن هم از پایین هجوم کردند که گرفته به محبس بزنند - گفتم
بابا، برضائے خدا دور شوید، دزیر فرمود بیرونش کنید، حبس نه فرمود، گفتند

له سرتیپه - دزیر پر -

له کله - وات -

ممکن نیست - (مشهدی حسن) خود را رسانید ، بزبان انگلیسی گفت ، اما
 برادر جان چه خبر است ؟ گفتم هر چه شدنی بود شد ، اما حکم مجلس نداد - طوری
 کنید که از اینجا بدر نرویم - گفتم پول داری ؟ گفتم هیچ ندارم - گفت ساعت
 را در آور ؟ هر چه خواستم ساعت را در آورم دستم میلرزد ، نتوانستم (مشهدی
 حسن) جلیهم را پاره کرد و در آورد ، باز بغیر بغیر اشان سپرد - دست از ما
 باز داشته مشغول تعیین قیمت ساعت و تقسیم آن شدند ، ما از میان
 بدر شدیم - در بیرون خانه تلفت شدم که سرم برهنه است و عباد در دوشم
 نیست - گفتم برادر گیرم که بی عبا راه می توان رفت ، اما سر برهنه که نمی شود -
 (مشهدی حسن) بغیرش دیگر یک قرآن وعده کرد ، برفت کلاه را آورد و
 قرار گرفت - حالا نوبت قرادادن شد ، آنها هم چیزی می خواستند - نمی دانم
 (مشهدی حسن) چه داد ، روشیدیم - اطفال و خیزان باقی کوفته و دیده
 گریان ، در حالیکه پائے رفتن نداشتیم ، را در منزل پیش گرفتیم ، در راه
 به (مشهدی حسن) التماس کردم که از سرگذشت من به (یوسف) عمو خبر
 نه دهد - به منزل رسیدیم ، (یوسف) عمو مرا دید بوشت تمام پیش دوید

له فرانش - چپراسی

له قرادل - سپاهی - پره دار

کہ اسے واسے ترا چہ رسیدہ - سرکار (بیگ) بگو چرا زنگت پریدہ و نت
میلزدو؟ گفتم حالت جواب نذارم، بستر و بالینی بیار۔ آورد، من بہوش
آقدام۔ دتے ہوش آدم دیدم کہ روشنی چراغ ہست، چند تن دور مرا
گرفتہ اند، و شخصے نیز بنفم رادر دست دارد، و دست دیگر را بہ پیشانی من
گذاشتہ فہیدم کہ حکیم است۔

حکیم از من پرسید، چہ طری، کجاست درد می کند؟ گفتم ہیچ جا۔ روئے
بہ طرف (پوسٹ) عمو کردہ گفت، واہمہ کن، بخدائے ہیچ باکی ندارد۔ دیدم
(پوسٹ) عمو گریان است، میگوید، اماں! دخیلم حکیم باشی، من دیگر پیش مادر
ایں نمی توانم بروم، باید خود را بکشم۔ باز حکیم گفت، بندہ خدا، قسم خوردم،
هیچ چیز ندارد، قدرے دلش در تشویش و اضطراب است، ایں ہم سبب
کدورتی است کہ براؤ ناگہانی روئے دادہ است و نفلے نیست، می گذرد۔
اگر عادت دارد و قدرے گویاک یا شراب کند بدہید بخورد و راحت می شود۔
(پوسٹ) عمو گفت، تا کنون نخوردہ، اگر لازم است باید داد چارہ نیست۔
گفتم، خدائے قسمت نہ کند۔ اگر ہمیرم نمی خورم۔ من بیار نیستم، عمو جان مترس۔

لے ہیچ جا۔ ہر جگہ۔
لے دخیلم۔ میں طالب دم ہوں دم کیجئے۔

یہ نفلے نیست۔ کچھ فکر کی بات نہیں۔

یک نیم خیز شدم، حکیم گفت بہ چیزے مشغولے دایید، ہر چیزے را دوست
 می دارد، از کتاب شعر، یا خوانندہ و سازندہ حاضر کنید، کہ دلش خوش شود۔
 (یوسف) عمو گفت: آہ! (تاریخ نادری) را بیشتر دوست می دارد۔ حکیم
 خندید، این را بساؤں (یوسف) عمو حل کرد۔ حکیم گفت قدرے نفع بگیرید،
 چائے ہم حاضر کنند۔۔۔ سہ قطرہ بچائے داخل کردہ بدہید بخورد، دوشیشہ
 شربت دیگر نوشت کہ از دوا خانہ بگیرند؛ در ہر دو ساعت نیم نجان قہوہ بخوردش
 بدہید، دیگر بخواست خداوندی حکیم فلاں لازم خواہد شد، ہر گاہ لازم آمد
 خبر بدہید باز میآیم، خدا حافظ۔ (مشہدی حسن) پنج قرآن بحکیم داد، خود نیز رفت
 دوا ہا را گرفت و آورد۔ من ہم در میان آن گیر و دار ہنسی بہ (مشہدی حسن)
 اشارہ می کنم کہ مطلب را از (یوسف) عمو پناں دارد۔ ناگاہ بخاطر م آمد
 کہ بیچارہ (مشہدی حسن) ناچار نیز بخورد است۔ غدر خواستم، گفت نقل نیست،
 جان شما سلامت باشد (یوسف) عمو از من پرسید کہ تو خود کجا ناچار
 خوردی؟ گفتم من در جائے دیگر خوردم دیدم (مشہدی حسن) می خندد۔
 بارے، از صیغہ آن واقعہ تا دوسہ روز نتوانستم از منزل بیرون
 روم روز چہارم دیدم (حاجی خاں) بہ عیادت من میآید؟ اما (غلام علی)

آشنہ را، کہ معلوم است، بخلاف سابق لباس تازہ پوشیدہ، سلاہ تخم مرغی نو در سر، و قمہ در کمر و قبائے باہوت در بر، پشت سر (حاجی خاں) است چون مرا زرد و ضعیف دید، گفت، درد نباشد، چہ خبر است؟ امروز (مشہد حسن) تفصیل را بمن گفت، دیگر نہ گذاشتم کہ (حاجی خاں) سخن را بپایان آورد، چہ ترسیدم (یوسف) عمو خبردار شود۔ گفتم عمو جان، شام زود سادر را آتش کینید، اورفت، (حاجی خاں) گفت، فلاں کس، این چہ بلائے بزرگ بود بسر تو آمد۔ گفتم گذشتہ است، دیگر شدنی بود شد، گفت چہ بار گذاشتی کہ این مہم تر ازوند؟ تفصیل را گفتم۔ تعجب کرد کہ تو دیوانہ شدہ، در این مملکت در پیش وزیر جنگی کہ در تکریم و تجبر از (فرعون و شداد) خود را بالاتر می داند، این گونه صحبتہا را می توان کرد، ایناں بجز از چاپین مملکت و خیانت کردن بدولت و ملت، از سایر اوصناع زماں بہ هیچ چیزے آگاہی ندارند۔ سن از عنوان خانی کہ بہ خود بستہ ام خیلے مرا انگزدہ و شرمندہ ام، چہ فائدہ کہ مہم مثل من و بدتر از من ہستند، تمام در یک فکر و یک

۱۰ قمہ۔ بڑا چھرا

۱۱ چاپین۔ دھوکا دینا

۱۲ عنوان خانی۔ تعارف کرنا۔ سفارش کرنا۔ یا معاملے کی ابتدا کرنا۔

عقیدہ میدان خیالات شان محدود و فکر شان تنها بیک نقطہ مصروف است
 اگر من از آغاز خیال شمارا از ملاقات این ناکساں فہیدہ بودم، ابد آنی
 گذاشتم کہ پیش آہاں بروی، بلکہ ترا بدجو محترمی ولالت می کردم کہ جوہر
 مردمی و انسانیت و منائے اصل غیرت و حب وطن است، آب و گل پاکش
 بہ محبت ملت سرشته، و در صحیفہ دل بجز نام وطن و مہر وطن چیزے نہ نمیشد،
 آن رب النوع وطن پرستان با تو ہمدرد است۔ من در پاداش این رنج
 کہ در سرب وطن ترا رسیدہ بہ گنجے ترا رہبری کنم کہ از نا ملاقات آہنجہ
 تا کنون بر تو گذشتہ، ہمہ را فراموش کنی۔ من حالا خدمت آن بزرگوار ہر سہم
 و اسباب آن را فراہم می آورم کہ ترا احضار کردہ جاہمائے سرشاہ از آب و خون
 کوثر غیرتش بتو پیاید کہ لشکری ترا فرو نشاند۔ پرسید کہ احوالت اکنون چہ طور
 است؟ گفتم باکی نیست، اینہا ہمہ می گزند۔ و ہنوز اول عشق است
 بارے چائے حاضر شدہ بود، خوردیم تدریس ہم صحبت شدہ حاجی خان
 اندکے ہم با (یوسف) عمو شوخی و ملاطفت کرد۔ پس مارا وداع نمود، و

لہ رب النوع۔ وہ فرشتہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر نوع مخلوقات (حیوانات۔ نباتات۔
 جمادات) کی پرورش و حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے۔ یہاں مراد ہے سب بڑا سرپرست۔
 لہ شوخی و ملاطفت۔ مذاق اور ظرافت کی باتیں۔

رفت۔ فردا طرہ نظری دیدیم، ایک نفر از دالان دار نام و منزل
 مرا می پرسد، نشان دادند، آمد۔ ورنہایت ادب سلام کرد و گفت،
 شمار از جائے میخوانند، خواہش کردند کہ ہر گاہ فرصت داشتہ باشید،
 بہ آسنا تشریف بیاورید، و نشانہ این است کہ۔ (عاجی خان) بشما چیزے
 وعدہ کردہ است۔ فوراً فرمیدم کہ نقل کجاست۔ گفتہ شما قدرے بہ نشیند تا
 بندہ بیایم۔ بید رنگ بازار رفتہ عباسے بہ چار تومان خریدم، بمنزل برگشتہ
 گفتہ فرمیدم۔ القصہ براہ افتادیم، پس از اندکی طے مسافت، رفیق گفت،
 میل دارید بہ تراموے سوار شویم؟ گفتہ نہ، یا حجت کناں بہتر است، تا
 رسیدیم بدہ خانہ عمارت بزرگی کہ شکوہ آں نمونہ از عظمت صاحب خانہ بود۔
 از در داخل شدیم، دیدیم باغچہ فزینی است مشون بانواع گلہائے رنگارنگ
 جمیعہ از خدم و حشم ہر یک بکار خود مشغول، و کسے را با کسے کارے نیست،
 از پلہ بالا شدہ بہ طبقہ دوم عمارت رسیدہ، از تالار بزرگی گذشتیم،
 خادے در دم اطاق استادہ بود، پردہ را بلند کرد، دیدم شخصے در بالای

سلہ دالان دار۔ کاروان مراے کا ملازم
 لکھ توان۔ ایران کا ایک ملائی کہ ہے چوٹی کے برابر جس قیمت پانچ روپیہ سے کم ہوتی ہے۔
 لکھ تراموے۔ ٹریم وے۔ ٹریم گاڑی

صندلی نشسته، کہ آثار بزرگی و نجابت از جبین پاکش نمایاں، و گوئی
 یکے در لباس انسان است بہ محض دیدن روی آں وجود محترم و
 شامل مروجے و ششپیش تمامی کدورت ہائے گزشتہ از من پر رود
 نمود از نہ قلب سلام گفتم۔ بہ کمال کشادہ روی و مہربانی جواب دادہ،
 گفتند، بسم اللہ، بفراہمید۔ من ہم روی فرش نشستم۔ فرمودہ اند، پیش
 بیایید۔ صندلی را کہ در پہلوئے شان بود نشان دادہ باصرار تمام در
 آنجا ہم نشانند پس از احوال پرسی و اداست مراسم خوش آمدی، پرسیدند
 نام تو (ابراہیم بیگ) است؟ عرض کردم۔ بے۔ گفت ہواے (مصر)
 خیلے گرم است، در این مدت طولانی چہ طور در اینجا زندگی می کنیدی۔
 شنیدہ ام کہ سالیان دراز است در آنجا سکنہ دارید۔ عرض کردم
 بہ سختی با عبادت آسان می شود، ما ہم بہ ب و ہوائے آنجا عادت
 کردہ ایم۔ فرمودند بے، بے، ہر چیز بہ عادت است۔ فرمودند شنیدم
 کہ دیروز یکے از بزرگان در حق تو خیلے ستم ہا کردہ و بے احترامی نمودہ
 است، راستی خیلے متعصب شدم، اخوس ہا خوردم، چہ میتوان کرد،

لے پرورد نمود۔ رخصت ہوئی۔

لے راستی۔ یعنی واقعی۔ بیگ۔

باید سوخت و ساخت، جیت جان شما سلامت باشد، خداے بایشان
 ہم انصاف بہ۔۔۔ حقیقت منہم دلم خواست کہ باشما صحبتی کردہ معلوم کنم مقصود
 شما ازین گفتگو چیست، و چه می خواهید، و برائے چه بہ ایران آمدید؟ در نظر
 شما عیب ایران ما چه چیز است؟ شاید شما ہم سو کرده باشید۔ عرض کردم
 بندہ را از این سفر مقصود سے بجز از زیارت و سیاحت خاک پاک وطن
 نبود، اما اول اس لیے را عرض کنم کہ مراتب تعصب خانوادہ ما در باب
 وطن دوستی در خطہ (مصر) ضرب المثل است۔ آری ما خاک (ایران) را
 از جان گرامی تر میدانیم، زیرا کہ وطن مقدس ما، و محل نشو و نما می گذشتگان
 ما، و دفن نیاکان ما است۔ در خاک (مصر) کہ دور تر از این مملکت
 پاک است۔ از عدم انتظام کار ہائے وطن، و نا راستی ابنائے وطن، و
 غفلت بزرگان، تقدیبات ایشان بر ضعف و زیر دستمان، خیلے سخنان
 نا ملایم شنیدہ، از شدت حب وطن باور کردن نمی خواستم، تا اینکه در
 دل خود قرار دادم کہ رفتہ برائے العین بہ بینم۔ ہوائے جوانی نیز بستم
 نو اے مجاہد رخت سفر بستم، و از آغاز درود بہ سرحد تا وصول
 بدیں شہر پائے تخت بر ہرچہ گذشتم بد بخانہ دیدم کہ آنچہ مدعیان می

گفتند ہمہ راست است ، از محضات اخیرے در میان نیت - با خود قرار
 و آدم کہ از وزرائے مملکت سبب این دیرانی با غفلت و مضاحت را
 تحقیق کنیم ، بلکہ سبب معقول و مسکیتی است ، تا اینکه ہزار گونہ وسائل ،
 را ہی پیدا کردہ بار حضور شان را یافتیم - در جواب پرشہسہائے خود ندیم
 الایلی دشت و نشیندم سبز از دشنام و فحش ، چنانکہ شنیدہ اید ، مسلمان
 نہ شنود کافر نہ بیند -

گفت اول از قانون پریم ، مقصود شما از قانون چیست ، و چه باید کرد ؟
 عرض کردم شرح دیان قانون بس مفصل است ، اما مختصرش دانستن وظائف
 و حقوق بیک دیگر است ، گفت بگوینم کدامین حقوق و آن حقوق چند و چون
 است ؟ عرض کردم در صورت بودن قانون حقہ کے است ہی خواہند
 و ہمہ سخنان در سرادست عبارت از چار فقرہ است

اول - حق متعلق بنجد وطن -

دوم - متعلق بابنائے وطن

سوم - حق متعلق بہیت عمومیہ افراد وطن

چہارم - حق متعلق بامور ادارہ وطن

این حقوق چارگانہ را کہ بمنزلہ عناصر اربعہ جسم وطن است باتمائی
 شہادت و جزئیات آن بہ ہدیگر مزوج نمودہ کلیات آزادی نام حقوق ملیہ یاد

می کنند، و مجموعہ تفصیل و ترتیب آن را قانون می نمایند، احکام آن نیز در حق ہمہ کس بدون استثنا جاری می شود۔

حقوق متعلق بہ خود وطن۔ و آن عبارت از حفظ آزادی، و استقلال وطن است، و فراہم آوردن اسباب انتظام امور و سادت حال سکنہ آن خاک پاک، کہ ایرانش خوانیم، و وطن خود می دانیم۔ باید نہ گذاریم کہ بدون اذن و اجازہ ما یک تن از بیگانگان از سرحد آن قدم فراتر گذارد، تا چہ رسد بر آنکہ پارچہ از آن را مطمح نظر استیلا کند، و یا درگشہ از آن خیمہ، و خرگاہ زند۔

حقوق متعلق بافراد وطن۔ و آن عبارت از محفوظ ماندن حیات، ناموس، مال، عزت، افراد وطن از تعدی و تعرض زیر دستان خودی و بیگانہ است، نہ مانند این زمان کہ اسپر جوان شخص آب رومندی را فراشان فلاں خاں روز روشن بیک ہمانہ گرفتہ بیزد حبس و جریمہ کنند، و گناہش بجز ایں نباشد کہ سرمایہ توکل و آب رود و اعتباری دارد۔ و آن ہر دو را ضائع کنند، یا ایں کہ مرد کاسبی را کہ در دکان مشغول کسب خود است از یک طرف

۱۔ سادت۔ مسرت و راحت۔ فلاح و بہبود۔

۲۔ مطمح نظر استیلا کند۔ غلبہ حاصل کرنے کے لئے اس پر نظر ڈالے۔

سی چل نفر فراش دور یک زن سوارہ را، کہ زوجہ فلاں حاکم است،
گرفتہ از دور چوب بسترش حوالہ کردہ داد زبندہ کہ کور شو، چشم پوش،
پاشو پائیں بدو، بالا برد، یا اینکہ یکے از اقربائے شخص خطائے کند،
او را بدو تن دیگر از خورشانش گرفتہ بکندہ و زنجیر کشند، پس از چندین ماہ
جس است و نیست ہمہ را گرفتہ را کند، آہان نیز ناچار بہ ترک دار و
دیدار گشتہ، کربت غربت را بر آفات وطن اختیار نمایند و در خاک بیگانہ محو
تا بود گردند۔

حقوق ادارہ وطن آں عبارت از تشکیلات یک دستگاہ وضع قانون
و یک دست گاہ اجراء قانون، تنظیمات سادات وطن، است رئیس
این دو دستگاہ متعل تھا شخص شخیص بادشاہ است، کہ بالارث،
والاستحقاق این دو دستگاہ بزرگ نامالک است۔ حالاً بیامید بہ بنیم، آیا
حقوق وطن، یعنی مطالبہ تنظیمات سادات وطن کہ حفظ ادا و محبت انسا کے
آں از منحتمین تکالیف است، در میان ہست؟ و اگر ہست چگونه است؟

لہ بکندہ و زنجیر کشند۔ بسترش چوبی ہوتا دیں۔

لہ تشکیلات۔ بنانا۔ قائم کرنا
لہ شخص شخیص۔ ذات محترم
لہ دستگاہ۔ محکمہ
لہ تنظیمات۔ ذرا یعنی

حالہ از اینجا بگذریم؛ نصف مملکت (بلوچستان) را کہ مایہ قدرت و شوکت دولت ایران بود، دولت انگلیس بے هیچ سبب و زحمتی مستولی شد، و دہرات کہ جزو اعظمی از وطن ما بود اکنون در دست افغانہ است؛ (عرض) کہ ویردز خون یک صد ہزار نفر ایرانی در خاک آبی ریختہ شد، آسمان در ایران و فعلاً در دست غیر است، مملکت (فقار) بہ شرح ایضاً، کہ نسبت بہائر جاہا کہنہ شدہ است، مراتب محبت انبائے وطن را ہم انین یکے می توان دریافت کہ ہم سالہ اقلًا پنجاہ ہزار نفر از آناں بہ سبب تعذبات حکام و صاحبان، نفوذ بہ مملکت خارجہ ہجرت اختیار می کنند و گیسے را پر دوائے حال آناں نیست کہ کجا می روند و چرا بزرگ وطن و خانماں می گویند،

حقوق عمومیہ وطن - عبادت از کلیہ ہماں سعادت جزئیہ است، کہ حقوق ہر فردی از افراد این ہیئت عمومیہ را جامع و اند ہماں تنظیبات سعادت است، و سہ افراد در صورت تنہائی بہ نیل آں سعادت قادر نیستند، ہر خد کہ در پے تفصیل آں باشند، اما در صورت ہیئت اجتماعیہ سبب ایسائے آناں است، و برکات عمومی از آں حاصل می آید۔

لہ صاحبان نفوذ - ذی اثر۔

سہ نیل - رسائی - پہنچ۔

ابائے وطن نیز باید بھک و پن میں از محبت اولاد و بستگی داشته ،
و بہ قدرے کہ بحفظ مذہب کھلفند باید بہاں پایہ حفظ وطن را نیز واجب شمارند
ما امر مقدس ، حب الوطن من الایمان ، را کار بستہ باشند ۔ حال می بینم ، کہ
برائے اشد امت این سعادت و حفظ نوامین شریعت و اطوار قومیت و آئین
اسلامیت و ثروت و حیات عمومی وطن لشکر لازم است ، ہمت لشکر
لازم است ، توب لازم است ، تنگ لازم است ، عدل و انضام
لازم است ۔ ولے بہ بختانہ می بینم ، کہ در وطن غریہ امروہ از اسباب دفاع
دشمن بجز آہ گرم و اشک سرد غیر تمدن ملت چیزے دیدہ نمی شود ، یعنی نسبت
کہ دیدہ شود ۔ در مملکت بدین قدمت و وسعت ، نہ ہرے تعلیم و تربیت اولاد وطن
کہتے ہست ، نہ دوا ^۱ صحتیہ ، نہ قانونے کہ عدوہ حقوق سکنا ہاں معین گردوا
و نہ نامے از علوم و فنون متداولہ در میان است ۔

وجود محترم از شدت تاثرات من بہ خود میل نہیہ ۔ و گاہ دست تا سفت ہزانو
مینزد ، و گاہ از دل آہ می کشد ، گفتم ، تقصیر من بد بخت چه بود ، کہ بسبب پریدن
اسباب این دفع ناگوار ، ابلزہ شنیدن و نامائے غلیظ کہ در عمر خود نشنیدہ بودم
چندانم بزنند ، کہ نہ روز بستر ^۲ شوم ، نہ اینجا رقت گھو ^۳ گیرم شد ۔ بے اختیار
^۱ دوا ^۲ صحتیہ ۔ خطان صحت کے معنی ۔

^۳ بستر صحتی فراش ۔ بار ۔

گریه ام دست داد، به هائے هائے گریتم، وجود محترم نیز سخت تر از من
 به گریه در آمد، در آخال دو دست هر خود را بگردن من حائل کرده در نهایت
 مهربانی برکشید، از سر و چشم بوسیده، گریه کنان دست مرا گرفت و گفت، با
 من بیا، دیدم در پشت در پیش خدمت دیک جوان ده دوازده ساله نیز دستمال
 در دست بحالت ما گریه می کند، اما چنان معلوم شد که آماں از اصل مطلب
 خبر ندارند و از گریه ما برقت آمده می گریند.

انتخاب

سوانح حاجی بابا اصفہانی



مراجعت عسکریاں شاعر و نتیجہ آن بھت حاجی بابا

از خام کہ بیرون آدم قدری این طرف آن طرف گزیدیم آدم بیخه -
گاہے بہ بین بودم گاہے بہ یار آخر زاد خانہ شاعر را پیش گرفته و در اندیشہ
بودم کہ آمدہ است یا نہ قریب منزلش کہ رسیدم قریب ہزار نفر دور خانہ اش
دیدم از گفتگوی مردم فهمیدم کہ ہاں ساعت وارد شدہ می خواستند اورا از

راہ پشت بام وارد خانہ نمایند زیرا کہ دودہ بزم آرا در کتاب کلثوم نہ نہ چنین رای دادہ کہ اگر کسی خبر موتش برسد و آں خبر مثل قال پشت پاسبے اثر باشد ہر گاہ شخص مذکور بعد از مدتی زندہ برگردد از راہ پشت بام وارد خانہ شود لہذا اورا بہاں طریقی یار و رفیق واردش گردند کہ عدول حکم نہ شدہ باشد۔

فلاہم قدرے تامل کردم کہ خوب عواشش بجایاید بعد مردم را پس کردہ پیش رفتہ و خود را بہ اطاعتی کہ شاعر نشستہ بود رسانیدہ بہ ادب سلام کردم و بہ اشتیاق زیاد تبریک و ورود عایت مسود عرض کردم مینار الیہ مرا نہ شناخت مجبوراً معترفی خود را نمودم مہذا تصور نمی نمود کہ من آں لباس و نظافت ہاں شخص شرمندہ الواط بہشم کہ سابق مرادیدہ بود مختصر اطاعتش پیر از جمیعت بود جمعی غلیظ و برخی شاد و بخلمہ کسانے کہ بیشتر در باطن غلیظ و ظاہر چرب زبانی و اظہار بشاشت می کردند میرزا فضل سابق الذکر بود کہ عمدہ ملک الشعراء اورا غضب کردہ مکر می گفت جائے شما خالی بود چشم ما روشن کردیہ از درود مردم در این حرفہ ہا کہ صدائے پس بر در راہ بدہ بلند شد نگاه کردم دیدم در خانہ

لے ”دودہ بزم آرا در کتاب کلثوم نہ نہ چنین رای دادہ یا یعنی بزم آرا واقعی نے پچوں کی لاریوں کی کتاب (کلثوم نہ نہ) میں یہی رای دی ہے۔ اس فقرہ میں مذاق اڑایا۔“

بزم فضل و صل ہے لے شرمندہ الواط۔ ادب باش۔ بدعاش لے پس برواہ مد۔“

از شد و نیکی از صاحب منصب های مخصوص مقرب سلطان دارد گردیده بشاعر
 گفت: شاه شاعر را خواسته است شاعر هم که از خدا میخواست فوراً به خواسته
 با پاهای لباس و کفش گرد آورده با اتفاق صاحب منصب بفرمان آستان بوسی
 شاه خرامان نموده جمعیت هم متفرق شدند منم بخیاں مراجعت روز دیگر برخاستم
 هنگام بیرون رفتن از خانه ناظر خانه خراب را دیدم قدری با او صحبت
 کردم و مبارک بادی گفتم و لے شار الیه از اشخاص بود که میل به آمدن
 شاعر داشت و از ظاهر او معلوم بود معنای گفتم فهمید که من دروغ نگفتم
 لابد باید مشتاق مرا ببید آه سرد از دل پر درد کشید و گفت بله راست
 است، خدا عمرش را زیاد کند خدا کریم است. انشا الله بعد دیگر را می بینیم
 پس و پیش گوش دریش خود را خاریده برادر افتاده منم از خانه بیرون رفتم و
 بقیه آن روز را گاهی در بازار و گاهی در مسجد و بدتے بطرف عصر داخل
 بیکارهای در خانه شاه می گشتم همه با صحبت مراجعت شاعر رسیدن خدمت
 شاه بود بعضی می گفتند که اعلیٰ حضرت در دوا و راشنید باور نکرده است
 و برخی می گفتند که به محض استماع ده تومان مزد گانی مرمت کرده است.
 بلکه اولی اصح است بجهت اینکه اقدامات و احکامات اعلیٰ حضرت بسبب ایسی
 دیدم از لشکرا و بوده که نسبت بخانه و اسوال نموده و هیچ وقت هم امید نزد که
 سرانید و پذیرائی کنند ولی عسکرها که شوق سلطان را

بجہتہ اشعار خوب میدانست بخصوص اشعارے کہ مدح باسشد و مردم در مجلس
 بخوانند پیش از وقت حاضر کردہ بود کہ بعضی سوانح ایام اسیری خود را بطور
 بدیہہ بگوید محض عقبہ بوسی تکرار نمودہ بد مجبت سلطان کہ در آن ادا ان نسبت
 بدیگران در طیان بود بحسن و خاشاک بدیہہ و الفاظ لطیفہ سد نمودہ بجانبہ خود
 جاری گردانید مختصراً چند شعرے کہ انشاء نمود مجبت سلطان را بطوری بود
 کہ فوراً اعظم حضرت سلطان امر فرمودند دہن او را پر از زر کنند علاوہ بر آن
 یک دست لباس ہم مرحمت شد و عمدہ ملک الشعرائی بہ انضمام اموال
 و اساس خودش کہ برده بودند واپس گرفت بادل شاد بہرادر خود رسید۔

این احوال را کہ شنیدم دیگر غفلت نور ندیدم روز دیگر علی الصباح ،
 بجائے کہ مرتبی من خواہد شد مجدداً بہ تبریک گوئی رنتم چند روز متواتر
 آمد و شد میکردم ہمیں قدر کہ مجبت او را نسبت بخود دیدم در موقع فرصت
 شرح حال خود را اظہار نمودہ عرض کردم یا مرا بجہتہ خدمت خود قبول نمایند
 یا سفارش مرا بجائے مناسبے بفرمایند در این چند روز آمد و شد بفرست
 فہمیدم کہ دل تنگی ناظر از بابت مراجعت آقاے حاضر بجہتہ این است
 کہ بعضی تقلبات^۱ در غیاب^۲ نمودہ ہتر رسید افشا گردو لہذا من ہم باین

۱۔ بہ مجبت۔ دریاے مجبت۔ ۲۔ تقلبات۔ غبن۔ الٹ پلٹ۔

۳۔ غیاب۔ غیر حاضری۔

امید بودم که کار او را بگیرم از این جهت آرزوی خود را اظهار نمودم، که
 اشتیاق من بجهت این است که خدمت نمایان کنم و تقصیراتیکه او نسبت
 به آقا نموده مدلل نمایم لکن کوشش من بے اثر ماند سیدانم بسبب اعتمادی
 که باو داشت بود یا آنکه ناظر در خارج بواسطه برانت خود را ظاهر کرده
 مرا مشکوک نمود در این مطالب چیزے دستگیرم نہ شدہیں قدر سیدانم کہ
 ناظر بحال خود باقی ماند و منعم بہاں تہیب ہمہ روزہ در مجلس او حاضر می
 شدم تا اینکه یک روز عصرے مرا صدا کردہ گفت حاجی دوست عزیز من
 شامی دایند در زمان گرفتاری ہستہ کن چندان من از شما اتنان داشتہم
 و حال دقتی است کہ ابرادت خود را بظہور بہرمانم من سنارش خوبی در بارہ
 شما میرزا اححق حکیم باشی شاہ کردہ ام چرا کہ او یک نوکر کار دانے میخواست
 و شک نہ ام اگر شما موافق ریلقہ او اتان بشوید بہبت خراب خواہید دید و ذیل
 خوبی خواہید بردہیں قدر شما آہنما بدوید و گوئید مرا فلانہ کس روانہ کردہ تہا
 بشما خدمتی رجوع خواہ نمود۔

من رابطے در کار طلب نہ داشتہم و ان مطالبی کہ در دیش در این باب
 بیان کرد بخاطر ہم بد پیش خود گفتم کہ اینہم برای من کار نخواہ شد، و
 اعتنائی نکردم چوں ہرچہ داشتہم خرچ نمودہ بودم لہذا از حیث استیصال
 خدمت حکیم را غنیمت دانستم و روز دیگر بخانہ میرزا اححق رفتم و بہ خودم گفتم

اگرچہ اس کا ریت کہ یہ و در واقع گدایت دے (ہر انچ ساتی مارخت
 عین الطاف است) خلاصہ مندرجہ نزدیک بہ ایک شاہ بود و لے بہین
 قدر کہ دارد کریاں تنگ و تاریک خانہ او شدم دیدم جیسے مریض در آنجا
 ہستند یعنی تکیہ پد پوارہ کردہ برے سر شاہزادہ سینہ پر پستارہ خود دہشتے
 ہم شیشہ بہت منتظر می باشد کہ حکیم در محکمہ خود را باز کند و شروع
 بہ علاج نماید من پیش رفتہ جلو در گاہی ارسی حکیم ایستادم و منتظر اجازہ
 بودم کہ داخل بروم در خود ارسی چند نفرے منتظر حکیم نشستہ بودند کہ اویاید
 و تعلق از جہت پیش رفت کار شان از او بگویند از حالات آنہا ہمیدم کہ در
 این دنیا مصائب ترقی بسیار و زحمتش بیشتر است از باید از سگ و گر بہ ہم
 تعلق گفت و چاہلوسی نمود تا اینکه پیشتر فتی حاصل شود بعد بخیاں بد بخئی ہائے
 خود افتادم کہ بچہ معذبات مبتلا بودم و حال چقدر باید تعلق بگویم و دامن
 تکانی کنم تا اینکه دست رس بجائے شوم و بکارے مشغول گردم در این

۱۵ پستارہ - خادم - غلام

۱۶ کریاں - صحن

۱۷ محکمہ - یہاں مطب سے مراد ہے۔

۱۸ درگ ارسی - پہلی ہوئی کھڑکی ۱۹ پیش رفت کار - کار برآری

۲۰ دامن تکانی - خوشامد - چاہلوسی۔

انڈیشا معجزہ ایستادہ بودم کہ دیدیم اشخاص نزدیکم سلام و گزشتن کردند
 فهمیدم کہ این شخص تازہ جالس نزد حکیم است کہ مشغول نسخہ نویسی و
 معالجہ گردیده است خوب کہ نگاہ بر بسترہ اش کردم از قلبش باخبر شدم
 شخصاً پیر و سہرور ہزار غنی و فقیر بودہ چنانش مثل مردہ بگور افتادہ
 در حدتہ چشمش فرو رفته استخوانہای پیش مثل استخوان کفل است چاہوا
 بی بدن جستہ بود و ریشش مثل کرزہ شودیمک توک از ریشش آویختہ
 بود توزش در آمدہ پوزش تو رفتہ سرش مثل سرکاسہ پشت حق و لوق
 می کرد دستش را چلیپا مثل صلیب کلیسا بجزردہ بہاں طوری کہ بت بزرگ
 از سہ گوشہ برجستہ از آرنج دستش دو شکل مثلث نظر میآید در وقت
 سوال من من می کرد و در وقت جواب من من مودب با و در زمانہ
 ادب نشستہ بود دیدہ اش مثل زہرہ و با اصطلاح کہیما گران در پے
 شمس و قمر کہ گنایہ از سیم و زر بہشت و زرخشاں بود خلاصہ بیادان و خستہ

۱۵ استخوانہای پیش - رخسار کی ہوا
 ۱۶ توزش در آمدہ - کوب غلا ہو اگر پشت

۱۷ جالس - بیٹھے والا
 ۱۸ تک توک - ذرا ذرا سی

۱۹ پوزش تو رفتہ - وہاں اندر کو بیٹھا ہوا

۲۰ حق و لوق حق کرو - ہا تھا

۲۱ سیم شست - کچھوا

حالا دورش را مثل نبات النفس گرفتند یکی نسخه داد دیگری قاروره اش را
 نمود سومی دامن کشوده از تلخی زبانش در شکایت بود بهین و طیره به بعضی
 جوابات و به برنیه بزورات داد چشمش که بمن افتاد بایما گفتم که مرا ضلالت
 شاعر فرستاده گفت تا کی کن باشما کار محرمانه دارم مکنت کردم رضا را
 که سر و کینه گرفتیش پر از پول گردید و قلبش تسلی یافت از اطاق خلوت
 برخاسته به اطاق خلوت رفت و مرا احضار نمود.

متخذه شدن حاجی بابا در نزد حکیم باشی شاه و ترتیباتی که بحبت خدمت بمشاور الیه گفته شده

نسخه گفتم را از پاکندم و بسم الله گفتم وارد اطاق شده مجدداً
 سلام کردم مرا اذن جلوس داد و مودبانه چنانچه رسم است بگوشه نشستم

له بزورات

له جوابات - گویان

له سر و کینه کرو - نوما

له مکنت - تاخیر - انتظار

گفت که شاعر ماهر تعریف زیادی از شما کرده و سلی از رفتار شما ادب
و انسانیت پیدا و از بشرد شما فراتر و کیا است و کیا است هویدا است
البته محرب دنیا دیده اید البته بجهت همه کار خوب هستید
اگر کار سستی بیاید باید بخواهید بخواهید بخواهید بخواهید
بر آید بخواهید در هر فقره کوشش می کردم و دوست خود را نیز آستین خود باند
گذارده پاسبان خود را جمع کرده بودم قدری تا بکلی کرده گفت اکنون من
شخصی مثل شما لازم دارم چون از مذاکرات و سفارشات ملک الشعراء
مطلوب منتم اراده من این است که شما را محرم خود دانسته کار سستی که فعلاً
واجب است بشما رجوع کنم چنانچه موافق و مجاز انجام بدهید دیگر بجهت
شما همیشه آسودگی و غرت است و هیچ وقت خدمت شما از نظر من محو
نخواهد شد.

پس از آن تناسی نزدیک نشستن نمود و بیشتر که رفتم اولی باین طرف
و آن طرف نگاه می کرد که مبادا کسی بشود بعد در کمال اطمینان قلب بلایت
گفت به من حاجی شما البته شنیده اید که بالیوزنی تازه از فرنگ آمد
و همراهش حکیمی می باشد آن حکیم که فرزند او اینجا رسیده آبرو سستی

پیدا کرده و اقرامی دارد و بامضای خود بکلی بر خلافت ما رفتار می کند یک
صندوق دوائی هم همراه آورده که من اسم آن دواها را هم نمیدانم و بعضی
علویات بخود می بندد که من در ایران اسم آنرا هم نشنیده ام فرقی میان
رطوبت و حرارت در معالجه نمی گذارد مثل جالینوس و بوعلی سینا رفتار میکنند
سیلاب بجهت دفع بلغم می دهد بجهت دفع نفخ بیشتر به شکم می زند و بهمت
استقاهم همین معالجه را استعمال می کند از همه بالاتر ادعای می کند که با آب
لوز عسلی که با آب می کوبم و از اثرهاں خرد لوز طفل آبله بیرون می آرد و
بدون اینکه صدمه به او برسد یا کور و آبله رو شود میگوید این اختراع است
تازه که سیکه از حکماء فرنگ کرده است حاجی بابا اینا شدنی نیست همین
آبله بجهت من دخل کلی داشت من نمی توانم از این خیال آسوده شوم بجهت
اینکه این کافر میخواهد اینجا بیاید و ماها را مثل حیوان فرض کنند ما نمی
توانیم نان خود ما را از دهن خارج کرده با و بدیم اینکه از شما استعانت
می خواهیم که زحمتی بکشید این است که وزیر اعظم بسبب زیاد خوردن کاهو

۱۵ آب لوز - چک و آب پانی

۵۲ آبله کوفتن - چچا - سائیکه گکانا

۳۵ آبله - چچک کا دانه

و خیار زہ خام دور و ز است نا خوش افتاده اگر چه با سکنجین غور و مهذا
 بیوش شده این خبر گوش خس حکیم سفارت بسیدہ گویا در وقت خوردن
 کاہ خود سفیر و ترل بیہ پیر وزیر تہہ ہر حاضر بودہ از انجا کہ حرکت کردہ
 این خبر باد میرسد فوراً حکیم خود را روانہ بمانہ وزیر می نماید و خواہش میکند
 کہ اجازہ معالجہ بدکتر بدیند علی الظاہر سفیر با وزیر سیانہ نداشتند چرا
 کہ ہر یک مسئلہ پوئی تکی کہ باید قبول شود وزیر شامہ کردہ بود و بختہ اینکہ فائدہ
 برائے ایران نداشت انکار کردہ بود بدین ملاحظہ کہ حالانی اہل ترضیہ از
 سفیر می شود و رفع آں کہ ورت میگذاہد معالجہ آہنکارا قبول کردہ است
 اگر من در آں موقع مطلع شدہ بودم کارے می کردم کہ اہلاً اورا
 قبول بدخول نہ کنند و لے من خبر نہ شدم آنہم کہ ترمصد چہیں موقی بود
 فوراً مشغول معالجہ شدہ و لے شنیدہ ام کہ یک مختصر حب سفیدی
 با و دادہ کہ ہیچ فرہ ہم نداشتہ حالا ہرچہ باشد ولی از بیخیتی ما فوراً

۱۵ میانہ نداشتند - صفائی نہ رکبتے تھے۔

۱۶ مامہ - بال - نول - لیت - لعل

۱۷ دکتر - ڈاکٹر

۱۸ پری ٹیکی - پولیسٹ

۱۹ ترضیہ - رضامندی

۲۰ حب - گولی

دوا اثر کرده بفاصله قلیلی رفع دالش شده و حال مفتوح او گردیده که بغیر
از ذکر او چیزی بر بالشت نیست و می گوید آن حب را که خوردم گویا ،
محسوس می گردد که از انگشتاسی من جذب رطوبت میگرد و بهمین مدت
قلیل چنان تقویت در فراش کرده که بمثل سابق خنده می کند گزشت
از آن قوه جوانی به چله بنیه خود مشاهده می نماید آیه طالع کلم بجهت
از داجش می خواند و صدقه آن حکیم بهمین جا ختم بخواب شد تقریباً
گفتگو با سید ذریه در تمام اندرون ثابته شمرتی کرده امروز شام که به سلام
نشت اول نطقش معجز حکیم فرنگی بود وزیر را احضار فرموده اند
که در حضور خود اعلحضرت بزبان خود شرح بدهد بهمین قدر که عنوان
مطالب را کرده و از تاثیرات دوا حکایت نمود تمام حضار مجلس اب به
تحسین کشوند و سر بگریبان تحیر فرو بردند

بعد از مدتی اعلحضرت بنده را مخاطب ساخته فرمودند که بگویند شیم
چگونه این دوا ی قلیل تاثیر کثیر بخشیده بنده را سبب تفکد فرو برده
پس از چند دقیقه زمین ادب بوسیم عرض کردم تصدقت کردم ای

ای بنیه - جم
شاه اطاب کلم - قرآن کی آیت جبریه ای که است زیاد علاج کند کی اجازت دهنی

سلطان السلاطین این دوائی را که می گویند بجناب وزیر داده شده
 نهانه نداد ندیده است و لے اگر به منعم از دولت اقبال اعلحضرت ہایونی
 فوراً عرض خواهد نمود کہ چه چیز است و آنہ چه قلیل اشیا بہ ترکیب
 شدہ است و لے حال خانہ زاد دولت ابد مدت بچہ استحضار خاطر
 مبارک قبلہ عالم عرض می نماید کہ این دوا باید یکس جزو اعظمش ارواح
 خبیثہ باشد کہ باطنیہ مذہبی باضافات کئی دارد بہر لول انجیدات للخبثین ان کفر
 آلت و سرت شیطان است کہ مستی از دل مسلمانان بہر در و بہ عقیدہ
 خود پیغمبر صلی اللہ علیہ را منکوحہ گفته است و ابداً او را مستحق بہ احکامات
 مقبرین و مقدرات اہل نیست۔

بارے این گونه مطالب را محض این کہ قیاب اعلحضرت ہایونی
 بہ طریقتا آن مایل نہ شود عرض کردم و لے از آنجا کہ مراجعت نمودم
 از ہمارا وقت در اندیشہ ہستم کہ چگونه از تہ این کافر مطلع شویم و بچہ
 حیلہ منہجہ من از مابینت نسخہ او مستفسر کردم اکنون کہ شما در این موقع
 بہ استقامت من آمدہ اید باید انکم و کینہ این کفار مطلع بشوید و بہر شکل

بہ انیشا بہ بنیشتین خبیث چیزیں خبیثوں کیلئے۔

لے استحضار۔ اخلاص

لے استحضار۔ واقف

باشد سر او را گرم کرده از اسرار او با خبر گردید می خواهم طوری ارباب
فراهم بیاورید که یک نمونه از بهاں دوائیکه بوزیر داده بدست من برسد
که نشان بشاه داده مفضلّا شرح دهم حال باید شما بجهت انجام این کار
کامیابی زیاد با خیال رزّه بخورید و خودتان را به ناخوشی برزید چنانچه
وزیر در حقیقت مریض بود شما هم آن وقت بجهت مداوا رجوع بهائی
حکیم فرنگی کنید لابد از بهاں دوا دو مقابل بشما خواهد داد زیرا که بنیه شما
بیشتر است آن وقت آن دوا را پیش من بیاورید -

حسرت حکیم باشی که ختم شدن ملاحظه این خدمت مهم را کرده
باترس و لرز گفتم شخصی را که من بیج نمی شناسم چگونه پیش او بروم علاوه
بر آن خود شما استعجاب از کارهای آنها می کنید پس شما مرا
برای ولایت نایب تا اقدام کنم، رسومات و رفتار آنها بکلی بر خلافت
ماست میرزا احق گفت راست است شما درک کرده اید مثلاً بوض
سر تراشیدن و ریش گذاشتن چنانچه معمول ما هست برضد آن یا
دانه اش بصورت آنها نیست و موسی سرشان آنقدر پرو زیاد است

له خیار زده - کھیرا - لکڑی

له ناخوشی - مرض - بیماری

که گویا نذر کرده اند هیچ نچینند دیگر اینکه آنها روزه مندی می نشینند و
 ماه روزه فرش چهار زانو می نشینیم دیگر اینکه آنها با چنگال آهنی غذا میخورند
 و با انگشت های دست می خوریم آنها اغلب راه میروند و ما همیشه نشسته
 ایم آنها لباس تنگ می پوشند ما لباس گشاد آنها از چپ بر است خط
 می نویسند ما از راست بچپ آنها هیچ وقت نواز نمی کنند و می گویند
 بناید و نیت ضائع کرد ما به عکس آنها سبانه روزه پنج مرتبه ناز می
 کنیم محقر کلیه رفتار آنها برخلاف ماست و در واقع مردمان کثیف هستند
 بجهت اینکه پنج چیز را ناپاک میدانند تمام حیوانات حتی گاو و گاو نشسته پشت
 را بدون کراست و بدون دوش میخورند مرده را بجهت تشریح تکمیل می کنند
 و ابداً ملاحظه و نجس او ندارند و حال آنکه نجس العین است.

من گفتم این واقعیت دارد که آنها کینه جو هستند و اگر چنانچه کسی
 حرف آنها را باور نکند یا بگوید دروغ است حتی الامکان تازنده هستند
 نزاع می نمایند حکیم گفت بله در باره آنها می گویند ولی من تجربه نکرده ام
 لکن لازم است بشما چیزی بگویم که مطلع باشمید اگر اتفاق بشود که آنها
 چیزی را پیش شما بیاورند و بنظرشان خوب بیاید چنانچه معمول اینجا است

شما فوراً بگوئید که پیش کش است چرا که آنها حرف شما را راست تصور نموده قبول می کنند و آن چیز از دست شما می رود لهذا همیشه مواظب باشید که حرفتان مطابق پسند آنها باشد من گفتم پس اگر چنین است شما خیال نمی کنید که طیب فرنگی چگونه حرف دروغ مرا قبول می کند و از بشرد من نمی فهمد که من ناخوشی را بهانه کرده ام و دوا بجهت دیگر می خواهم حکیم احمق گفت خیر خیر شما ناخوشید حقیقت ناخوشید یقین برآیند حرفتان دروغ نیست حاجی شما بروید عزیز من بروید و زود بیاورید که ناخوش خواهید شد بعد دست بگردن من کرده گفت بروید زود بخورید و امروز تا عصری هر طور که هست برای من حب او را بیاورید باین هم اکتفا کرده قدری مرا ریشخند کرد و منتظر بود که دیگر من حرفی منافی طبع او بگویم و سستی به پشتم زد که زود از اطاق بروید باقی کار با بسته بدرایت و کفایت خود شماست ناچار از اطاق بیرون آمده متحیر بودم که چه بکنم از کار تازه خودم در گریه و خنده بودم بعد بدلم گذشت که شروط و معاوضه بجهت تعلیل خدمت نکرده ام که دل خوشی داشته باشم به این لحاظ مراجعت به اطاق کردم که اقلاً شرط بجهت خدمت مذکور نمایم از تقضا حکیم باشی در اطاق نبود باز درون رفته بود مجبور شده از خانه بیرون شدم.

نصرت یافتن حاجی بابا و از دو کار مشکل فائده بردن یکی تحصیل حب و دیگر وصول زره

از خانه که بیرون آمدم خانه سفیر انگلیس را از غابریل پرسیدم و باین
خیال بودم که اگر ممکن شود در اثناء راه کاری بکنم که دل درد عارضم شود و
از حکیم فرنگی دواى آنرا تحصیل نمایم دلی خوب که غور کردم دیدم درد
دل چیز فروشی نیست که از بازار بخرم کامود و خیار زده هم حسب اتفاق در مزاج
ضیقت و زیر بجه تیسیر پیروفتی نداده از هزار نفر یک نفر شاید این طور نخواهد
شد دلی در مزاج من جوان که قوه باطنه دارد البته سریع التحلیل است
مهمان ختم کردم که بهر کرد و چیلد باشد باید حسب را بدست آورم اگر هم بطور
صحیحی تحصیل نمیشود باید بحکمت عملی حاصل کرد باز بدلم گذشت که اگر خود را
بنا خوشی بزم متحمل است که حکیم بفهمد و مرا از خانه بیرون کند صلاح بر این
دیدم که بگویم من یکى از نوکران شاه هستم و این بهانه خود

ملا غابریل - راهرو مسافرین
ملا چیز فروشی - کتبی بونی چیز

۱۳۰۰

را بمقتصد رسانیده تحصیل مطلوب بنایم بجهت همین خیال کیسره در دکان سگای
رفتم دیک جنبه میرزائی کرایه کردم بوضع خنجر لوله کاغذی بکمر زدم و پیش
خود می گفتم حالا دیگر هر کس مرا به بنید دیگری گوید که چنگک فراشش
یا با شقاق چیست.

از راه بازار مستقیماً رفتم سفارت خانه را حتم مطالب میرزا احمد تماماً بنظم
بودیو اش یواش بترس و لرز بطرف منزل و اکثر روانه شدم قدری که
پیش رفتم دیدم خیابان جلو منزل او پر از مرضائے اناث و طین است و همه
فقیر هستند بجهت شازا بعل کرده بجهت آبله کوبی طریقه تازه آورده اند و در
واقع این مسئله بجهت ترقی و پیش رفت کار آینده خودشان بود که در
آینده کلاه ایرانی را بردارند و الا در صورت عدم احتیاج دلشان بجال
مانه سوخته بود بخصوص در ایران که بجهت فقر انهایت مشکل بود و ممکن نبود
که پیش حکیم ایرانی بروند چرا که بدون حق القدم و حق الرحمة متحمل آنها
نمی شدند.

۱۵ ساله - پرانے کپڑے بیچنے والا
۱۶ یواش یواش - آہستہ آہستہ
۱۷ مرضائے اناث - مریض عورتیں
۱۸ لوله - ٹنگی
۱۹ خیابان - سڑک

بهرجهت وارد اطاق که شام دیدم شخصی در وسط اطاق روی صندلی
 نشسته و یک چیز مسطح چوبی هم جلوش گذارده روس آن مقداری کتاب
 زیاد و دفتر چیده و در یک طرف آن بعضی آلات و ظروف غیر معمول گذشته
 است ولی من نمی دانم که آنها بچه کاری خورد و چگونه استعمال می شود بلکه
 این آلات و اودات را بخواب هم ندیده بودم لباس او وضع غریبه بود
 که تا کنون ندیده و نشنیده بودم پشت لب و زرخ او ابداً موند داشت
 صورتش مثل صورت خواجه سرا یا صاف بود بی ادبانه سرش بسته پیراهن
 غریبه پوشیده و دور گردنش چیز سیاهی بسته بود و اطراف صورتش را
 بطنی پیچیده بود که گویا می خواست زخمی یا ناخوشی را به بند لباس تنش
 چنان تنگ بود و بطوری به شکل مثلث بریده بود که گویا در مملکت آنها
 باریک گراں و کیاب است لباس پایین تنه او هم مثل عجبی داشت
 کفش پایش بود و با کفش روس فرش راه میرفت این سلیقه دیگر بالاتر
 از همه چیز بنظم عجیب آمد.

مختصر قدری تامل کردم بنارسی پرسید که چه می گوئی فهمیدم که فارسی
 را خوب میدانند سوال او را از فال نیک شدم و موافق با خیال خود دیدم چا
 اگر سه روز در جلو شخص ایرانی می ایستادم بی الضافه نمی پرسید که چه
 میخواهی لهذا بخودم گفتم که باید به کلمات خوب بگویم که دلش را است که قدس

هم تعلق از او بگیریم لهذا در بدو صحت گفتم که شما در طهران خوب شهرتے کرده
اید و لقمان و ارسطاطالین در مقابل شما هیچ اند اطباءے ایرانی که هم عصر با شما
استند حقیقت قابل دوا سازی شما نیستند هر قدر که از این قبیل صحبت ها
کردم گفت که سکه نیت پس از آن گفتم که دوائی که شما بوزیر شاه داده بودید
فوری موثر افتاده بود برض مبارک شاه رسیده فرموده اند که این مطلب
را در تواریخ سالیه نوشته شود که بعد با اسباب تعجب مردم گردد و بهمان
سبب بن حرم سرمتصل صحبت از شناست و اغلب خانهای اندرون
ناخوش گردیده اند و میلشان استحال این دواست بخصوصه یکے از سوگلی
های حرم تازه حالش بهم خورده و مشار الیها یکے از زنهای محبوبه شاه است
فلذا خود اعلحضرت بتوسط یکے از خواجه سراها فرموده اند که از هماغه دوائیکه
بوزیر داده شده من بجهت او از شما بگیرم و در اینجا تقدیم نمایم از آنجسته
مرا بر سرعت فرستاده ام خواهشند است که زود لطف نمایند که مورد مؤاخذه
نه شوم.

حرفهای مرا که شنید در عتی تفکر فرو رفت پس از چند دقیقه گفت که رسم
من نیست که مریض ندیده و مرض نفهمیده را دوا بدهم چرا که احتمال دارد

بوض صحت کلفت بخشد ولی اگر شاه می خواهد سؤگیش راحت باشد
 مرا به طلبیدن بخوشوقت و افتخار حاضر می شوم من در جواب گفتم تا کنون کسی
 صورت گریه و سوگی شاه را ندیده و این غیر ممکن است و رسم ایران نیست
 که کسی غیر از شوهر صورت زن را ببیند و آنکه اندرون شاه به وقت که یکی
 از آنها ناخوش میشود و لازم به طبیب میگردد با صورت بسته طبیب فقط
 نبض آنها را می بیند در این صورت ممکن نیست طبیب فرنگی جواب داد گذشته
 اند آن که من باید نبض به منم باید زبان مریم را هم نگاه کنم گفتم و این زبان
 غیر در ایران معمول نیست و آنهم امکان ندارد که بدون اجازه سشاه دیده شود
 در صورتی که از اظهار این مطلب زبان خود خواسته سر را در اول به بریدن
 می رود و اگر گفت من دوا میدهم ولی من مسؤل نیستم اگر از اثر دوا خوب
 نه شود احتمال دارد که بدار البنا برود من گفتم البته ربطی به شما ندارد و منی برای
 شما نیست.

آن وقت برخاسته جعبه دوا می خودش را که پر از ادویه بود باز
 کرد یک گرد سفید کمی از شیشه بیرون آورده و تکه نامی مخلوط نمود و حب
 ساخت بعد از آن در کانه پیچیده با دستور العمل مخصوص بمن داد و از حالت او

له گریه - جارجیه کی صورت

له جعبه - کبس - دراز

استنباط نمودم که علم خود را پوشیده نمیدارد من از ماہیت و خواصیت
دوا تحقیق نمودم حتی طرز تعلیم آنرا از او پرسیدم حکیم فرنگی بدون درنگی و
بغیر علامت کج خلقی و جنگی موافق تحصیل خود از ترکیب دوا و خوردن غذا
بزرگان ملائم طرزے جواب داد کہ مطلب را خوب نفہمیدم بمخلافات اطہاسے
خود ایرانی کہ اگر کسی سؤال کند پناہ بخدا گاہی از جالینوس و بطلمیوس سخن پر
از کبر میرانند و تدقی از ابوعلی سینا و میخا آں قدر رجز میخوانند کہ اصل
مطلب از میان میروزد بہمان شنیدن الفاظ مغلق می گذرد۔

خلاصہ مطلب را کہ خوب دریافت کردم با کمال اتقان و علامات اخلاص
و ارادت بے پایاں از خانہ فرنگیان بہ غم دارالحزن احمق الزماں حرکت
کردم اشارہ الیہ دست بدعا برداشتنہ رو بخانہ خدا الیستادہ منتظر ورود
من بود از خانہ سفارت کہ خارج شدم یکسر بدکان سمسار رفتم تنیر لباس
غایت داده بخانہ حکیم باشی روانہ شدم دیدم کہ میگوید۔

(شعر)

دایم در انتظار تو چشم امید دار

چون گوش روزه وار بر اللہ اکبر است

خلاصہ در وقت ورود لک و لیخ خود را بطلمیوسی آویختم کہ براو مشتبه

لک، و لیخ - سنہ اور ہونٹ

نایم که کاهو و خیاره خورده ام در هر کلمه حرفی گفته می کردم و خود را پیچ میدادم
 که او تصور کند هنوز دل من در پیچ است و بطورے بر او مشتبه کرده بودم
 که دل چون سنگ او بجهت درد من تنگ شده و در واقع مهموم گردیده بود
 خلاصه با همان پیچ و تاب درد مصنوعی دوا را در جلوش گذارده غنیمت
 بسم الله این است بردارید براسه خاطر خدا بردارید وستی به شکم
 نود و السیده و پیچ و خم تازه بخود دادم بیش تنگ در آوردم ناله کردم
 با چنگ و پوز آویخته گفتم بسم الله بگیرد ما که کار شمارا کردیم - به بنیم شما
 چه اتفاقات می کنید حکیم باشی دوا را گرفته خواست تحقیقات نماید من دیگر
 پیچ نه گفتم قدرے نال کرده گفتم حقیقت می خواهم دوا را بجهت دوا و بخورم
 من به فکر خودم بودم و او در خیال خودش که در موقع استفسار آنحضرت
 هایونی از یابت دوا جواب عرض نماید مرا که مصمم خوردن دوا دیدم یک
 اشرفی بگفتم بنوا حقیقت گویند از جانش عزیز تر چون دیدم که از یک
 اشرفی بیش تر یعنی در غنیمت شردم و له آس قدر شلقت کرد که هیچ

له مهموم - منموم

له بیش تنگ در آوردم - کرا با

له چک و پوز آویخته - منموم بناکر

عاشقی بمشوق خود آن قدر چالپوسی نمی کند حتی بجهت افاقه درد دل من مشغول
 بساختن دوا شد و دیگر چشم از زیاد تر گرفتن پوشیدیم بهمان یک اثرنی
 قناعت کرده و خود را با دم صبح المزاج و انمودم بهین قدر که مرا بیک اثرنی
 ساکت ساخت به تماشای دوا پرواخت در دست خود می غلطاند و ملاحظه
 می کرد و چیزے از او نمی فهمید ولی همین قدر چیز سنیدی بدست خود می
 دید بعد از چند دقیقه به او گفتم که ملاحظه چه می کنید خود و اکثر فرنگی توضیحات
 بمن گفته است که این سیاب است و در ایران کمیاب است حکیم گفت
 حقیقت سیاب است گفتم بله سیاب است که با بعضی چیزاے دیگر
 ترکیب شده حکیم گفت اگر چنین است این سگ عیسوی زهر مای دهد
 دیگر بعد از این احترا می برائے او نسخه ما باقی نماند بطور استنزا گفت
 پدر منم بخواب نه دیده بود کی شنیده است که جیوه دوا بشود جیوه سرد
 است و طبیعت کا هو و خیارزه هم باد آلود است شما هیچ تیغ را از تیغ
 آب کرده اید این الاغ اصل پیشه خود را نمی داند خیر حاجی این نمی
 شود ما نباید کاری بکنیم که مردم بریش بخندند حب را حکیم در دست گرفته

له جیوه - پاره - سیاب
 له باد آلود - نفخ پیدا کرنے والی بادی

از همین قلیل صحبت های تکذیب آمیز و حیرت انگیز نسبت بحرفین با تمیز خود
 میداد که درین اثنا فراتر شاهی رسید گفت شاه شما را خواسته است
 بیست پاچه گی لباس خود را تغیر داد خرقة گنده و پوست بره را از تن کنه
 خفته پوشید شال و کلاه کردد اسب نه است اسب حاضر شده حب را
 همراه برداشت سر تا پا بلبس و ملوک در عین شش و پنج بود که آیا از این
 پنج چه گنج حاصل شود.

تیا تر میرزا ملکم خاں

حکایت کر بلا رفتن شاہ قلی میرزا و سرگذشت ایام توقف چند روز
در کرانشاہان نزد شاہ مراد میرزا حاکم آنجا در چار مجلس تمام میشود۔

اسامی اعضاء مجلس

شاہ مراد میرزا	حاکم کرانشاہ
شاہ قلی میرزا	برادر بزرگ او و زایہ
ایرج میرزا	پسر حاکم
نامور خاں	از ارکان کرانشاہ و صاحب دوازہ ہزار خانوار اہل کل سوادہ کلانتر علی۔
شریف آقا	رفیق و ندیم و ہم شکار ایرج مرزا و کد خدا عمر دہائی علی
شیفیع بیگ	پیش خدمت حاکم

مجلس اول

شاه قلی میرزا مردے بود بلند قامت و ریش دراز و تکبر و مناعت طلب
و درشت خوسے در سنہ ۱۲۳۳ بزم زیارت کربلا از طران حرکت کرد درین
جود چند روزے در کرمان شاه نزد حاکم آنجا مہمان می شود - شب اول
بعد از ملاقات و صرف شام و صحبت ہای متفرقہ بر می خیزد و میرود بمنزل ایکہ
برای او تعیین کردہ اند۔

شاه مراد میرزا حاکم (شیفیع بیگ پیش خدمت) شیفیع بیگ شاہزادہ مہمان
ما است ایرج میرزا مواعظ است و تو مہمان دارشش نفر فرارش و یک نفر
قنودہ ہے بدادہ بر نیز دست خود باشد درست متوجہ باشد بدنگذرد و بشاہزادہ
شیفیع بیگ - بی قربان چشم البتہ کار تو کرد خدمت است۔

شاہزادہ حاکم - خیر بی قربان تنہا کافی نیست ایرج میرزا میدانہ این شاہزادہ
مردیت بسیار مشکل پسند و ایکہ بین اما احمق و زود رنج باید با احتیاط حرکت
کنی برادر من است مہمانت مبادا بخش ہم رساند۔

شیفیع بیگ - قربان بیت سالت در نعل رافت سرکار نواب والا تربیت

یافتہ ام و اسیدوارم کہ این قسم خیالات ذہن بندہ بر آید انشاء اللہ در
کمال خوشنودی و اتمان تشریف خواهند برد خاطر جمع باشد
شاہزادہ حاکم - خوب است حالا مرضی فروا صبح برو سسر خدمت و دست
موضہ باش .

(شفیق بیگ صبح زود میآید در منزل شاہزادہ ملا چائے آلود می کند و دستور العمل
بفرستاید)

شاہ قلی میرزا (ز خواب بر می خیزد و می کند)

شفیق بیگ (داخل اطاق می شود سر فرو میآورد)
بلی قربان .

شاہ قلی میرزا - آقا شفیق بگو چائے بیارند .
شفیق بیگ - بلی قربان .

(یک عدد یعنی نقرہ مغان و قوری و یک جفت تنگ نقرہ و یک دست فنجان فلکی^{۵۲}
بسیار قطعه از کار ہائے خوب کار خانہائے لندن و یک عدد سوار نقرہ بسیار ممتاز میآورد
می گذارد پائین اطاق)

۵۲ قوری - چائے دان ۵۳ یک دست - ۶ عدد کاسٹ ۵۴ فنجان فلکی - چائے کی پالی اور
طشتری .

شاہ قلی میرزا۔ (ہیں کہ چشم بابا چائے یافتہ)
 یہ شاہ مراد میرزا عجیب اسباب اسے خوب قطعہ تحصیل کردہ است

اس پسرو از طفولیت ہیں طور حریص و دنیا دار بود۔

شیخ بیگ۔ بلی قربان شاہزادہ بسیار سلیقہ خوب دارند۔

شاہ قلی میرزا۔ بلی البتہ دولت و داخل مرد را با سلیقہ و درستکاری کنند
 وہ سال حکومت کرنا شاہ شوخی نیست من سال دوازده ماہ یا با شخص اول
 دولت کشاکش توکل دارم یا با مستوفی اسے گرگ آدم خوار زد و خورد رسوم
 دارم آہ آہ دای دای چائی بردہ۔

دینے بیگ یک نجان چائے ریختہ میآورد و دوازہ نشستہ پیش روے شاہ قلی میرزا

می گذارد۔
 شاہ قلی میرزا۔ آقا شیخ ما چائی پر رنگ میل می کنم بردار چائے بریز

بسر نجان و ہم پر شیریں۔

شیخ بیگ۔ چائے یا پر رنگ کردہ و قدیم میآورد پیش روے،

قربان آقائی ہم چائی را این طور پر شیریں می خورد۔

شاہ قلی میرزا۔ بچھا قلیان بیاید۔

تھتہ قول۔۔۔۔۔ خوراک

لے شوخی نیست۔ کمیل نہیں ہے۔

شیخ بیگ - (در یک قوه سینی مربع یک دانش روال دیگر شیشه گلاب و یک عدد
آینه بزرگ و یک شانه یک حبه و نیم طول چهار انگشت پنز و یک جام آب میآورد -)

قرآن حاضر است

شاه قلی میرزا - آقا شیخ بیا جام را بردار و نزدیک ریش نگاه دار این طر
گردن دارد میآید -

(شیخ بیک جام را در دست گرفته شانه را در ریش دردی خود را شسته بخت می پوشد
بهد می گوید -)

ایرج میرزا مخلص است بیاید -

(ایرج میرزا داخل اطاق می شود با ادب هر چه تمام تر سرفرو میآورد میایستد)

بسم الله آقا ایرج بنشین احوالت خوبست پدرت چکار می کند؟

ایرج میرزا - شانه را در دیوانخانه تشریف بردند و فرج از طهران خواسته بودند
امروز بخیره بواجب آنها را می پردازند -

شاه قلی میرزا - بخورید براختما می گمانش با نرا بخورید تمنا تنها -

ایرج میرزا - خان غوگر گرگاسه طهران امان میدهند که کسی نتواند داخل
را تنها تمنا بخورد یکی میگیری و دو تا باید داد انچه شد سرکار شما از حالت طهران

بهر از همه اطلاع دارید.

شاه قلی میرزا - آقا ایرج حالا این حرف را بگوشت مایم کشتی که پدرت با این
عذر با قرض ما را نگیرد و در این سفر بدست بخت است نمکند و از سوغات و توشه
راه چشم پوشیم و سال آنکه این اوقاتا براسه ما بسیار کار مشکل شده
است و دوسه هزار تومان قرض دایم -

(ایرج میرزا آهسته بخیلی خوب کم نه دوسه هزار تومان ، بعد پای شود اجازه رخصتی
می خواهد)

ما میروی خوش آمدی از حالت ما اگر موقع شده به پدرت شرح حالی بگو
(ایرج مرزا از اطاق بیرون نیاید و کیسیر در دروازه با طاق شاهزاده حاکم داخل شده سرفرو میا در دروازه
شاهزاده حاکم - ایرج میرزا بیا به بنیم نزدیک تر بیا بگو بنیم خانم و دیر کار است
دیر خیالی از برای ما دارد -

ایرج میرزا - قربان خان عمو را می فرماید عجب خیال بافته است الآن
می فرمود شاهزاده باید امسال از مراعات بکند دوسه هزار تومان قرض بالا
آوردیم البته بقدر هزار تومان هم سوغات و خرج راه توقع داشت زحمت
شربت و تویچی و شلتا تماشای طران با سرکار شما و مفت بری اخاذی با مردم

له تومان - سونے کا سکہ تقریباً پانچ روپیہ قیمت کا ۱۵ سرباز - سوار - سپاہی

۱۵ شلتاق - ظالم
۱۵ مفت بری اخاذی - رشوت و غیره

خدا بددیرکت حکومت می خوابید یا جان آدم۔

شاهزادہ حاکم۔ چه میگویی ایرج میرزا دوسہ ہزار تومان یعنی چه آخر این پول را از کاغذ نمی برند۔

ایرج میرزا۔ والله بسر مبارک سرکار ہیں طور است کہ عرض کردم خلاف ندارد و مشکل ہم باین طور با حالا دست از شما بردارند از شیفہ ہر سید معلوم خوابہ شد کہ خان عمو چه خیال با بافتہ است۔

شاهزادہ حاکم۔ عجب گیر افتادیم نمی دانم چه باید کرد اگر بہی این قسم اعلان است و اگر نہ ہی باد، است همان است ای بابا چه برادری چکارے چه روز نکایہ آخر من خود ہم آدم غیال دارم زندگی دارم۔

ایرج میرزا۔ حالا دیگر غصہ این چیز را نباید خورد اگر مرض بفرمایہ من خان عمو را شوخی شوخی بطور خوب از سر شامع می کنم۔

شاهزادہ حاکم۔ یقین از آن بازی اسے کار عمل نہ خیر این مرد کہ سفیہ است می روز در طہران تفتہ خوانی از براسے من می کند۔

ایرج مرزا۔ قربان تقہ خدائی کدام است این وجودیکہ من دیدم ہرچہ ہمید از شما راضی نخواہد رفت در این صورت چه لزومی کردہ است عیش ہم پول

لہ غیر اتنا ہم مثل میں پڑ گئے لہ شوخی شوخی نہ ہی ہنسی میں شرارت و طراف کے ساتھ۔

برود ہم آبرو۔

شاہزادہ حاکم۔ خوب حالا گو بہ بینم چہ خواہی کردہ۔

ایرج میرزا۔ بیچ چند روزے خان عمو را بواہی تنکار و گردش می برم
بطرف سنقرہ بلوکات در آن جا با البتہ کارے پیش خود آمد کہ خان عمو
مشغول بشوند و از این خیال برفتند۔

شاہزادہ حاکم۔ با با ہا ہا ہمیدم پیر مرد بیچارہ را بری میاں مردم اوضاع
از بایش بچینی۔

ایرج میرزا۔ خیر شام عرض مرا بشنوید ضرر نخواہد دید اشب بعد از شام
در میان صحبت از تنکار گاہا سے سنقر گفتگو در میان بیاورید خان عمو مائل
خواہد شد ہیں کہ بایں صرافتہا افتاد آن وقت ہزار تومان ہم از مالیات
سنقر از بابت خرج راہ بشاہزادہ حوالہ بہ فرمایند این فقرہ ایشانرا بیشتر جریں
می نماید میل می کنند بایہ آن وقت خدمت از بندہ خندہ از سہرکار۔

(پردہ انداختہ می شود)

لہ سنقر۔ ایک مقام کا نام

لہ بلوکات۔ مضافات۔ لمحات شہر۔ دیہات لہ ان خیالات میں پڑ گیا

مجلس دوم

شب شاه قلی میرزا میل می کند با ایرج میرزا چند روزی بغرم سیاحت
و شکار بمنقر برو و شاهزاده داکم نیز که این طور می بیند مبلغ هزار تومان خرج
راه از ایالت آنجا بشاه قلی میرزا برات می دهد و قرار می شود پس فردا باتفاق
ایرج میرزا بروند.

ایرج میرزا (اول بیج شفیق را خواسته)
شفیق بیگ بیج نگو احمد شد چند روزی مشغولیت و اسباب خنده از
برای ما پیدا شد خان عمید را می برم بمنقر بشمار باش هر کاره که سن باشاره
نشان می دهم معلوم است که چه خواهد بود شاه پشت سرش را بیاورید بطور
چنگی و استی چه گفتیم یا نه حالا زود نامور خان و شریف آقا را حاضر کن.
(شفیق بیگ نامور خان و شریف آقا را حاضر کرده هر دو در خدمت ایرج میسرور)

می آیند.

ایرج میرزا (به نامور خان و شریف آقا)
ای رقتا بیاید قرده خوب دارم خیلی دلنگار بودیم خداوند اسباب

شغولیات رسانیدہ خان عمو را می برم سنقر کار با با ہم وادیم۔
نامور خاں۔ بی خدا دند ہمیشہ یکے دو تا از اینہا می رساند عیب ندارد
ایں ہم کاریست۔

ایرج میرزا۔ نامور خاں چه میگوئی پنج کس شل ایں ریش دراز احمق نہ
می شود با با با بمرگ تو تماشای می شود بازیہا بسرش در بیا ویرم کہ
نقل مجالس بشود حتی میرزا ہا قصہ نویسی نمایند ہمیں الآن بہ فیروز شاہ
سوار شویہ بروید سنقر با آقا جان یاد ہم بگوئید کہ سہ دستہ سرباز با بالا
با پنچہا و تونزیکا پنچہا عصری روانہ نمایند مراد شاہم آغا با شہید تا ما پسیم۔
نامور خاں در آغا کلانتر و شریف آقا کہ خدا مرمضا نامیدہ خواهند شد۔

شریف آقا۔ قربان روزیکہ وارد می شویہ دستور العمل دیکھتے چه چیز
است ؟

ایرج میرزا۔ روزیکہ وارد می شویم شاہ کلانتر با دولیت نفر سوار در
یک فرسخی استقبال می کنند نزدیک بہ آبادی سرباز ہا از دو طرف صف
می کشند و رعیت ہا با تیر ہمان طور دو صفہ در کنار راہ میایستند بمحض

لے ہذا پنچہا۔ با جہانے دالے

لے ہلا بان۔ بڑا ڈرول
لے تھکت۔ فرخ۔ ڈیوٹی

رسیدن سرباز بطور نظام سلام و پیش تنک می زنند و رعایا دو راس گرفته
در هانجا قربانی می کنند و دو گوسفند هم دم در وقت پیاده شدن می کشند
والسلام الآن برود.

کلانتر - (به ایرج میرزا)

قربان البته در عمارت شاهی منزل خواهید فرمود؟

ایرج میرزا - معلوم است سوا می آید که جائے دیگر مناسب نیست
بشرط اینکه چنین دانند و نمایند که عمارت مال کلانتر است.

(کلانتر و کدها مرمضا رخصت سوار شده به طرف سنقر روانه می شوند)

ایرج میرزا (خدا صبح اسباب و اوضاع همه را درست کرده چکمه پا دارد اطاق
می شود خدمت شاه قلی میرزا سر فرود می آید)

خان عوالم الله همه منتظر سرکارند فکر و اسب و بار و بنه همه آماده است.
شاه قلی میرزا - بی هر چه زود تر سوار بشویم زود تر بنزل خواهیم رسید
یا الله بسم الله الرحمن الرحیم.

له پیش تنک - استقبال کے لئے توپ یا گولہ چوڑنا

له دم در وقت - فوراً

له دانند و نمایند - ظاہر کرو

له چکمه - نعل پوش

(شاه قلی میرزا سواد می شود فرانشان و آرد لها سواده در جلو قبل و منقل و آبادی
پشت سر آنها و غلامان فاشیه بر و پیش کله وید کهای متعدد به نظام پی در پی پیش
و ایرج میرزا و اتباع لازم در عقب با کمال عظمت و جلال از شیرین میروند
همینکه قدری دور می شوند.)

ایرج میرزا (برای افتتاح مطلب و منظور خود کم کم پیش میاید و شاه قلی میرزا
عرض می کند.)

خان عمو منقر بسیار خوب جانی است و خیلی مداخل دارد چه فائده
مردمان مفید و شریع دارد و هر روز در صد و اناد هستند تا یک دو نفر
بکشتن بدهند و اگر این یک عیب را نداشت چقدر خوب بود.

شاه قلی میرزا - پس پدر تو چه کاره است از عهده چهار نفر رعیت بی
سرد پا هم نمی تواند بیاید پس چه مصرف دارد.

ایرج میرزا - خان عمو جان پدر مرا می فرماید که دل من از دست
مسامحات ایشان یک پاره چه خونت هر چه آن پدر سوخته منقرها اناد

کله قبل و منقل... گور سه پر سوارمه سامان هه آیهی

و غیره

کله آردل - اردلی

کله یک - کوتل گودا

کله در صد و اناد - در پی اناد انگیزی.

و شرارت می کنند همه را به سکوت و مدارا می گذرانند شما تصور بفرمایید حالا
آخر سال است سفرها نصف مالیات را نه پرداخته اند هر روز شرارت و
سرک و چوب پنج جا می رسد.

شاه قلی میرزا - چه فائده آنکه در نظم و نسق عدیل ندایم در طهران میخواهیم
و پدر تو با آن بی عرضگی حکمران کرانشان می شود داد بیداد چه دنیای
سفله پستی لاف بر تو.

ایرج میرزا - خان عمو جان انقدر شد خوب شد که مرکز تشریف آوردیم
من از قصه دق کش شده بودم حالا می رسم منزل شما درست
ملاحظه بفرمایید ببینید می شود که عمارت را و صنایع و زندگی یک نفر کلان
پدر سوخته از جمیع جهات بیشتر و بهتر از ادنیای حاکم ولایت باشد همین
یک فقره عمارت خالی کلانتر را مشاء بفرمایند آن وقت بفرمایند بفرمایند
چه می کشم.

شاه قلی میرزا - روی زین بلند شدند بروی می نشیند و کلاه را کج می گذارد و
پیش و پس می کشد آه آه آه ادن ادن ادن

شاه بی عرضگی - به نیافتی

شاه دق کش شده بودم - بیمار ہو گیا تھا - سخت تکلیف میں تھا
شاه یکوری - ایک پاؤں رکاب سے نکال کر دوسری طرف رکھ لینا

ایرج میرزا شرط باشد یک ماه حکومت این جا را بیاورند اگر اطفال
در گورده از ترس ما بخواب رفتند هر چه می خواهیم بمن بگو حاکم ترس و ملاحظه
از رعیت یعنی چه آخر ہیں کہ دو نفر گوش دماغ کردی سه چهار نفر مثل گوش
سربیدی دیگر چه شرارت باقی می ماند اینها چه چیز است۔
(بتغیر عام می پرسد)

ایا میر غضب همراه است۔

ایرج میرزا۔ خان عوجان تصدقت برم فراش و میر غضب هر چه بفرمایند
حاضر است این قدر هست کہ پدر من میداند حکومت سنقر و کلیانی بموجب
فرمان شاه مال من است پیش کش می کنم بسرکار هر چه مصلحت میدانند
بفرمایند افلا مالیات من وصول می شود از دست انحرار چند سکه آسوده
پے عیش خود میروم۔

شاه قلی میرزا۔ خیر تو آسوده باش در این سفر من درس بپذیر تو و رعیت بهم
تا دنیا هست حاکم و رعیت تکلیف خود شانرا بدانند و یاد بگیرند حاکم کیست و
حکومت چه۔

له گوش دماغ کردی۔ ناک کان کاٹ لئے۔

له میر غضب۔ جلاد

ایرج میرزا (از اسب پیادہ می شود میاید دوست شاه قلی میرزا را میبوسد)
 نقدی سرکار خان عوہیں طرہ است کہ می فرمایند۔ سنقر و کلیائی ہمہ
 پیش کش خاکپائے سرکار بلکہ انشا اللہ امسال در ظل تہبیت سرکار نواب
 والا بصیرتی از برائے این خانہ زاد حاصل شود و عموم آبادانی آسودہ بشوند۔
 (در کفر خفی شہر سرسوار پیدا دنیاں کلانتر و کہ خدا مہر ضا بار دلیست نفر سوار
 رسیدہ از دو طرف صف کشیدہ می شود تا شاہ نژادہ میرسد۔)

ایرج میرزا (پیش می آید و مہر فی نمایا)
 خان عوہیں کلانتر و آن یکے کہ خدا مہر ضا است پیشوار آمدہ اند۔
 شاہ قلی میرزا - احوال خوبست کلانتر شاہ نژادہ ایرج میرزا تعریف و توصیف
 شمارا در راہ زیاد کردہ است انشا را اللہ ما نیز التفاتہا خواہیم فرمود بشرطیکہ
 خدمات دیوانی بصدر انجام یسد۔

کلانتر و کہ خدا مہر ضا ہر دو با ہم - خداوند سایہ سرکار نواب والا
 را از سر این خطہ کہ نہ گرداند و بر غفلت و شوکت و اقبال بیفزاید۔
 (تذکرہ بہ آبادی نمایا از دو طرف راہ صف کشیدہ سراز اسلام آباد
 کردہ و رعیت با قربانی گوشت و دغا و شتا گویان در کمال شکوہ و جلال

لہ پیشواز آمدہ اند۔ پیشوائی کے لئے آئے ہیں۔

شاہزادہ را داخل عمارت می کنند۔

فرداے آن روز شاہ قلی میرزا در بالای تالار هفت درمی در دوسے مسند
 زنگاری نشسته لالهے دیوار کوب شمع کا فوری ندہ و چل چڑھاے بیت ششہ
 آویخته نیمکتنامی محل و صندوقہای ایرانہ گذاشته مرزا با در خیابان وسط دیوانخانہ
 نظام بسته بزرگان و اعیان ولایت اندھین و یار عرض صف کشیده ایرج میرزا
 نزدیک بہ اسی تالار در پائین ایستاده است اوضاع سلام است۔
 ایرج میرزا ہر وقت بگوشہ چشم بگلانتر و کدخدا عرضانگاہ می کند۔ اشارہ می گوید
 کار بجائے خوب رسیدہ است۔

شاہ قلی میرزا (خطاب ایرج میرزا)

ایرج میرزا اوضاع این ولایت بہ نظر منظم نیاید بوسے سترارت
 و اضافہ اینجا بدماغ می رسد این فقرہ با بالی سنقر پوشیدہ نماز کہ مثل
 شاہ مراد میرزا ما از تقصیرات این مفسدین اغماض نخواہیم داشت و سکونت
 نخواہیم کرد بلکہ یک تفسیر را دو تفسیر نخواہیم نمود بی نظمی در ولایت یعنی چه
 ما قانوننا در باب نظم ولایت می نویسیم و اجراء آنرا از گلانتر می خواہیم

لہ لالهے دیوار کوب۔ دیوان پر نگاہ کے شمع دان

لہ ارسی۔ کھلی ہوئی کھڑکی

لہ زنگاری۔ نیلے رنگ کی

لہ نیمکت۔ کورچ۔ سوفا

والا آدم کشتی اشکال ندارد و ثانیاً کلانتر این را ہم بیانہ کہ تا وہ روز
 ایات اسال تا دینار آخر بلا حرف باید وصول شود تمام و کمال بدون
 نقص و نقصان عذر سے معنی پذیریم البتہ حکما می گیریم۔
 کلانتر و کہ خدا محرمنا (ہر دو بہ آواز بلند می گویند)
 انشاء اللہ تعالیٰ در کمال عبودیت و بندگی اطاعت خواہد شد۔

(سلام می شکند و شاہ قلی میرزا پامی شود)

نامور خان و شریف آقا (ہر دو در خلوت بیچند خدمت ایرج میرزا)
 قربان جب بازی بسر آوروں این مرد کہ واقعا سنیہ است الجکار میکنی راستی
 راستی فرمان قتل لہذا آورده است۔

ایرج میرزا۔ بابا! رفتا بیچ گومید سبز خوب آوردمش۔
 نامور خان و شریف آقا۔ سفایت تماشا کنید این بابا باد کرده است کہ
 عمارت شامی مال کلانتر است خوب اگر چه این جا را ندیدہ است آخر
 عقل میرزا چہیاست کہ رعیت این طر عمارت شامیہ وارد ہمیں خیالہا
 در رعیت ہر سولگی بنید نقش منٹش بہ بہ بابا
 ایرج میرزا۔ اے بابا نقش منٹش چہ چیز است مگر شامیہ ہستید بگذاہید چند

لہذا۔ میکنی خیال کرتے ہو

روزی شانزده بآن دماغ و ما باین خیالها خوش باشیم چه عیب دارد۔

(صدای کند پچھائیے شیفیع بیگ را میآورد)

شیفیع بیگ - دہم کناں داخل می شو و سر فرود میآورد)

قرآن بہ اوضاعی پیش کشیدہ اید بخدا دور نیست این مرد آدم طناب
بیدارد این قدر ہم آدم سفید می شود۔

ایرج میرزا - شیفیع بیگ آں موقع کہ من منتظر بودم رسیدہ است حالا
دیگر اول بازیست کاریکہ از شما میخواہم این است می روی خدمت خانہ
صحبت متفرقہ میداری و در این بین ہا گفتگو سے عیش و عشرت و آوازہ
و رقص سوز ماہنا را تقریباً بکن طرے باشد کہ خاں عمومیل کہند
یک شب مشغول عیش و تماشا سے رقص سوز مانی ہا را بکند ہمیں کہ کار
بایجا کشید بگو ایرج میرزا طادوس نام رقیقہ دارد کہ در رقص و آوازہ عدیل
نراد و خانہ و وساطت توادر را حکماً از من بخواہد بعد از آن تو کار نداشته
باش و تماشا کن۔

شیفیع بیگ - (مری تکان می دہد خندہ کنان)

نشار اللہ دماغ دارید شانزده جان این پیر مرد سوز مانی می خواہد

چه کند - ایرج میرزا - بدو خام شد این همه اوضاع از برای این روی کار آمده است که بجنیدیم -

دشمن بیگ برین میاید کیسر میرود خدمت شاه قلی میرزا سرفرو میاورد ()
 شاه قلی میرزا - با دشمن بیگ بجای بودی در شهر چه خبر است مردم از آمدن
 با چه می گویند تازه گفته چه هست ؟

دشمن بیگ - قربان مردم را می فرمایند از نظم سرکار دالا و از فرمایشات
 که شنیدند چنان تزلزل دارند که گویا این با از اول حاکم ندیده بودند و این
 اولش است نفس نمی کشند از ترس -

شاه قلی میرزا - ا ا ا ا ا هنوز چه دیده اند من می گذارم این کلانتر فلان
 فلان شده با این دماغ باشد تو بین آقای تو که شایسته است و حاکم
 بقدر یک کلانتر اوضاع دارد ؟ این عمارت باید مال حاکم ولایت باشد نه
 از کلانتر پس این با همه از سستی و بیجالی آقا س تو است -

دشمن بیگ - قربان بسم مبارک سرکار درست می فرمایند ما شایسته انگار
 سی سال است اینجا را می شناسند این کلانتر که به نظر شریف می رسد
 سال شش هزار تو بان فقط از سوز ماینها می گردد تا چه رسد ب دیگران
 البته از داخل با س دیگر و غواص و شکار و شلاق و قتل می هزار توان

زود بند دارد آدم به این طور صاحب اوضاع می شود و الا از کجا جمع می کند.

شاه قلی میرزا - ای راستی از سوز ماینها بگو چه طورند آدم قابل در میان ایشان هست که در نظر ما پسندیده آید.

شیفیع بیگ - زبان سوز ماینها ای ولایت را هیچ جاندارو تقریر نیست باید دید اگر یک شب به نظر مبارک برسند معلوم خواهد شد.
شاه قلی میرزا - بنی تدیت که ما عاری از کار هستیم و مشغول عیش نه شده ایم شبی را مشغول باشیم گویا عیب ندارد.

شیفیع بیگ - خیر چه عیب دارد دنیا محل خوش گذرانی است همه عمر را با حکومت و زحمت مردم نمی توان گذرانید گویا به فراغت و عشرت هم لازم است اما بشرطیکه بفرمایند شاهزاده ایرج میرزا طاووس رفیق خود شرکه بسیار دوست دارد و عیب می زند و خوب می خواند و خوب می رقصد بیاد دارد اگر مشکل است.

شاه قلی میرزا - یعنی طاووس این قدر قابل است.
شیفیع بیگ - طاووس حقیقتا طاووس قیاست است مگر زن باین خوشگلی

در حرکت و رقص و ادا می شود و هزار نفر عاشق سرگشته دارد در این دلاکت
شاه قلی میرزا - پس واجب شد دیدنش همین الان برو پیش ایرج میرزا
بگو شاهزاده فردا شب مخصوصاً همان شام است سوز ماینها را خبر بدهند
بیایند مخصوص طاووس هم بایه باشد عذر نمی پذیریم -

شفیع بیگ - (به تعجیل بیرون میآید خوش حال می رود نزد ایرج میرزا)
قربان کار درست شده سرکار خانم دوست شوق کرده حکماً فردا
شب طاووس را می خواهد -

ایرج میرزا - (بنامی کند پسته زدن و در جتن)

حالا خوب شد حالا خوب شد شفیع بیگ زودتر بفرست یارو را
خبر کنند نامور خان و شریف آقا را هم مژده بده بگو حاضر باشند برائے خنده -
(پرده انداخته می شود)

له درست شوق کرو - اپنے کام کو پورا کرنا

له پسته زدن و در جتن - تلابندی کھانا - کونا - آھلنا

له یارو ہا - تمامہ کے ساتھی

مجلس سوم

شب عیش شاه قلی میرزا ہفت ہشت نفر از ممتازان سوزمانی با
 طاووس حاضر شدہ مجلس عشرت برپا می شود سوزمانی با بالہا سہائے
 مقطع و قشنگ و طاووس مست و چترزده با ارباب طرب زنده و خوانندہ
 صفت کشیدہ بساط شراب گسترده ایرج میرزا با سہ ذریع فاصلہ بشاہ قلی میرزا
 حیم قرار دادہ نشسته اند اساقۃ بساقی پیالہ در دوران
 ساقی از بادہ ازیں دست بجام اندازد
 عارفان را ہمہ در شرب مدام اندازد

کم کم بزم عیش گرم و شاہ قلی میرزا از دیدن طاووس ہوش از سرش
 رفتہ پیے در پیے پیالہ می خواہد و تعجیل دارد کہ ایرج میرزا برود بزم خلوت
 و طاووس را در کنار بگیرد۔

ایرج میرزا۔ (دقتیکہ شاہ قلی میرزا سرگرم بادہ بود خود را بہ پہلوی طاووس رسانیدہ

می گوید)

همین که مجلس خلوت شد شاهزاده را درست لخت بکن همین که خواست دست بکار بشود سه دفعه قائم سرفه بکن هر وقت از حیاط صدا بلند شد چراغها را خاموش کن و خود را بیند از بیرون در رو-

شاه قلی میرزا - بچا شب گذشته یک قلیان هم بیاورید بکشیم و بخوابیم - ایرج میرزا - (اشاره به پیش خدمت می کند که قلیان چرس چاق کند) بچه قربان قلیان میل بفرمایید بندگان هم مرخص بشوند - شاه قلی میرزا - (نسیب پر زور بقلیان زده قلیان را می برند)

ایرج میرزا - (دبری خیزد)

هنذا حافظ شما مرخص می شوم -

(دربار آمده نامور خان و شریف آقا را حاضر کرده دستور العمل میدهد همان طور در میان حیاط منظر دقت است)

شاه قلی میرزا بطا و دوس - برنیز با سهای مرا بکن

طا و دوس - بچشم

(دبری خیزد و پیش رویش زمره کنای پارا برمی دارد و با رقص آهسته رخت های

درست لخت بکن - باطل بنه کردینا - قائم سرفه بکن - درست کمانس لوله یوش آیت

شاہزادہ را یکے یکے می کند دیکھ دفعہ تہنای شاہزادہ را از پیش کنده و میا ندارد دور
 شاہزادہ را بفل کرده میآورد توی رخت خواب ہیں کہ خواب والا شق فرمود می خواب
 قلہ را بگیرد طاووس سہ دفعہ سرفہ بندی کند نگاہ با شامہ ایرج میرزا از توی حیاط سی
 چل تیر تفنگ خالی می شود و از بالاس پشت بام خواب گاہ شاہزادہ پانزدہ نفر چوہا
 گفت در دست بزین می زند و پا بزین می کو بند از این طرت بآں طرف بام می دوند
 صدای آبی دزد آبی دزد بلند و طرپ طرپ صدای چپہ توی خلوت کہ ورود و دیوار
 بہ لرزہ در میآید طاووس جلسہ برخواستہ چرخ را ناخوش می کند تہنای شاہزادہ
 را برمی دارد و در می رود شاہزادہ دلاور از ترس انداختہ و غش می کند

ایرج میرزا - (چراغ بدست میآید)

ای پدر سوخته با چه خبر است چه معرکہ است -

(شاہ قلی میرزای عاشق یار از دست در رفتہ از ترس صدا افتادہ رخت خواب مرد

مردان غش فرمودہ اند ایرج میرزا سر شاہزادہ را بدی ناخوش گداشته شمع بیگ
 مشغول مالیدن بدن شاہزادہ است آں قدری مالند کہ بحال میآید و چشم باز می کند)

لہ تہنای - پانجامہ

لہ گفت - موٹی

لہ طرپ طرپ - تر تر - زور کی آواز

ایرج میرزا بشفع بیگ - آخو این چه صدا بود چه شده است باید فهمید -
 شفع بیگ - خیر قربان نقلی نبوده است من تحقیق کردم و قلیک سدرکار،
 تشریف بردید به قراولها می سپارید که در خلوت را بسته درست متوجه باشند
 دزومی دغلی مبادا در آدل ورود شاهزاده و چنین شبی اتفاقی بنفید از قضا
 قراول بهین خیال خوابش می برد و متغش می شوند چشمش را باز می کنند
 یک سفیدی می بیند سنگ سفیدی از دیوان خانه می آید و میرود با نظر فنا
 چون قراول خواب آلود بوده بخیالش آدم است یا دزد است این بود که
 چنین شده است -

(باین حرفها شاه قلی میرزا بهمال می آید)

ایرج میرزا - خان عمر چون امشب از اینجا صدائی بلند شده است
 فدا انشاء الله سلام نشسته یک قدری مردم را برسانید -

شاه قلی میرزا - بلی بلی یک همچو چیزی ضروری است

ایرج میرزا - جا هم دارد این پدر سوخت که خدا عمرنا با کلماتر بد شده
 است در ایصال مالیات اخلال می کند -

شاه قلی میرزا - بلی وقت است باید پدر این دو نفر را در آورد شفع بیگ

له سلام نشسته - در بار من بیستم کرد -

صبح زود که خدا ممرضا را حاضر کن-

دشمنزاده صبح در دم ادسی تالار نشسته است یک دفعه که خدا ممرضا از دور
پیدای شود شاهزاده بعدای بند (

ای حاضراده سفد از این کار با دست بردار و آلا بجان ایرج سرت

رامی برم-

که خدا ممرضا - خیر قربان بسر مبارک ... بنده ... آخر ... خلوت عرض میکنم
شاه قلی میرزا - اینجا ... تاسن ... تورا ..

(ایرج میرزا برمی خیزد برو که مردم پرگنده شوند)

که خدا ممرضا را بگویند بیاید-

(که خدا ممرضا می آید)

عرض کن چه می گوئی-

که خدا ممرضا - قربانت شوم من نوکری کرده ام چنین نیست که من از
این رسومات بی اطلاع بوده باشم اما چه کنم تقصیر سرکار ایرج میرزا است
که از اول باین کلمات علییه باعلیه روداده است حالا باد هم اعتنائی نمی کند
ایا ترا بن وا گذارید بفرمایید چهار صد تومان بسرکار نواب والا پیش کش

له علیه باعلیه سے مروی ہے اس پر لعنت ہو۔

می دهم صد تومان بایرج میرزا پنجاه تومان شیفع بیگ نوشته میدهم تا بیست روز دیگر دیناری از مالیات نماند.

شاه قلی میرزا - برادر نوشته شش صد تومان باسم من بنویس بده بیست روز زیاد است تا پانزده روز باید برسانی البته بدون خلاف -

(که خدا مرضا قلم می دارد نوشته شش صد تومان باسم شاه قلی میرزا می نویسد و هر می کند میدهد شاهزاده نوشته را می گیرد و ضبط می کند.)

این کلمات بسیار آدم بد ذاتی بوده است -

شیفع بیگ - بی بی هم طور است که می فرماید نظر سرکار والاکیما است خوب می شناسد آدم را الضافا که خدا مرضا آدم است چه دخل دارد -

شاه قلی میرزا - هاں آقا شیفع دیدی دنیا چه خبر است برو به آفات بگو مردم این قسم حکومت می کنند نه مثل شما یاد بگیرید -

(کلمات این خبر را شنیده فرومایه خدمت شاه قلی میرزا همین که از دور نمایان می شود)

شاه قلی میرزا - (خطاب بمحضرین)

حضرات شما کلمات رکاو گذار منقر و کلیانی را ملاحظه بکنید سواست تعلقب و اضاف و خیانت بدیوان خیالے ندارد و آخر خود را بکشتن خواهد داد خدا بکند در دست ما اتفاق نیفتد -

کلاتر- قربان بخدا سرکار را مشتبّه کرده اند من دشمن دارم در کار دیوانی من
اخلال می کنند این که خدا ممرضا عین دادم ... چه عرض ... تا-

(شاه قلی میرزا پامی شود قدری راه می رود که مردم پراکنده و خلوت بشود
کلاتر پیش می آید و عرض می کند)

قربانت شوم بفرمایید شفیع بیگ هم حاضر بشود آنهم عرایض خانه زانو
را به شنود-

شاه قلی میرزا- عیب ندارد شفیع بیگ را صدا کنید-

(شفیع بیگ می آید)

کلاتر- آقا شفیع بیگ شما خوب از وضع امورات این ولایت اطلاع دارید
بنک سرکار شاهزاده آیامی شود که مثل ممرضا آدمی بیادند با من هم چشم قرار
بدهند من کسی هستم که مالیات دو ساله را از جیب خود می توانم بدهم و
بکسی محتاج نباشم اما ممرضا

شفیع بیگ- خیر من بارها در خیرخواهی عرض کرده ام شما کجا ممرضا کجا
آنهم داخل آدمها شد-

کلاتر بشاهزاده- قربانت شوم مختصر این خانه زانو را به ممرضا نفروشید

هزار تومان بسرکار دولیت تو مان بایرج میرزا صد تومان هم شفیع بیگ

بیش کش میدهم و پنج روزه هم می رسانم بشرطیکه تا آخر ماه دیناری از مالیات

بزیں ناند ما کہ خدا ممرضاً لازم نذایم۔

(شفیع بیگ نودو بشا زادہ اشارہ می کند کہ قبول کن)

شاه قلی میرزا۔ بسیار خوب بسیار خوب نوشتہ ات را بنویس و ہر کن
بار و اح پدرم اگر از حرفت برنگشتی و خلافت نہ کردی ہرگز بی التفاتی در حق
تو نخواہد شد سہل است کہ خلعت نایب الحکومتی خواہی پوشید از لیاقت
ایرج میرزا ہم چشم آب منی خورد و برود و در فکر تنخواہ باش وجہ لازم دایم۔
کلانتر۔ (خود بخود پوشی می گوید : ارادہ آقا با جیت نہ کیہ را قایم بدوز۔)
بلی قربان چشم۔

(سرفرو میآورد و بیرون می آید)

(پروہ انداختہ می شود)

مجلس چہارم

کلانتر دہ روز دیگر خود را بشا زادہ نشان منی دہد شاہ قلی میرزا از
کج خلقی بہو اسے پول از حالت طبعی بیرون میرود ایرج میرزا و شفیع بیگ
را احضار می کند۔

شاه قلی میرزا - اناظران نیادیم که این کلانتر رو باه صفت مارا ریشند
 نماید پدرم فردا ناختمانیشرا می گیرم زیر چوب می کشمش -
 (حکم میدهد فردا سرباز با همه حاضر بشوند و در قوی دیوان خانه صفت بکشند،
 فراس و میر غصب آماده و منتظر حکم جدید بشوند)

(فردا همه در دیوانخانه حاضر شده شاه قلی میرزا حکم می کند: یکیک برو و کلانتر قزاق
 را بکشد بیاورد، فراس رفته کلانتر را برداشته در راه است می آورد)
 (از آن طرف نیز دولت سی صد نفر از الواط و پاچه و مالیده ولایت چرب
 و چاق و شمشیر و تفنگ و قلعه برداشته با شاره ابرج میرزا پیش از کلانتری آیند
 و مردم دیوانخانه گوشه ای میایستند)

پس که کلانتر از دور سپید می شود
 شاه قلی میرزا - (دور از راست می نشیند دست بریش و سیل می کشد)
 ای کلانتر پدر سوخته کار بجای رسیده است که نواب مارا مثل تو حاضراده
 تخرمی نماید فراس چوب بیاورید و کلانتر را ببنید -
 (فرزانش کلانتر را انداخته پایایش را بفنگ می گذارند دوسه چوب بدروغی

له الواط و پاچه و مالیده - بدساش او باش لوگ
 له چاق - لاسی
 تله تله - دود داری تلوار

بچوب فلک می زند یا نمی زند که سی صد نفر الواط مرزور دست بچوب و چاق و
شمشیر و پانچ می ریزند تو می حیا فرشته و الواط می ریزند هم و هر وقت تیر تفنگ
خالی می شود یک دو نفر می افتند و سه هم زمین صدای بگیر با بگیر کلانتر در میان
این ها به کبش می کش میزنند فرشان و سر باز همه را از هم داغون می کنند
و دست شمشیر می آیند و شاه قلی میرزا : زن قحط خونت زیاد می کرد آدمی اینجا
این قسم با مردم حکومت می کنی -

ایرج میرزا و شیخ بیگ بلدی شاهزاده را برده در آن طرف کفش کن تالار
در میان خلا انداخته در خلا را می بندند و قتل می زنند میایستند دم در خلا که شاهزاده
را محافظت نمایند. الواط با شماره ایرج میرزا هجوم آورده بطرف خلا و فریاد می کنند
که این ریش در از کجا است الا باید که تکه اشش که در چین داغود می کنند
که یعنی نمی داند شاه قلی میرزا کجا است. ای با چوب و گد می زنند در خلا و تفنگ
خالی می کنند بر خلا به کجا رفت به کبشید به پیدا کنید کیو لوله و غوغا
در میان دیوان خانه است که زمین زان بلرزه است

شاه قلی میرزا - در تو می خلا از هول جان گاه ریش می کد نگاه نظر میکند و گاه
بپوشش میشود در این بین باز الواط هجوم آورده و مردم خلا ^{تله} ایرج میرزا را میگیرند
به داغون - قشتر

تله خنجر - گریبان

که شاهزاده را گریز اندی یا او را بده یا عوض او ترا می کشیم شاه قلی میرزا از سوراخ در نگاه می کند ببینان حال

ایرج قربانت شوم امان است بچه هایم یتیم می ماند.

ایرج میرزا - بابا مردم انصاف بدید من چه تقصیر دارم بمن چه شاهزاده در رفت من چه خبر دارم -

ایرج میرزا بالواط - بابا جانم آدم بگیرد و قدری حمله کنی شما که این پیچاره را خواهید کشت امروز نباشد فردا باشد.

دشاده می کند الواط بهمان جهت که شاهزاده همه می روند بآن حیاط دیگر فریاد کنان که باید پیدایش کرد -

شیخ بیگ و ایرج میرزا اندو در خلا را باز کرد و شاه قلی میرزا را گرفت برین می کشند

زود باش بیا جایت را عوض کنیم زود تند بود ایوا می خانه ام خرابه حالا می آیند -

شاه قلی میرزا (پادشاه می بچیدیم و می یافت و برین خیزد و می گوید)
منی توانم راه بدیم پادشاه را از حرکت افتاده است آشفته و خسته

شاش وایم زود باش مارا بجائی برسان-

شفیع بیگ (زود شاهزاده را بطیله می رساند و با ایرج میرزا بازوی نواب
اشرف والا را گرفته بلند می کنند و می گذارند توی آخور پالانی بردیش می گذارند-)

شاهزاده جان و خیم فست در نیاید که همه بکشتن خواهیم رفت-

شاه قلی میرزا- چشم شفیع جان چشم-

دانشاده ایرج میرزا سر باز و فرارش مخلوط بهم باز هجوم می آورند بطرف طایله یک داد
میکند یک فحش می دهد نواب والا از زیر پالان توی آخور که یک از الواط یک تیر تفنگ
خالی می کند بطیله که یک دهنه ده دوازده اسب از صدای تفنگ هراسان شده
افسار باردار کرده میافتد بهم یک دیگر را لگد میزنند صدای کف از آن طرف
هم متر و قاطع چیا چاروب و پارد بست می ریزند توی طایله این اسب را به زن
آن اسب را زن های هوی و قیل و قال و معرکه گاهی عدا پارد را بدو آخور و روی
پالان میزنند شاه قلی میرزا مجدداً از این ولها در توی آخور غش می نمایند)

شفیع بیگ (بجالت شاهزاده ترحم آورده میدود پیش ایرج میرزا)

قربات شوخی بس است دیگر مرد که مرد-

ایرج میرزا- شریف آقا را صدای کند-

(شریف آقا میاید خذه کنان)

خوب بلائی بسرایس بچاره آوردید بس است حالا دیگر دست بسرکنیم
برود و کلکش کنده بشود.

(ایرج میرزا دشتیغ بیگ ذواب دالا را از طویل بیرون میآورد هر یک از یکطرف
بازویش را گرفته می نشاند قوی تالار:)

شریف آقا (یعنی که خدا عمرضا)

قربان احمد شاه قدری تشویش کتر شد پافصد نفر تشنگدار از دهات رسیدند
گذاشتم در دم در و الواط هم اگر چه قدری کتر شده است اما پدر سوخته
سخت ایستاده اند هیچ ترس و ابمبه ندارند.

(در این هنگام دوسه نفر از آدمهای شریف آقا سر و صورت خون می دوند میآیند
پیش ایرج میرزا قربان خلعت و انعام را را القات میکنند الواط زور آورده بودند که بیامند.

تو زویم سه نفر از غولهای کلانتر را کشتم و خدمت کردم)
ایرج میرزا - (در کمال وحشت و دوستی بنا می زند می گوید)

ایوای دیدید چه طور خانام خراب شد حالا دیگر جمیع اقربا دکان کلانتر
یقیناً بنحو خواهی خواهند آمد و مارا خواهند کشت ای داد بیدار اینک بدتر

له سرو صورت خون - سر و چهره خون آلود -

شد سلامت خدمت نہ کنیگر۔

شاہ قلی میرزا (مجدد) باز بدنش مرقش شدہ چشمہائیں کج شدہ بیہوش بشود

باز چند نفر شاہزادہ را مالیدہ بحال می آورند

ایرج میرزا بشریف آقا - شریف آقا وقت خدمت است تدبیری بکن

مارا ازیں ورطہ خلاصی بدہ۔

شریف آقا - بی دیگر جای ایستادن نیست آنچه بقل من می رسد این
است کہ دو دست چادر چاتخوڑ زنانه بیاورند سرکار نواب دالا با یک نفر

از لوکرہا می پوشند ازیں در پشت خلوت نزدیک ببدنہ قلمہ کسی آنجا ہا
نیت می روند بیرون شہر ببد شفیج بیگ اسباب و اوضاع و آدمہای شاہزادہ
برمیدار دی روند می رسند بشاہزادہ دیاس ترتیب شاہزادہ از ایں میان

بیرون می رود۔

شاہ قلی میرزا - بہ بہ بارک اللہ ہزار آفرین تدبیر از ایں بہتر نمی شود

۱۵ چادر۔ برقعہ کا وہ حصہ جو سر و جسم پر ڈالا جاتا ہے۔

۱۶ چاتخوڑ۔ برقعہ کا دوسرا ٹکڑا جو پا جامہ کے طور پر پہن لیا جاتا ہے۔

۱۷ بدنہ۔ دیوار۔

۱۸ اوضاع۔ اسباب۔

انشار الشریعہ چکہ اسبابہا بمن رسید سوار می شوم میرانم یکسر بقصر
 شیریں چند روز در آنجا هستم تا قدری خرجی بمن برسانند۔
 (ہمیں تدبیرات شاہزادہ را بیرون می کنند از این درطہ خلاص می شود ،
 بچاہ جانی بدر می رود و می رود)



انتخاب از دوستداران بشر

سر سید احمد خاں

اولین قاید سیاسی و نوع خواه ہندوستان

فاضل شہید، پروفیسر و دانشمند، تحریر۔ اولین قائد سیاسی ہندوستان۔ مائے افتخار مسلمانان
جناب سر سید احمد خان بے شبہ اعظم سیاستوں مسلمان در قرن نوزدہم میلاد
وے بود۔ این وجود محترم متجاوز از پنجاه سال زمام جہام سیاسی مسلمانان
ہندوستان را بکف کفایت و ید و یرایت خود گرفته کا ہے سمت معلم و

مے تحریر۔ بڑا عالم

مے سیاستوں۔ سیاست داں۔

مرتب آئینہ را حائز وزانے دیگر مباشر ارتقار آناں بود و قوائے عقلانی
 فوق العادت خود را در حصول ترقی آناں مصروف می فرمود۔ کثرت ذکاوت
 و باہ و فرط بلاغت و فصاحت قوت فکر و رایے وحدت ذہن و بی باصفات
 حمیدہ و ملکات عالیہ آتش کہ خصائص نطقیہ و مصلح و مصنف و فیلسوف
 و قاید سیاسی را در اں یگانہ وجود مفہم مجتمع ساختہ بود۔ ندرتاً در مورد اشخاص
 دیگر مشہود می شد۔ سید احمد بتاريخ ماہ اپریل ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۳ھ
 در دارالسلطنت دہلی متولد گردید و شرف سیادت را از طرف پدر و مادر و
 ہردو و ارا بود و از طرف پدر نسب او تا درجہ سی و ششم بحضرت خاص
 آل عبا ابی عبداللہ اکھین علیہ السلام می رسد و چون خاندانہ ہائے شرف
 سیادت از نظام و تعدیات بنی امیہ بتنگ آمدہ و باطراف پراگندہ شدہ
 بودند اسلاف این سید عالی مقامہ نیز بایران ہاجرت و اولاد در خان
 اقامت دسپس در ہمدان و ہرات سکونت کردند و در عہد سلطنت شاہ جہان
 امپراطور مغول ^۱اعضائے آل خاندانہ ہندوستان آمدہ و از طرف آن
 شاہنشاہ والا جاہ بجلال ^۲امور منصوب و مامور گردیدند و سید ہمدی کہ
 ۱۔ دہار۔ دانش عقل ۲۔ نطق۔ مقرر۔ کچر۔

۳۔ امپراطور مغول۔ منغل امپری۔ شاہنشاہ مغلیہ
 ۴۔ جلائل۔ حلیہ کی جمع۔ بڑے بزرگ۔

چند او بود بلقب جلیل نواب جواد الدوله مفتخر و مباحی آمد میر تقی پدر
 سید دارائے خیالات عالیہ بود و از امور دولتی کناره جسته و حتی
 از تقلید صدارت ہم کہ باو تکلیف کردند امتناع نمود - مادر سید احمد سماء
 عزیز النساء بیگم صبیہ یک از وزرائے عظام بود کہ با اتفاق آراء عموم بر
 تمام فضلاء و دانشندان عصر خود برتری و تفوق داشت و مشار الیہا در
 تربیت سید خیلے بذل مراقبت و موافقت فرمود و در سایہ حضانت او
 سید را تربیت کامل حاصل شد - و فقیہ سید ہنوز در اواخر شباب
 بود پدرش ازیں جان فانی بہار باقی انتقال یافتہ و تربیت اولاد و
 نگاہداری ایشان بر عہدہ آں محذره وارد آمد در آں زمان انقراض
 سیاسی و مذہبی کہ بعالم اسلامی دوچار شدہ بود با فاسد اخلاقی و
 اجتماعی توأم شدہ خرافات و جهالت بر قلوب مسلمین طاری و ہرگونہ
 بجزردی و حماقت میان آنہا ساری گشت و آثار باقیہ تمدن بکمال سرعت
 ردی بخوابی نہاد در دہلی و لکھنؤ مدرسہ کہ بتوان ازاں استفادہ نمود
 موجود نبود و لے از حسن اتفاق مادر سید یکے ازاں خواتین عالمہ شرق
 بود کہ با وجودیکہ بطرز اروپائی تعلیم نیافتہ اما عارف بچندین لغت بود و از
 شعر نیز خبرتے تمام داشت و سگفت آنکہ معزی الیہا از بعضی خرافات جاہلہ

لہ حضات - پرورش -

سالم ماندہ بود و در حجر تربیتش جناب سید ترقی کردہ از موہومات مضمرہ کہ موجب افتاء ہیئت جامعہ شدہ بود عاری و بری گردید۔
 سید احمد در لغت عربی و فارسی و علم الہی و فقہ داریج کیے از اولین افاضل عصر خود بود و در سن پچہدہ سالگی تحصیلات خود را متروک داشتہ و در ادارہٴ کپانی ہند شرقی داخل شد و در بہترین محافل دہلی دارائے مقامے عالی بود و غالباً بمصاحبت شعراء بزرگ آل عصر یعنی صہبا و غالب آزر دہ می گذرانید بعد از چند سہ بہ نیابت منشی اول حکمران آگرہ معین شد و پس از اس امتحانی کہ برائے قضاوت در امور جزئیہ لازم بود دادہ و بدان رتبہ کہ در انجا منصف می نامند نایل گشت و از ۱۲۸۲ھ تا ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۶۲ھ - ۱۲۶۱ھ ہجری بمست مفتی دہلی معین شد و در آنجا کتاب مشہور خود را موسوم بہ آثار صنادید در باب آثار عتیقہ و حفاریات و بقایائے قدیمہ آنجا نوشتہ و اس کتاب بہترین تجدیدیت کہ در این موضوع مرقوم شدہ و دانشمندان اروپا قدر قیمت آن را دانستہ و در وقتیکہ تاریخ دہلی را می نوشتند غالباً از مندرجاتش استفادہ میکردند۔ نسخہ از نسخہ ہجری۔ گو۔

نسخہ کپانی ہند شرقی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی۔

نسخہ حفاریات۔ زمین سے کھود کر نکالی ہوئی چیزیں۔ Excavations

آں را پیشکار مالیہ دہلی بہ انجمن آسیائی ہالوائی تقدیم کردہ وساعی شد
کہ آں را انگلیسی ترجمہ نماید ولے از عمدہ تکمیلش برنیاد۔

۱۸۶۱ء اشاعہ داد و ایں ترجمہ توجہ انجمن مزبور را بطرف مؤلف معطوف
داشت و محض اینکه از خدمات تاریخی انظار اتمان کنند اورا عضو افتخاری
آں انجمن ساختند۔ در ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ ہجری ویرا بقضات بجنور
تعیین کردند و در آنجا فرصتہ بہت آودہ کتاب آئین اکبری را تصحیح
کرد و در اں ثقل خیلے توجہ بکار برد۔ در ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۲ھ ہجری کہ
در بجنور بود بلوائے عام ہند رخ نمود و در آں واقعہ نیز کمال فطانت و
دراست از و مشہور گردیدہ نفوس بیارے از رجال و سنوان انگلیس
را رملی دادہ و بعد ازاں کہ انگلیسان در مجازات بلوائیان اقدام
کردند بے خانوادہ ہائے بیگناہ را کہ بہ تہمت بغاوت می خواستند برباد
دہند از وساطت سید احمد خاں بسلامت ماندند۔ بالآخرہ حکمران بجنور

۱۸۵۵ء انجمن آسیائی ہالوائی۔ رائس الیشیامک سوسائٹی۔ ۱۸۵۵ء مستشرق۔ اہر علوم داطولہ
شرق۔ عربا و یورپ کے اس عالم کو کہتے ہیں جو مشرقی معاملات سے دلچسپی رکھنے کے علاوہ مشرق کے
کے حالات و علوم سے باخبر ہو۔ انگریزی میں اورینٹلسٹ کہتے ہیں۔

۱۸۵۵ء عضو افتخاری۔ انگریزی نمبر۔ ۱۸۵۵ء مجازات۔ سزا۔ بدلہ۔

سفارش کرد کہ ملکہ کے مدخول سالیانہ اش یک لک و تیم روپیہ و سابقا
متعلق بہ یک از امراء باغی بود بعنوان پاداش خدا تاش بسید بدہند
وے جناب مشار الیہ از قبولیت آں اتناع کرد و وجدانش راضی نشد
کہ چیزے را کہ خوں بہائے ہومنانش بود قبول کند - در ہماوقت
از مفادے کہ باوال سلین شدہ بود بے اندازہ تنفر و منفجر گردید
از شدت نفرت و آزر دگی مصمم شد بمصر مہاجرت کند وے جب نزع و
وطن اور از چنیں اقدائے بازداشت و بردمہ مردانگی خود نہ پسندید
کہ ہومنان را دریں دہلہ سخت ترک کردہ ددر مملکت اجنبی براحت و
عشرت بگذرانہ - بنا بر این اصلاح احوال ایشان را مصمم و جازم گشت
و در ۸۵۸ھ مطابق ۱۲۴۵ھ ہجری رسالہ مشورہ خود را موسوم بہ اسباب
علیل بلوائے عام نوشتہ و در ۸۶۳ھ مطابق ۱۲۸۰ھ ہجری کہ تا چند درجہ
طوفان بلوا خاموش و آثار حقہ و کینہ آں تسکین یافتہ بود آں را اشاعہ داد
و نائب الحکومتہ اضلاع متحدہ ہندوستان کہ باوے سمت موت داشت

۱۵ پاداش بھی بدلے کو کہتے ہیں یہاں انعام مراد ہے۔

۱۶ دجوان - ضمیر کا نشان

۱۷ منفجر - تنگ - مکدر۔

۱۸ دہلہ - معصیت - ہنگامہ۔

آں را با تکلیدی ترجمہ کر د۔ جناب سید عقائد خود را در باب آں د اہیہ
 دہیا بنہایت پردلی اظہار نمود و اول وجود محترمی بود کہ برائے رف
 شہات و شکوک طرفین قلم فرسائی کرد ہر شرط کہ از آں رسالہ مفیدہ
 دارائے اہمیتہ بجمال ست - در غالب موارد برائے ترویج معارف و
 علوم غربی و صنائع اروپائی سخنہا سرودہ و بہ بیانات رائقہ و کلمات نافعہ
 لزوم اتحاد شرق و غرب را توضیح فرمودہ است چون مشاہدہ نمود کہ
 خرافات و مومہوات و کج خیالی و ہیغری تاچہ اندازہ میان مسلمانان
 ہندوستان رائج می باشد ازیں رو برائے دفع ایں مذلتہائے
 بزرگ تہیہ دیدہ و بحار بہ عفاریت جہالت و شیطاہین خرافت و منکالت
 دامن ہمت را بر کر استوار و عزم نمود کہ چہم یکیشان خود را بمقتضیات
 عصر حاضر باز فراید از طرف دیگر ملاحظہ نمود کہ مضراتی کہ از وجود ملامتایاں
 آں زمان بہیئت جامعہ مسلمانان رسیدہ بے بے پایاں می باشد و آہنہا را
 از اکتساب علوم و فنون جدیدہ و تدریس موضوعات نافعہ بازداشتہ است

لہ داہیہ دہیا - بڑی مصیبت -

لہ پردلی - جرات - بہادری -

لہ فطر - جزو - حصہ -

لہ عفاریت - عفریت کی جمع - بھوت -

نظر بدین جہات صدائے رسائی خود را در ترویج علم و ادب میان ہیکیشان
 بندہ کردہ و از ۱۸۶۱ء تا ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۶۴ھ - ۱۲۹۲ھ ہجری نہایت
 جد و جہد نمود کہ اذہان ایشان برائے پذیرائی خیالات جدیدہ آمادہ بسازد
 و این مدت مزبورہ را باید دورہٴ جہادِ اصلاح طلبی بنامیم۔ از ۱۸۶۵ء
 مطابق ۱۲۹۲ھ ہجری تا زمان فوتش ۱۸۹۸ھ بہ نشر معارف مبادرت داشت
 در ادای ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۹۲ھ ہجری برتبہٴ قضاوت عالی ترے ارتقاء
 یافت و اگرچہ وظائف این عہدہ خیلے سخت بود اما مع ذلک فرصت بہست
 آوردہ کارہائے نوعیکہ ایہ اتقان ہیکیشان ادب و متعہدے گردید و از جملہ
 آثارے کہ در اں وقت از خامہٴ مبارکش جاری شد کتاب تاریخ بلوچ در
 امارت بجنور۔ و تحقیق راجعہ بعلل بلوچ۔ و رسالہ راجعہ بہ انجیل و مقالات
 مربوطہ اسلام و سوانح عمری حضرت ختمی مرتبت است۔ در ۱۸۶۳ء
 مطابق ۱۲۸۰ھ ہجری کہ در غازی پور مامور بود خیالش بدانجا رسید کہ انجمن
 ادبی و علمی تاسیس فرماید و کتب مشورہ انگلیسی را بزبان اُردو ترجمہ
 کردہ و سلاسلے را کہ از فرط حماقت و جہالت از تعلیم علوم و لغات خارجہ
 نفرت داشتند بشئمہ از خیالات فرنگیاں آشنا سازد و در حصول این
 مقصود کامیاب گردیدہ انجمن دائر شدہ و مرکزش قصبہ علیگڑھ مقرر شد
 ۱۸۶۵ء قضاوت ججی - عہدہ قاضی یانچ -

چوں اصل مقصودش یہاں پیش رفت معارف و ادب می بود ہندو
 ہاں را نیز بعضویت آں محفل دعوت فرمود و عدۃ کثیرے از ایشان نیز
 در آنجا داخل شدہ و ڈیوک آف ارجیل کہ در آں زمان وزیر ہندوستان
 بود ریاست افتخاری آں انجمن را قبول و نائب الحکومہ ہاے پنجاب و
 بنگال ہم نیابت ریاستش را پذیرفتند - ہماراجہ پٹیل در تشیید ایں
 بنائے مفید نہایت کمرست مبذول فرمود و رفتہ رفتہ انجمن مزبور بے اندازہ
 محبوب القلوب گردیدہ و چندین سالہ نافعہ در موضوع تاریخ فلاحت -
 علم رجال و اقتصاد سیاسی اشاعہ داد - بعد از چند سال سر سید احمد آں
 را بعمارت تشنگی کہ در ایں آواخر آں را جزر دارالعلوم علیگڈ ساختہ اند
 انتقال داد تقریباً در ۱۸۶۱ء یک مدرسہ انکلیسی را در مراد آباد دایر
 ساخت و بعد ازاں اساس مزبور با مدارس دولتی آنجا توأم گردید -
 دو ماہ بعد از انعقاد انجمن علمی مشارالہ سنگ شالودہ مدرسہ انکلیسی در

Sukle of Arghyle

ڈیوک آف ارجیل

۱۵ ریاست افتخاری - صدارت اعزازی - آمریری پریزیڈنٹ بنا -

۱۶ نائب الحکومہ - افنٹ گورنر -

۱۷ تشیید - استحکام - مضبوطی -

۱۸ سنگ شالودہ - سنگ بنیاد

غازی پور نہادہ و دران موقع نطقی پر فرمودہ درطی شرطے ازاں بدیں
 طور عنوان فرمود۔

”اسے کہ ایوم افتاح می یابد خیلہ اہمیت دارد۔ ما امروز شالوادہ
 بنائی میگذاریم کہ انوار علم و تربیت رامیاں ہموطنان اشاعہ دادہ ظلمات
 جہالت و ابرہائے خرافت و دناوت را کہ دراین مملکت بزرگ ما را
 فراگرفتہ مرتفع و مندفع می سازد۔ ایں اساس شریف نہ تنہا بحال ما
 و معاصرین خود ماں مفید دافع بلکہ باحوال اخلاف یعنی پسران ما و پسران
 آئندہ نیز سودمند خواہد بود۔ چیزے کہ بیشتر مرا باعث مسرت شدہ و باظہار
 تبریک و تہنیت و امیدارد این است کہ انعقاد ایں دارالعلوم اصلا
 از خود تاں ناشے شدہ بدوں اینکہ از خارج معاونت و مساعدتے شود
 و بطوع و رغبت در تاسیس ایں بنائے مقدس اہم از حمیت دادہ از اعانہ
 خود تاں آں را دایر فرمودہ آید“ بتاريخ ۱۰ ماہ مئی ۱۸۶۶ء مطابق
 ۲۴ ذی الحجہ ۱۲۸۲ھ بحری انجن ہند انگلیسی را تاسیس نمود کہ ذی المقدمہ
 کنگرہ ملی ہندوستان بود و مقصودش از تاسیس ایں ادارہ ہمیں بود
 کہ اعضاء آں انجن را با دکلایے مجلس شورائے عمومی انگلیس مربوط و
 آشنا ساختہ آہنہارا از حقایق امور طریقین مخبر و سبق سازد۔

لے سبق۔ باخبر۔

نطق غزالی کہ دران وقعہ داد و تاریخ سیاسی ہندوستان دارائے
 مقامی عالی و مهم است در ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۰ھ ہجری جناب نواب
 عبداللطیف خاں اورا بجگتہ دعوت کرد و جناب سید در محضر مسلمانان
 بنگال لفظ مشیخ و فضیل بزبان فارسی دادہ در فوائد علم و فتنہ
 انگلیسی داد معنی داد این مطلب خیلے مایہ شگفت و تحسین است کہ باوجودیکہ
 آں وجود بانوہ از تربیت انگلیسی بہر مند نبود مع ہذا از کثرت ذکاوت و
 فطانت فوائد آں را برائے اہل ہندوستان بخوبی فہیدہ و حتی المقدور
 سعی داشت آنہا را ہاں طرف سوق دہد در ۱۸۶۹ء مطابق
 ۱۲۷۷ھ ہجری حکومت ہندوستان پسر ثانی سید را اعنی جناب سید محمود
 را منتخب کردند کہ برائے تحصیل علوم بانگلستان برود و تبارش از
 دولت دادہ شود و سرسید احمد خودش ہم مدتے مدید راغب بود کہ
 بانگلستان مسافرت کردہ از مشاہدات شخصیتے بیشتر باطوار و رسوم و عادات
 و اخلاق و تربیت اساسائے دینی و علمی و ادبی و سیاسی انگلستان
 سبق شود لہذا باتفاق جناب سید محمود بانگلستان مسافرت و ترتیب
 معارف آنجا را با کمال توجہ و دقت ملاحظہ و تصور کردہ عازم شد کہ

لہ نطق غزائے - اعلیٰ تقریر۔

۱۵ سوق دہ - چلائے - لیجائے۔

آں را بشکے مرغوب بالتعلیقات لازمہ در ہندوستان ترویج دہہ شراخ
مفضلہ در باب مسافرت خود بر فقاہش در ہندوستان نوشتہ و ہندہ ماہ کامل
در انگلستان توقف نمود و یکے از تقاضا عالیہ و عزایم متعالیہ کہ و سے را
بمسافرت انگلستان ترغیب نمود آہیں بود کہ میخواست مصالح و مطالب
کافیہ بدست آوردہ جا بے شافی و دانی بمقالات کہ سر ویلیام میور
یکے از شاہیر محترمین انگلیس در احوال حضرت ختمی مرتبت نوشتہ و
بخمال خود تنقید کدہ بود بدست بیاورد این سیدہ الالباب تا
چندین ماہ در اوراق و مجلدات کتاب خانہ شرقیہ متعلق بموزہ ملی انگلیس
تفتیش و تجسس کردہ برائے جواب خود اتحاد مطالب فرمود و در
سنہ ۱۸۷۷ مطابق سنہ ۱۲۵۶ ہجری مقالات شہیرہ و سے در باب حالات
حضرت رسالت پناہی اشاعہ یافتہ و بدلائل قاطعہ و حج و براہین ساطعہ
از تمثیلات سر ویلیام میور و سایرین مرافعہ نمود سید محمود آں را
بزبان انگلیسی ترجمہ کرد و در انگلستان خیلے ازاں بفروش رسید
و مطبوعات انگلیس و کلیہ مستشرقین اروپا آں را بنظر اعتبار دیدہ و
لہ تعدیت - تربات - و بدل

۱ سر ویلیام میور - *William Moor* - *منزلتہا سنہ* : یکسختی و شالی
ہند کے فضائل گورنر تھے - *سنہ* موزہ ملی انگلیس - انگریزوں کا قومی عجائب خانہ یعنی برٹش میوزیم

مستحق می دانستند و حالا هم مقالات مزبوره را بهترین کتاب راجعه بدین موضوع میدانند - جناب سرسید احمد در انگلستان خیلی مشغول بود و هر هفته بی هر روزه بمحافل و مجالس حضور یافته با دانشمندان انگلیس شناسائی پیدا می کرد - آزار منوره و نزاکت الطوار و وقار شخصی او موجب جلب توجه شده خاطر و انایاں را بدو معطوف میداشت جناب معظم جمیع دارالفنونهای همه انگلیس و اسکاتلیند را باز دید کرده با کمال غور و دقت طرز و ترتیب تحصیل را مشاهده می کرد و غالب اوقات در اطاق خودش از بابت تفوق عقلانی انگلیسیان و تمدنی هندیان تعجب و تفکر می فرمود و فکریکه در انگلستان بود خاطر خود را مصمم نمود که دارالعلوم اسلامی مطابق ترتیبات دارالفنون آکسفورد و کمبریج که بیشتر از دیگران مطبوع طبش بود برقرار سازد - در اینجا ترتیبات اطاعتی اقامت شاگردان و غیره را نقشه کشیده و پسرش سید محمود در ترتیب تمام نقشه های که براساس این اساس لازم بود خیلی ویرا مساعدت فرمود - سرسید احمد حالا کاملاً متقاعد شد که باید بانضمام لغات عربی و فارسی که در حقیقت پایه افتخار هندوستانیاں می بود فنون و علوم عربی تدریس شود و قبل از مراجعت خود سرترتیب عمده را پیش نهاد خاطر ساخت یعنی اولاً خود را نماید چه

له تدریس - پستی

اقداماتے برائے رفع تنفرے کہ مسلمانان از تربیت اردو پائی داشتند لازم
می باشد ثانیاً مسلمانان را ترغیب نماید تقیق و تفکر کہ بچہ جهت و سبب
باید از اوزار تربیت محروم بمانند ثالثاً برائے تاسیس دارالعلومے در
علیگڑھ اعانہ فراہم آورد در اوقات بملاقات مکہ و کیتوریا ناپل
شدہ و علیاحضرت معظمہ دولتخ از کتب تالیف خود شان را کہ بصقم
ہایونی موشخ شدہ بود باو اعطاء فرمودند و نشان جلیل نجم الہند را
بتوسط ڈیوک آف ارجیل بوسے مرحمت نمودند در آخر سال ۱۳۵۷
مطابق ۱۳۵۷ ہجری بہندوستان معاودت و شروع نمود کہ
خیالات خود را بفعل آورد در ہنگام اقامتش در انگلستان دیدہ بود
کہ در انجا با جرائد کمال نفوذ دارند و علی الفور بتاسیس مجلہ ماہانہ موسومہ
تہذیب الاخلاق مبادرت کرد این مجلہ بزودی جس مسلمانان ہندوستان
را بہرکت در آورد و آہنہا را تانیانہ غیرت شدہ خدمت بزرگ سعادت
ایشان کرد سرسید احمد خاں بمعادنت برخی از ودستان اس را می نگاشت
و غرض از انتشارش این بود کہ خیالات ہندیاں را قور صاختہ و آضاہد بجمع
علم و معرفت کہ مایہ استروداد شان و شوکت سابق شان می شد ترغیب کند
و مندرجاتش راجع بمباحث مذہبی و سیاسی و اجتماعی و علمی بود

Star of India

استروداد شان و شوکت - مجزشتہ شان و شوکت کا دوبارہ حاصل ہونا۔

خود سرسید احمد خاں و نواب محسن الملک و وقار الملک و مولوی چراغ علی
 اکمال آزادی در آں مراد سخن میرانند آخرا لامر ایں مجلہ بر خواطر جمع کثیر
 نفوذ و تاثیر کرده و اگرچہ فرقہ کھنہ پرستان در ضد و مخالفت بودند تا ایں
 مسئلہ فقط بیشتر باعث ترویج مجلہ شدہ و ہزاراں کس از مسلمانان در
 زیر بیرق ہدایت سرسید اجماع کرند و ہندویان ہم کمال اقبال
 بہ مقالاتش پیدا کردہ و در اشتراکش بر یک دگر تقدّم می جند و در حقیقت
 نورسے تازہ در افق سعادت اسلامیان ہندوستان طالع شدہ ایشان
 را ہدایت می نمود کہ دگر گم ماندہ و در جادہ علم و ہنر مشی کنند بالآخرہ
 صدائے رسائے سید ہوساکی آں صفحات در تمام آں مملکت پیچید و
 نہ فقط چشمہائے خواب آلود ہمکیشان غافلش را باز کرد بلکہ آماں و
 ترقیات جدیدہ در خاطر آنها حادث ساختہ و رخاوت آباں را چالاک
 کردہ در کانبہ آں ملت مختصر روح تازہ دیدہ و بجای ثانوی الیش
 گردانیدہ چوں سید دریافت نمود کہ حانا وقت آں رسیدہ کہ ترتیب

۱۔ در ضد و مخالفت - در پے مخالفت -

۲۔ اشتراک - خریداری -

۳۔ دگر گم ماندہ - سرگرم ہو کر -

۴۔ مختصر - قریب مرگ -

برائے تربیت مسلمانان از روسئے نقشہ انگلیسیان داده شود از آنرو
 ہیئت علمیہ تشکیل داده خود را ناظم آن ساخته و شروع کرد تدبیرات
 منظومہ را بموقع اجراء برساند در ۱۲۹۲ھ کیتہ باسم کیتہ اعانہ دارالعلوم
 انگلیس و شرقی در بنارس منعقد کرد کہ شعبہ آن ہم در علیگڑھ برپاشد
 و تفصیل و شرائکے کہ در باب تاسیس آن اساس مقتضی بود نشر داد
 چیزے کہ خیلے مورث حیرت و شگفت بود این ست کہ سر سید احمد خاں
 خیلے اعتماد بنفس خود داشت و بانظرے ناقب احتیاجات عامہ را ملتفت
 شدہ بحال شدت و حدت در رف آں میکوشید و در عملیات خود
 چنداں کار را بقضا و قدر واگذار نکرده و حتی از دولت نیز استعانت
 نمی جست بلکہ وجہ خاطر را چنین قرار داده بود کہ اگر اصلاحاتے باید
 بحل اجراء برسد آلت اجایش ایستی خود مردم باشند و لهذا بانہایت
 شوق و ذوق بجمع آوری اعانہ اقدام کرد در کمتر از دو سال بحد کفایت
 وجوہاتے تحصیل نمود کہ بتاسیس آن اساس مقدرت پیدا کنند و در
 ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۲۹۳ھ ہجری سر سید احمد خاں از خدمات دولتی کنارہ
 جتہ و شخصاً مراقب تربیات دارالعلوم گردید و مسکن خود را در علیگڑھ

لے دھم خاطر - مقصود - مطلع نظر -

لے اگر اصلاحات - نہایت ضروری اصلاحیں -

معین کرد سر جان اسٹراچی نائب الحکومت اضلاع متحدہ ہندوستان
 زمینے کہ برائے عمارت دارالعلوم لازم بود تحصیل کرد و جناب مستطاب
 اجل ارل نارط بروک نائب السلطنت ہندوستان در پیش رفت این
 امر بے بذل التفات نموده و قرار بود کہ خودش بنفسہ حاضر شدہ
 سنگ شالودہ آں اساس خیر را بگذارد و لے چیزے طول نکشید کہ
 از عوہ درمان فرائی استعفا داد انا نختیں اعانہ عمدہ را کہ عبارت
 از دہ ہزار روپیہ معادل سی و پنج ہزار قرانے بود اعطاء نمود و
 در تاریخ ۸ جنوری ۱۸۸۷ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۹۳ء ہجری جناب
 مستطاب لارڈ لیٹون فرمانفرما و نائب السلطنت جدیدہ ہندوستان
 بہ علیگدھ آمدہ سنگ شالودہ دارالعلوم را بدست خود نہاد و چندے
 طول نہ کشید کہ ادارہ مزبورہ ترقیات عمدہ حاصل نمود و اکنون ہزار
 و کسرے طلاب شب و روز در آن اقامت دارندہ و در خانہ بزرگ کہ

۱۷ سر جان اسٹراچی - Sir John Strachey.

۱۸ ارل نارط بروک - Lord Earl Northbrook.

۱۹ سنگ شالودہ سنگ بنیاد -

۲۰ معادل - برابر - ہم قیمت -

۲۱ لارڈ لیٹون - Lord Lytton.

برائے اقامت شاگرداں معین شدہ ہاں تعلق دارد ہماں اندازہ کہ در
 تہذیب اخلاق طلباں بذل سماعی می فرمود تحصیلات ایشان نیز توجہ
 کردہ و حتی در مادہ بازی ہم بے اندازہ مراقبت می کرو از زمانے کہ
 لارویٹون شالودہ آں اساس گزارد باوجودیکہ از ہیئت کنہ پرستان
 ہرگونہ مخالفت و ضدیت مشہود می شد مع ذلک ہمارہ بہ ترقیات روز
 افزوں و پیش رفت گوناگون نایل میشد ہرکس در فضائے آں بنائے عالی
 داخل شود از مراتب عظمت و اہمیت آں دائرہ خیریتہ بخوبی ملقت و سبق
 می شود و لے ایں را باید دانست کہ ایں اساس بزرگ نتیجہ زحمات
 بیت و پنجالہ سرسید احمد خاں بود و در ظرف آں مدت غالباً در طول و
 عرض مملکت مسافرت کردہ ہمکیشان خود را ملاقات و آنہا را با عطاء اعانہ
 در ترویج ایں امر خیر دعوت می نمود و تمام مخارج دادہ را از کیمہ نقوت
 خود دادہ و از متاعب و زحمات مسافرت ابدانفت و شکایت نداشت مطلبی کہ
 خیال باعث جلب قلوب شد ایں بود کہ ہندیان و فارسیان نیز بدخول
 آں دارالعلوم ماذون شدند و ہاں لایع مراقبتی کہ در حق توفالان
 مسلماناں مرعی می شد در بارہ ایشان ملحوظ می گشت و تفتیکہ جناب لارویٹون

لے مراقبت - نگرانی -

لے ماذون - اجازت دادہ شدہ -

در ۱۸۸۴ء مطابق ۱۲۹۳ھ ہجری مہمان سرسید احمد بود خیلے از مراتب
فہم و دانش دے در شگفت شدہ اورا بعضویت ^{۱۵} انجمن متقنہ شاہنشاہی
معین فرمود۔ سرسید احمد ایں فرصت را خیلے ذی قیمت شمرده و در مدتے
کہ بعضویت آں انجمن امور بود حتی المقدور سعی می شد کہ قوانین مفیدہ
صادر گردد۔ در ۱۸۸۲ء مطابق ۱۲۹۹ھ ہجری کیسیون ^{۱۶} مخصوصی تعیین
شد کہ ہر اصلاع مختلفہ ہندوستان مسافرت کردہ در امور معارف آں
ساحات تدقیق و تحقیق شایان معمول و نتیجہ مشہودات خود را بحکومت بطیلہ
ہندوستان اخبار نماید و چوں قدر و قیمت آراء سرسید ہر جناب
نایب السلطنت معلوم بود اورا نیز یکے از اعضاء کیسیون ساختند اما
ہنوز بیک ضلع ہندوستان نرسیدہ بود کہ از علیگدہ خبر باورسید کہ امور
مالیہ دارالعلوم آنجا مختل شدہ و اندازہ از بعضویت استعفا ردادہ وہ علیگدہ
رہ سپاہ شد و از طرف فرمان فرما سے ہند رتبہ بعضویت آں کیسیون
ہر پسر والا گرش جناب سید محمود مفتوح گردید و در اوائل ۱۸۸۳ء مطابق
۱۳۰۲ھ ہجری مسافرتے ہر پنجاب کرد کہ وجوہاتے ہر اسے تشدید

۱۵ بعضویت - مہری۔

۱۶ انجمن متقنہ - یسلیو کوئل۔

۱۷ کیسیون - کیش۔

بنائے مدرسۃ العلوم فراہم آورد و در ضمن آن مسافرت بہ ہر جا کہ میرسد
از طرف الہی کمال توقیر و احترام نسبت بوسے مرعی و نطقہائے غزائے
حامی از تشکرات عمومی بود در پذیرائی مقدمش اظہار یگشت و در یکے ازاں
بلاد بجواب نطق عمومی خطابہ بسیار غزائے داد کہ شرطے ازالے
برائے استحضار خوانندگان درج می شود فراید "ما یعنی ہندویان
و مسلمانان باید ہر دو از دل و جان سعی شدہ خود مانرا متحد و متفق
بنازیم زیرا کہ فقط در سایہ اتفاق می توانیم خود را تقویت و نگاہداری
کنیم والا اثراتے کہ از دوستیت حاصل میشود ہر دو فرقہ را ضایع خواہند
در این جا صدائے احسن است احسن بلند شد "البتہ در کتب تاریخ
قدیمہ در روایات مالفہ دیدہ اید و حتی حالا ہم می بینیم کہ جسیج مردمانے
کہ ساکن یک مملکت ہستند با ہم یک ملت خطاب می شوند مثلاً
طوائف مختلفہ افغانستان با ہم یک ملت خواندہ می شوند و شعب
و قبائل متفرقہ کہ ساکن ایران ہستند یک ملت نامیدہ می شوند و
سائر قاطنین اکناف دیگر ہم ولو اینکہ مرکب از عشائر و قبایل متعددہ

۱۰ دلو اینکہ - اگرچہ -

۱۰ عشائر - کہنے - قبیلہ -

غیر مؤلفہ باشند یک ملت تصور می شوند و بنا بر این از زبان باستان
 ابالی یک مملکت با وجودیکہ از حیث خصال و عوائد و رسوم تفاوت
 داشته باشند یک ملت خوانده می شوند حالا اے برادران ہندو
 و مسلمانان من آیا شما با جائے غیر از ہندوستان ممکن دارید۔ آیا ہمہ
 در یک کشور مقیم و ساکن نیستند آیا شما را در یک محل مدفون نمی کنند و
 نمی سوزانند۔ آیا در یک طریق باہر دیگر مٹی نکرده و در ہاں سرزمین تربت
 نمی کنید۔ مثلاً کہ باشند کہ کلمہ ہندو و مسلمان فقط برائے تشخیص مذہب
 شماست و اگر نہ تمام مردم خواہ ہندو خواہ مسلمان و حتی عیسویانے کہ
 در این مملکت زلیست می کنند ہگی و در این مورد متعلق بیک ملت می باشند؟
 احذت احذت ”وچوں جمع شعبہ مختلفہ باید فقط بیک ملت تعبیر و
 توصیف شود ہمہ بایستی در خیر و رفاه مملکت کہ مربوط بعموم می باشد
 متفق و یک رنگ باشند“
 کنگرہ معارف اسلامی نیز کہ در ۲۸ شہ ۱۳۰۳ مطابق ۱۳۰۳ ہجری تاسیس نمود

۱۱ غیر مؤلفہ۔ اجنبی۔ ناالوس۔

۱۲ مثلاً کہ باشند۔ یاد رکھو۔

۱۳ کنگرہ معارف اسلامی۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔

یکے از اعمال عمدہ سرسید احمد خاں بود کہ در تمویر افکار مسلمانان ہندوستان اثرات مہمہ بخشید مسلک کنکرہ مزبور چنانکہ جناب سید اشتہار داد ایں بود کہ ہر سالہ مجلس مرکب از پنجہ مسلمانان ہندوستان منعقد و فقط در مواد را جمعہ تربیت مسلمانان تعاطی افکار شود و ایں کنکرہ فواید عظیمہ ہیئت جامعہ مسلمانان رسانید چاکہ ہر وقت کہ جلسہ آں تشکیل می یافت تغیرے کہ بیشتر بحال مسلمانان نافع بود حادث میگروید۔ در ۱۸۸۷ء جناب لارڈ ریلین فرما فرمائے ہندوستان اورا بعضویت کمیون - پبلک سرویس خدمت عمومی - منتخب نمود و از جناب سید خدمات فائقہ در آں کمیون صادر گردید در ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۵۵ ہجری بود کہ جناب سید نسبت بہ کنکرہ ملی ہندوستان بنائے مخالفت و ضدیت نہاد - جناب نواب مشتاق حسین رئیس کل مدرستہ العلوم علیگندہ در ایں باب بیانے کافی فرمودہ کہ بذکرش مبادرت می کنیم :-

سرسید احمد خاں تاسہ سال حرکات کنکرہ را مراقبت کرد و لے ہیں کہ مشاہدہ نمود کہ آں دائرہ از حیث مطالب خود چنداں طریق اعتدال نمی پوید

لے پنجہ - شرفاء -

لے لارڈ ریلین - Lord Rippon

لے کنکرہ ملی ہندوستان - انڈین نیشنل کانگریس Indian National Congress.

غیر مؤلفہ باشند یک ملت تصور می شوند و بنابراین از زبان باستان
 اہالی یک مملکت با وجودیکہ از حیث خصال و عوائد و رسوم تفادات
 داشته باشند یک ملت خواندہ می شوند حالا اسے برادران ہندو
 و مسلمانان من آیا شاہا جائے غیر از ہندوستان مسکن دارید۔ آیا ہمہ
 در یک کشور مقیم و ساکن نیستند آیا شمارا در یک محل مدفون نمی کنند
 نمی سوزانند۔ آیا در یک طریق باہدگیر مشی نکر دہ و در ہماں سرزمین زیست
 نمی کنید۔ متذکر باشید کہ کلمہ ہندو و مسلمان فقط برائے تشخیص مذہب
 شاہاست و گر نہ تمام مردم خواہ ہندو خواہ مسلمان و حتی عیسویانے کہ
 در این مملکت زیست می کنند ہگی در این مورد متعلق بیک ملت می باشد
 احنت احنت ”وچوں جمیع شعبہ مختلفہ باید فقط بیک ملت تعبیر و
 توصیف شود ہمہ بایستی در خیر و رفاه مملکت کہ مربوط بعوم می باشد
 متفق و یک رنگ باشند“
 کنگرہ معارف اسلامی نیز کہ در سہ ماہ ۱۳۰۳ مطابق سہ ماہی تاسیس نمود

۱۔ غیر مؤلفہ۔ اجنبی۔ ناالوا۔

۲۔ متذکر باشید۔ یاد رکھو۔

۳۔ کنگرہ معارف اسلامی۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔

کیے از اعمال عمدہ سرسید احمد خاں بود کہ در تنویر افکار مسلمانان ہندوستان
اثرات مہمہ بخشید مسلک کنگرہ مزبور چنانکہ جناب سید اشتہار دادا ایں بود کہ ہر سالہ
مجلس مرکب از نخبہ مسلمانان ہندوستان منعقد و فقط در مواد راجعہ
بترہیت مسلمانان تعاطی افکار شود و ایں کنگرہ فواید عظیمہ بہیت جامعہ
مسلمانان رسانید چرا کہ ہر وقت کہ جلسہ آں تشکیل می یافت تغیرے کہ
بیشتر بحال مسلمانان نافع بود حادث میگردد۔ در ۱۸۸۷ء جناب
لارڈ ریلین فرمانفرمائے ہندوستان اورا بعضویت کمیسیون - پبلک سروس
خدمت عمومی - منتخب نمود و ار جناب سید خدمات فائقہ در آں کمیسیون
صادر گردید در ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ھ ہجری بود کہ جناب سید نسبت
بہ کنگرہ ملی ہندوستان بنائے مخالفت و ضدیت نہاد - جناب نواب
مشاق حسین رئیس کل مدرستہ العلوم علیگدہ در ایں باب بیائے کافی
فرمودہ کہ بذکرش مبادرت می کنیم :-

سرسید احمد خاں تا سہ سال حرکات کنگرہ را مراقبت کرد : لے ہمیں کہ
مشاہدہ نمود کہ آں دائرہ از حیث مطالب خود چنداں طریق اعتدال نمی یابد

۱۵ نخبہ - شرفار -

۱۶ لارڈ ریلین - Lord Ripon

۱۷ کنگرہ ملی ہندوستان - انڈین نیشنل کانگریس Indian National Congress.

و فوائد سائر طوائف را در نظر نیاورده مسلک خود را نسبت بدولت چندان مقرون با احترام و توقیر نمی سازد آن وقت لازم دانست که همکیشان خود را اخطار نماید که اشتراک ایشان در اینجا نه که مقصود و مطلوب کنکره مزبور است بکلی مخالف با مصالح خودشان است و هنگامی که مشاهده کرد هندو یان اصرار دارندند جلسه های کنکره را در مدراس منعقد ساخته و مسلمانان را با اشتراک آن دعوت نمایند و هر کس از مسلمین که بعضویت آن دایره داخل شده ویرا رئیس و سرکرده مسلمین میخوانند آن وقت جناب سید فوراً جلسه ثانوی کنکره معارف اسلامی را در لکهنؤ انعقاد کرده و خطابه مفصلی مبنی بر داد که مسلک آئینی مسلمانان را نسبت بکنکره ملی معلوم و معین ساخت و از آنوقت بجز یک دو نفر هیچ یک از اعظم مسلمانان در کنکره داخل نشدند و حتی بعضی از همکیشان سید که در سائر امور کمال معاونت باده داشتند در امور سیاسی از آراء و ثنایب و متابعت و از کنکره ملی مفارقت نمودند.

در ۱۸۹۶ مطابق ۱۳۰۷ هجری بقلب و نشان - ک - سی - ای
 آی - درجه اعلائی نجم الهند که ترجمه تحت القفلی آن سردار اعظم
 نجم الهند است نایل آمد - جناب سید را همواره عقیده بر این بود که
 له خطابه - ریڈریس - کچر -

مسلمانان از فرط جهالت امور اجتماعی و سیاسی را باندھب مخلوط ساخته
 میان آنها تفاوت و فرقی نمیکنند و بانهایت قوۃ قلب ساعی بود که
 بعضی رسوم مضرّہ کہ مایۃ افتراق مسلمانان از اردو پائیان شدہ مرتفع
 سازد در ۱۸۶۶ء مطابق ۱۲۸۵ھ هجری استقامت از یک نفر مولوی
 باد رسید کہ آیا براسے سلمان جائز است کہ باشخص فرنگی غذا بخورد و در
 صورتی کہ خوراک حرامی در میاں نباشد۔ جناب سید جواب قبول
 داد و بتقویت اظہار خود بعضی آیات در روایات را نقل فرمود و بعد از
 چندے رسالۃ مختصرے در آں باب نوشت و خودش ہم در محاسن
 انگلیسان داخل می شد ایشان نیز از خوان او غذا میخوردند و او ہم با آنها
 صرف طعام می فرمود بشرط اینکہ مشروبات و ماگوالاتی کہ در شریعت اسلام
 حرام باشد نیاورند این رفتار دسے موجب غیظ فرقۃ علماء شدہ دسے را
 تکفیر کردند و قاصد مخصوصے بکلمۃ معظّمہ فرستادند کہ فتوای کفرش را
 از انجا بیاورد۔ در دہریکے چون من و آں ہم کافر پس در ہمہ دہریک
 سلمان نبود۔ جناب سید خیلے ایل بود کہ نتوان مسلمہ تربیت بیاند
 دسے قایل بر این بود کہ باید تدریس ایشان در پس پردہ حجاب باشد۔
 الغرض در قرن نوزدہم میلادسے جناب سید یگانہ قاید سیاسی
 مسلمین بود و از حیث تہذیب اخلاق و نفوذش بر ہیکشان و قوۃ قلبی

داشت و حیدر صوفی و فرید دہر بود۔ اس وجود محترم دارائے بہتے عالی بود
 بیعتے متعالی بنہایت وطن خواہی ممتاز بود و از حیث قوہ عقلانی
 مثال و انباز۔ جنابش صاحب اطوار حمیدہ بود و حاوی خصال
 سندیدہ۔ بے شبہ بزرگترین اعمالش ہاں مدرستہ العلوم علیگدھ است
 بہترین معرفت حیات تربیت آیاتش می باشد در تمام مملکت
 ہندوستان وجوہ سلما ناں اورا درۃ التاج معارف و بزرگ ترین
 مجتہد عارف می دانستند۔ بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء ایں جہان فانی
 را وداع گفتہ روح پاکش بشاخسار جناں پرداز نمود۔ - نشرہ اللہ
 مع اجدادہ الطاہرین -

انتخاب دام گستران یا انتقام خواہان مزدک

تصنیف صنعتی زادہ کرمانی

ایلمچی از عربستان

چندیت کہ دقایق عالم کسب اہمیت نمودہ ددر نوع بشر
انقلابی ہم دواضاع غریبی روسے دادہ بہر مملکت و بہر شہرے
قاصداً نے مخصوص کہ حامل دعوت نامہ اسلام از جانب مسلمانان
است رہ سازند و ہر یک اذیں قاصداً ہا مامور ہنگنے می باشند کہ
باید آں دعوت نامہ را بہر یک ازاں سلاطین ابلاغ دارند کہ

من جملہ کیے ازاں نامہ از مدینہ لبوسے یزد جرد فرستادہ شدہ
 بود کہ او و عجمیان را بندہ سب اسلام دعوت نموده بودہ و چون اس
 قلعدہ بشتر دامن رسیدہ بدین لحہ توقف یکسر بقصر سلطنت کہ سابقاً
 ذکرش بمیاں آمد رواں گشت۔

و چنانچہ در امروز نظر سے بعاتر سلطنتہ بید ازیم مجلس شاہ را
 ہچنان سابق آراستہ و پراز دانشندان و دستوران می بینیم کہ
 برسیدگی امور رعایا و اصلاح لشکریاں مشغولند و بہمان نوعی کہ حالت
 شاہ سابقاً سخت پژمرده و متوحش نمایاں بود در امروز ہم ہاں نوع
 گرفتہ خاطر و پریشان احوال دانند و گویا بہ نظری آمد و گویا در اں
 روز منتظر خبر می بود کہ دانما نظر خود را بدرب عمارت ددختہ و
 انتظار خبر سے را می کشد در ایں ہنگام پردہ دار فریاد نرد ایلمچی از
 عربستان بحضور رسیدہ۔ استماع ایں خبر نوعی بر شاہ اثر نمودہ کہ
 اگر صاعقہ بر وجود لطیفش نازل می گشت ہر آیینہ بہتر از ایں خبر بود
 صورت شاہ قرمز گشت و در اعشاء دجارج او حرکتی غیر عادی
 دست داد و پس از اندکے ایلمچی عرب اذن دخول گرفتہ و قدم
 بدرون قصر گذارد و آزادانہ نسبت عمارت شافت و از انبہ حیرت
 آرد و بنا ہائے شگفت انگیز تزیین سے بخود راہ ندادہ و بعلوہ از

اطلاقمائے منقش کپڑے کہ بفرشہا سے زیبا زینت یافتہ بود گذشت
تا اینکه رسید بجلے کہ در آن جا پرده دار بود از قرائلان شاہی ایلچی
بآنان ہم اعتنائے نکرده و شخصاً پرده مروارید دوز عمارت شاہی را
پس کرده داخل آن عمارت گشت و در وسط آن عمارت ایستاده
اطراف خود را بنظر حقارت آمیز نگریست و شاہ را در میان آن ہمہ
والتوران و دستوران بشناخت زیرا کہ تخت شاہ نسبت بہ سایر
کرسی ہا بلند تر و نمایاں بود و یکسرہ بجانب تخت شاہ برفت اما شاہ کہ
از تماشائے آن ہیولای غریب قدرے آرام گرفته بودہ از ملاحظہ
حرکات و رفتار و حیوانہ آن مرد عرب نسبت بخودش شدت غضبناک
شدہ و چشمانش نزدیک بود از حدقہ خارج گردد و تعجب داشت کہ
ایں مرد وحشی تاچہ اندازہ بیاباک و بے ادبیا است گویا در سرشت
آنان اثرے از آداب آدمیت و انسانیت خلق نشدہ و چہرے کہ
زیادہ بر تعجب شاہ افزودہ لباسائے آن ایلچی بود کہ فقط تمام بدنش
را بیک عبائے ضخیم پشم سیاہی پوشانیدہ بود و رستمہ زرد رنگ از
پشم سستران بر کمر بستہ و پارچہ سفید بر دہ و سر خویش بقسمے مخصوص
پیچیدہ بود چشمانش از شدت حرارت و سختی سفر از حدقہ نزدیک بود
لے شخصاً - اپنے آپ - خود -

خارج گردد و رنگ بدنش سیاہ و از شدت زحمت و سختی کہ در این مسافرت بر خود روا داشته بود کف پاهایش پر از آبلہ و مجروح گشتہ بود ہیں کہ آن مرد نزدیک بہ تخت شاہ رسید لولہ پستی را کہ بشمع گرفته بود بشاہ تقدیم نمود و سپس در کنار تخت شاہ بنشست و زیران دانشندان از جارت و جرأت آن مرد زیادہ غضبناک شدہ و ابراز مطلب را براں مرد عرب در حضور شاہ بے شکل میدیدند۔

شاہ لولہ را بکشود و خط آن نامہ را عربی دید پس مترجم مخصوصی را حاضر کردہ و آن نامہ را با سلوب فارسی ترجمہ نمود :-

”از خلیفہ خدا بسوئے سلطان عجم یزد جرد سلام برکسے باد کہ طریق ہایت و راہ راست باشد و گواہی دہد کہ خدا کیے است و شریک ندارد و محمد ابن عبداللہ کہ درود خدا برود پاک ادا باد فرستادہ اوست اے سلطان عجم میخواہم تو را بکہلہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ و بہذہب اسلام چنانچہ تکلیف نمودہ رسول خدا اجداد تو را دشمنند و آتش دوزخ گرفتار خواہند شد و تو اے یزد جرد بدان کہ ہر کس بہذہب اسلام در آید در روز جزا خدایش درینو جائے دہد و آنکہ کافر شد در دوزخ و

لہ لولہ پستی۔ چہڑے کی نگلی۔

لہ ابراز۔ اظہار

اگر تصویر می نمانی که عرب را اس قدر تسلطی که با عجم جدال نمایند نیست بجز خبر دهم که مسلمانان اکثر ممالک دنیا را در تحت لواسی مذہب اسلام در آورده و اکثر آنان مسلمانند پس این نامہ را خلیفہ رسول خدا عمر بسوسے قومی نویسند کہ اسلام را بپذیرد والا قدرت مسلمانان ممالک تو را چون تو مار ہم پیچند -

ہنگامے کہ شاہ از مطالب آن نامہ مستبوق گشت دقیقہ سر را بزیر انداختہ و بترجم خطاب فرمودہ از این مرد پرس آیا ہمیں عمر است کہ می گوید من پیغمبر خدا می باشم ایلمی در پاسخ گفت ابدانیرا کہ پیغمبر محمد بن عبداللہ بہ تنہائی در ۱۳ سال قبل اظہار نبوت فرمود شاہ کہ تا آن ساعت گماں داشت کہ پیغمبر بسوسے او ایلمی فرستادہ و دانست این دیگرے ست کہ باں اندازہ اظہار جلالت نمودہ و بالآخرہ پیغمبر و خلیفہ دو نفرند پس سید پس چرا محمد بن عبداللہ بسوسے من نامہ نوشت ایلمی پاسخ داد پیغمبر رحلت فرمود و الحال جانشین پیغمبر عمر بن خطاب است بناگاہ بخاطر یزدجرد آمد کہ سابق ہراں در ایام جدش خسرو پرویز چنین نامہ بسوسے او نوشتہ اند و البتہ باید در کتابخانہ موجود باشد پس بترجم فرمود بدین مرد خبر دہ

ملہ سہوق - واقف -

کہ چاہا نامہ عمر را موکل بفردا گذارد و خود شاد برخواستہ و
 بمذاکرات خاتمہ دادہ شد و باصدر اعظم خود کہ مودوم بر (ایاد) بود
 مجدداً بسوئے کتابخانہ شتافتند و بہر دو داخل کتابخانہ شدند و
 بنا برستور العنل شاہ ایاد بستہ پوستے را کہ در جوت یکدیگر گذارده
 شدہ بود در جلہ شاہ گذارده و بندہاے روسے آں را کشود تا
 آنکہ نامہ رسول خدا را یافتند و شاہ آں نامہ را گرفتہ و نظر سے از
 روسے عجلہ بر آں خطوط انگذند و دفتر دیگر سے را کہ ایاد در وسط
 آں اوراق یافتہ بود اقدیم شاہ نمود خطوط این دفتر بزبان پہلو سے
 نوشتہ بود وہیں کہ شاہ بدقت در عبارات و مطالب عمدہ نظر نمود
 دانست کہ آں رسالہ را شاہنشاہ ایران کسری تصنیف نمودہ
 و مطالب آں بے عمدہ و قابل توجہ است خسرو پرویز می نویسد کہ
 کسی کہ کیاں را حکمرانی میکنی بدانکہ بواسطہ عظمت و قدرے کہ
 من در عالم دہشتستہ و از تمام امورات و تقدیرات آسمانی درس
 گرفتہ ام بتوپی دانستہ و میدانم کہ از روز خلقت زمین و آسمان ہمہ
 وقت ممالک ایران پس از قرنے آباد پس از دستے ایران گردیدہ
 پس در آں ساعستہ کہ مملکت خود را عظیم ترین ممالک میدانم زیادہ
 لے موکل بفردا گذارد۔ کل کے لئے مامور کر دے کل پر عزت رکھے۔

تاسف داشتیم بر این که سباده روزی پیش آید که این مملکت که
 اجداد ما بخون جگر در حیطه تصرف خود در آورده و تا باین اندازه در
 آبادیش کوششیده اند دستخوش قضا و قدر گشته و پاسی تخت من
 مداین دیران و نتیجه زحمت جهانگیری کیخسرو پایال در ماکناش در بدر
 و مداین مسکن حیوانات وحشی و سیع و درنده گرد پس آنچه تفکر در نجات
 از این تهدیدات داشتیم در نظر آورده تا اینکه بالاخره خیالم بر
 این گواه داد که اگر دوام و بقای استقلال مملکت خود را
 تا ابد الدهر خواهاں باشیم باید دستگیری از سلاطین افتاده نمایم که
 آنال هم در عوض روزی تلافی مافات را بنمایند در عهد سلطنت خود
 حق الامکان ازین مقصد از سعی و کوششش چیریس فرغ گذارند خود
 و هر وقت یکے از سلاطین نسبت بدیگری ظلم می نمود در صدد دفاع
 از آن بر آمده و رفع ظلم می نمود.

و از آن جائیکه اکثر از دانشمندان و منجمان عصری که آنرا را مردان
 عظیم الشان میدانم بواسطه خواها و اثراتی که در کواکب از آئینده
 ایران درک نموده بودند در این که مردی بزرگ از عربستان ظهور
 نماید و اقتداری هم در عالم بهم زده و نصف عالم را در تحت نفوذ خود
 درمی آورد مسبوق گردیدیم ناچار گردیدیم که بتوسط ایلچیان خود با

ساکنان آں ممالک طرح موافقت ریختہ ہاشم ولے بعد دانستم
 ساکنان آں ممالک منحصر بطوائفی وحشی و کم تجربہ و بے علم می باشند و
 تمام سکنة آں بلاد بیشتر از یکے از شهر ہائے عجم باج گذارند اردو
 چندان سزاوار براسے من نبود کہ در انظار ملت چنان عقد اتفاقی
 ناشایست را با اعراب منکم سازم بہر جہت بتوسط منجان دانستم
 کہ پس از من چہار دہ نفر اولاد اہم سلطنت نمودہ و استقلال مملکت
 ایران را عمدہ دارند و ایں خود روزگار بے طولانی است۔

شاہ کہ تا آں ساعت یکے فکر و خیال خود را در سر مطالعہ آں
 مطالب باختہ بود گفتار لیرامہ منجم خود را بنظر آوردہ در دل بہاد
 آفرین گفت اما در نزد خود یکے یکے سلاطین گذشتہ را بشمر و ہمیں کہ
 بہ چہار و ہمیں رسید بدنش بلرزہ آمدہ و بہر حال خود بے تأسف
 خور و از اثر غم و الم و فقر و صیت نامہ جد خویش را در دست
 گرفتہ و بلا ارادہ از دزد کتاب خانہ خارج گشت و متحیرانہ در
 خیابانہاے قصر قدم می زد و خود گوئی نمودہ و آہ ہائے پے در پے
 می کشید۔

در ہنگامت کہ شاہ بلا ارادہ در خیابانہاے قصر قدم می زد
 لے خود گوئی نمودن۔ آپ ہی آپ باتیں کرتا۔

ہپائے درخت تو زندے کے در کنار نہرے چوں مروارید از آبشارے
 مصنوعی جاری بود و آں محوطہ را شاخہائے آں درخت احاطہ نمودہ
 و در موقعے کہ آفتاب غروب می نمود آں محل را تاریکی از این جهت
 می افتاد و حالت طبعیت را میرساند برسید خواست دقیقه
 را در آں محل خالی از اغیار و آرمیدہ حالت خود و مملکت را در نظر
 آورد شاید بقوہ فکر و خیال بتواند از بدبختی ہائے غیر متصورے کہ
 مملکت و سلطنت او را تهدید می نمایند جلوگیری کند۔

پس دو دست را در جلو خود نگاہ داشتہ و علقہا و گلبہائے
 خود روئی کہ از لب نہر روئیدہ بود از دو طرف عقب نمودہ و
 در میان آں علقہا بنوعے کہ اگر عابرے از آں سمت میگذشت شاہ
 را نمیدید قرار گرفت و مانند مغر و قاتلے کہ در دریائے طوفانی کشتی
 آناں دو چار امواج تهدید آمیز طوفانی می شود در افکار خود
 دست و پا میزد۔

در آں ساعت آفتاب غروب می نمود و عالم را از نور لایزال
 مبدل بسیاہی و شقاوت می نمود و قربانگانے کہ بر لب آں نہر

لہ عابر۔ راہ رو۔ گزرنے والا۔

لہ قربانہ اور قربانہ۔ مینڈک۔

سختاوری می نمودند فضاے آن درطه آرام را بصدائے نوح نوح
 حزن آور خود مبدل بحرزن و اندوه نموده و بردل شاه موثر می نمود.

لقب و سیاه پوشان

در این اثنا که شاه در نزدیک این نهر مانند دیوانگان که بچالکس
 ناقص و بالآخره هرچه فکر می نمایند خیال شان بجائے نمی رسد مشغول
 فکر است. جوانی بلند قد با جبهه کشاده و قدی معتدل به تعجیل از
 وسط درختان و خیابانها بدین سمت می آمد فکر شاه را آشفته و
 بنود جلب نمود این جوان که گویا چند شب پیاده خواب و راحت
 ننموده و بهین واسطه رنگ گلن ریشش احوال مبدل بر عطرانی و
 کم اشتهائی او در غذا سبب ضعف بنیه و چشانش از بیدار خوابی
 قرمز شده بکنار آن درخت بر سید و بواسطه خشکی پشت را بکنه
 درخت داده و گویا از براسی مطلبه هم هر دقیقه وساعتی با طراوت
 خود می نگرید.

فاصله مابین این جوان و شاه تقریباً بیست قدم بیشتر نیست

له بنیه - جسم -

له قرمز - سرخ -

ہوئے کہ شاہ تمام حرکات میں جوں را بدقت ملاحظہ می فرمود و
 میں جوں اصلاً از اینکہ شاہ در آن نزدیکی حرکات اورا می بیند
 بے اطلاع دے خبر بود و لے گمان شاہ میں بود کہ ولی عہد
 بواسطہ پیش آمد ہائے کہ امروز ملکیت عجم را تہدید بنمایہ چوں خوش
 میں حالت آشفتگی و سرگردانی را پیدا نموده و مصمم گردید کہ از
 وسط علفها خارج گشتہ و بنمک اولاد یا ولیعہد خود از برائے
 آیندہ ملکیت متفقاً راہ علاج و چارہ جویند و بعضی اینکہ خواست
 تصمیم خود را مجری دارد سیما ہی آدمی را دید کہ ہاں سمت
 میآید از میں پیش آمد زیادہ غضبناک گردید زیرا کہ میں باعث
 میباشست بر اینکہ تصمیم شاہ عقیم ماند و آن وقت گرانہائے کہ
 دست طبیعت از برائے آن پدر و پسر تہیہ نموده بود بہرہ بردہ۔
 پس از لمحہ شاہ دانست کہ آیندہ یاد صدر اعظم اوست دچوں
 داعیہ اورا دید حرکتی غیر ارادہ مثل اینکہ بے انتظار اورا کشیدہ
 است بنمود و پس از آن کہ بیک دیگر آفریں گفتند ولی عہد دست

لے تصمیم - ارادہ۔

لے عقیم ماند۔ بیکار رہ جائے۔ پورا نہ ہو سکے۔ عقیم و عقیمہ بانجھ عورت کو کہتے ہیں جسکے اولاد نہ ہوتا ہو۔

لے بہرہ رفتن۔ برباد ہو جانا۔

خود را محاذی گوش خود بردہ و بآرامی گفت آہ ایاد خیلے از موقع
معین کہ وعدہ گزاردہ بودید دور مراقبین تشکر فرمودید نیدانم
مجبوق نبودید کہ نزدیک است دیوانہ گردم ایاد تبسمے نمودہ و
گفت اگر شما بجائے من بودید یک ساعت دیگر ہم نمی توانستید در
این محل حاضر گردید زیرا کہ من بایستی الساعہ حضور شاہ ہاشم
و لیعہد گفت شاہ را کجا گزاردہ اید - ایاد پاسخ داد چند روز
است حالت شاہ شبیہہ بمجنون شدہ باکسے حکم نمی فرماید ہیچ یک
از بزرگان کہ ہمہ وقت مورد عطایا و توجہات ہں اعظم حضرت شافع
شدہ اند عطف توجہ نمی کند دچنان ازیں وحشیاں بیاباں گرد کہ
بجز اسے با مہتمی از آہنا نیست ترس و ہراس گرفتار شدہ کہ
گوئی قشون سلم و تورند کہ باوسے در میادین جنگ میخواہند روبرو

۱۳ محاذی - مقابل - برابر -

۱۴ آرامی گفت - آہستہ سے کہا -

۱۵ الساعہ - اس وقت -

۱۶ قشون - لشکر -

۱۷ سلم و تور - فریدوں بادشاہ کے لوگوں کے نام ہیں -

۱۸ میادین - جہ میدان -

شوند و انعکاس این مسئلہ بسایرین ہم اثر نموده و بالآخرہ از برای
ملکت عاقبت و خیر را تدارک می نماید بہر جہت در اینکہ شما
سوال فرمودید کہ شاہ کجا است متحیرم چہ بگویم مشاراً الیہ
ہیچنہا کہ سایر ایام بناگاہ مفقود الاثر میماند الساعہ ہم مفقود و
تأجل حال مانند سگے کہ عقب صاحبش بکک شامہ خود گردش نموده
بالآخرہ او را پیدا نمی نماید در تمام خیابانہا و عمارات قصر گردش
نمودہ و اثری ندیدہ ام۔

ولیعہد مخصوصاً ترک این قبیل سوالات را نمودہ و گفت
ایاد میدانی کہ من چندان علاقہ باین مملکت و تحت سلطنت ندارم
بلکہ سلطنت من بآن روزیت کہ بامید خود نایل شدہ و خوش بخت
باشم شاہ کہ بدقت این مذاکرات را گوش میداد از گفتار ولیعہد خود
مکالمے سخت خورده و گوشہا را از برای استماع بقیہ سخنان ہر زمان
حاضر و آمادہ تر نمود و شنید کہ ولیعہد بایاد میگوید صدر اعظم من
دوست دارم کہ بعد از این مرا باسم اصلیم صدا بزنید زیرا کہ
من نام خود را باین القاب بی ماخذ ترجیح میدہم فقط بگوئید
ہرمز صدر اعظم تعظیمی نمود و سکوت نمود سپس ہر زمان از گوشہ و
کنار خلایعہ اشجار و درختان تنومند قصر نظرے برافق انداختہ و

باشاره دست گفت افق را ملاحظه بنمایید بواسطه پرتو ماه که
میخواهد عالم را روشن نماید نورانی گشته و این مطلب از برای
ما صدمه است بهتر آنکه تا چو تاریک است از قصر خارج
گردیده و وقت را تلف نسازیم و باشاره مخصوصی بیکدیگر
که شاه هم از آن سبب اطلاع نماید بسمت یکدیگر از در پاره غیر رسمی
قصر روان گشتند.

در این چند دقیقه خیالات و عقایدی که شاه در باره ولیعهد
خود داشت تغییرات کلی یافته و از سخنان و حرکات او و
صد اعظم خود سخت بوخت افتاد و بدون دقیقه شامل پس از
چند دقیقه که آنان مسافت کمی را پیموده که بخوبی رویت نمی شدند
پیموند شاه هم از وسط علفها بیرون آمده و چوایی جاسوسان از
عقب ولیعهد و صد اعظم خود رز پیا گشت تا اینکه از در قصر
خارج گشتند اما از پشت کوه پاره خاکستری سر در آورده و بر
اشجار درختان این تله می تابید و سستارگان در آسمان صاعقه
لاجوردی برق برق زده و سکوت و آراسی که در این وقت در قصر
حکم فرما بود انسان را بخود جلب و تحیر می ساخت و لے شاد
لے غیر رسمی - جو عام طور پر مستمال می نمود -

ہنچو آں دو نفرے کہ بدیں منظر تشنگ و دلربا اہمیت ندادند
 توجہ نفرمودہ و بہت غریب تصور کہ بعضی خرابیاں نمایاں بود ہمہ جا از
 عقب آں دو نفر مواظبت نمودند و ہر سہ بنوبت بخرابیاں نزدیک
 نی شدند و در ریستہ شامی ماہ کہ بر عقب سر آماں افتادہ بود و
 آنہا بخوبی دیدہ می شدند کہ چون بخرابیاں نزدیک شدہ دو نفر
 سیاہ پوش نمایاں گشتہ دلیں از لمحہ ہر چہاں نفر در پشت
 ستونہای کہ علامات ویرانگی آں محل را گواہ بودند نا پدید شدند
 شاہ فرصت را از دشت ندادہ وقت بیابا دادہ و چون بنزدیک
 آں ویرانہ رسید حرکت سریع خود را مہدل ب حرکت آرام نمود
 زیرا کہ اگر ریگہ بہ تہہ کفشش بصدای آمد اسے بسانہ صحت و
 خیالاتش بہدر میرفت و ہمیں کہ داخل بدایں خرابہ ہا گشت دانست
 زحمت و کوشش بیفائدہ بود زیرا کہ اثر قدم ہائے سریع آں
 چہاں نفر تا ستونہای عمارتی کہ نصف از آنہا را ریگ ہائے کہ
 باد و طوفان آوردہ بود پوشانیدہ دلیں از آں اثر سے مشاہدہ
 نمی گردید شاہ متحیر و مہوٹ گاہے نظر بآسمان دگاہے باطراف و
 روئے زمین نمودہ باخود فکر میکرد کہ در این محل چہ ستر پست -
 این نمایشات عجیب از کجا شروع شدہ باید در ہمیں تخیل کہ این

چار نفر مفقود شدہ اند توقف نموده و بر این اسرار مطلع گردم -
 یک ساعت شاہ مانند مجسمہ متحیر و مبہوت ایستادہ و منتظر بود
 بوسیله احسان حرکت یارفتی چیزے بہ تحقیقات خود خاتمہ دہد -
 در این اثنا احساس حرکت خفیف و استماع صدائے ضعیفے کہ گویں مردہ
 در قبر خود بہ کلمہ آمدہ و صحبت میدارد سموع گردید شاہ بفوریت قدمی
 عقب گذارده و گوش را بر زمین نہاد و از صدائے ہمہ کہ
 دلالت بر این داشت در این محل نجب است و مردانے چند
 حضور بہم برسانیدہ اند بر تعجب و تحیر شاہ افزودہ گردید و اہمیت
 آن محل باندازہ گشت کہ شاہ تصمیم نمود کہ اگر تا صبح ہم باید
 در آن محل کشیک بکشید و بالآخرہ بدانند در این محل
 عجیب و غریب بستیری ہر مزان و ایاد چہ ترتیبائی تہیہ
 میگردد تا قریب بصبح شاہ کشیک کشیدہ و انتظار موقع را می کشد
 و گاہے از ادقات گوش را بر زمین گذارده و حرکات و صدائے
 ضعیفی کہ استماع می گشت براستقامت و پائی داریش میافزودہ
 و لے بواسطہ آنکہ اوایل خزاں بود و باد و نسیم خشکے میوزید و در
 عوض شاہ کہ مزاجش لطیف بود از این جہت صدمہ اورا دو چار
 لے کشیک بکشد - پرہ دے - انتظار کرے -

گشتہ و نزدیک بود دست از شغلی کہ در این شب پیشہ خود قرار
 داده بود بکشد و راحت گردد بناگاہ احساس حرکت در کنار خود مشاہدہ
 نمود سپس بغوریت خود را بخمار تاریکی ستونے کشانیدہ و منتظر
 خارج شدن ایاد و ہرمزان و سایر رفقائے آناں گشت بناگاہ
 سنگے قریب چہار ذرع مربع کہ روئے آں را از خاک و ریگسا
 پوشانیدہ بودند بیک طرف حرکت نمودہ و سرنقب کشودہ گشت
 و مردے بلند قد خشکیدہ اندام کہ طیلسانی سیاہ سرو گردن او
 را پوشانیدہ بود از لقب قدم بخارج گذاردہ و بدقت اطراف را
 نگریستہ و صفیرے مخصوص بزود کہ پس از لمحہ یکے یکے ہچناں آغرد
 سیاہ پوشانی کہ طیلسانا یشاں آہنار را از شناسائی باز میداشت
 از لقب خارج گشتہ و آغرد تعظیم نمودہ و ہر کدائے بستے از
 آبادیا منفرداً رہ سپار نی گشتند شاہ ہمیں قدر از حرکات ہرمزان
 کہ قدم ہارا تند تند برمیداشت توانست او را بشناسد باز نے کہ
 او ہم چوں ہرمزان طیلسان پوشید صحبت نمودہ و بسمت قصر ہی رفتند
 و ایاد را شاہ نتوانست در میان آں جمعیت تمیز دہد - و ہمینکہ

لہ طیلسان - چادر -

لہ صفیر - آواز بیٹی -

آن جمعیت در آن بیا باں پراگنده و اثری از خود بجز یک نفر باقی نگذازدند این یک نفر هم بقوه ابرم که این سنگ عظیم را حرکت میداد سنگ را بجای خود گذارده و بروی آن کلماتی بهم نوشته و از پے رفقایش روان گشت شاه از دور بدقت آنها را می نگریست که پس از تقداری راه رفتن تبدیل لباس نموده و طلیساں ها را از تن در آورده و لباس خود را پوشیدند -

شاه نزدیک آن سنگ آمده و خطوط را بخواند که نوشته شده بود (اولین روز فردین ماه) شاه دانست مقصود از این جمله این است که در روز اول ماه آینده آنها دو مرتبه آن محل را مجتمع نمایند سپس مصمم گشت که آن سنگ را از جای خود چوں آمدن سیاه پوشان حرکت داده و داخل نقب گردد چو بے را که آن مرد در زیر خاکها و ریگها پنهان ساخته بود در آورده و چوں آن مرد سیاه پوش سنگ را ابرم نموده و سنگ بس از صدای ضعیفی از جای خود حرکت نموده و یک ذرع عقب افتاده شاه در آن نقب را بس تاریک یافت چه در موقعی که آن سیاه پوشان در آن نقب بودند البته با خود چراغ داشته و تاریک نبودند رے ستار زلی را نوی ساخته و

بعجلت از پلکان آس بزیر رفت اگرچہ در اول بسہ خوف و تاریک
 بنظر میامد ولے متدرجاً شاہ ہاں تاریکی عادت نمودہ و از پلہا و
 دلہیزہاے پُر پیچ و خمی بگذشت تا اینکه بجملے رسید کہ گویا
 دست قدرت اورا ساختہ و پروانہ و البتہ آس محل سابقاً غارے
 بزرگ بودہ کہ شباناں دراں منزل و ماوا گرفتہ بودند ولے
 تعجب نمود کہ در اطراف ایں غار کریہاے زیادہی گذارده شدہ
 و در وسط آس غار سنگ صافے کہ برویش شمشیرے باکتاہے کہ
 قطرش بکتاب اوستا میرسید و شیشہ بزرگے کہ پُر از استخوان ہاے
 آدمیاں بود گذارده شدہ وجود ایں اشیا بر خوف و وحشت آس
 غار میافزود شاہ نزدیک ہاں سنگ آمدہ و کتاب را برداشتہ
 و بہ نزدیک دلہیز نقب کہ طلیعہ صبح از آنجا ہیں غار تابیدہ بود بیامد
 و سر کتاب را بکشود و از مشاہدہ اسے کہ در صفحہ اول کتاب نوشتہ
 شدہ بود اگر صاعقہ از آسمان بزمین نازل میگشت بہتر ازاں بود کہ
 آس اسم را شاہ میدید زیرا کہ پس از لمحہ بیش چہانش سیاہ گشتہ و
 بروے یکے از کرسی ہا در افتاد و باز ہانے کلفت دار فریاد زد

پلہاگان - جمع پلہ سیر ہی -

آتش پرستوں کی کتاب زند کی تفسیر -

در لب ایش غیر مرئی حتی ساکنان قصر ہم از وجود آں بے اطلاع باشند از
برائے آسایش خود ترتیب داده و راحت و فارغ البال گردد و بدستاری
صدر اعظم سابق خود کہ پیرے سال خورده و در ہم شکستہ بود توانست
چار نفر برادر بنارا از برائے انجام این امر کیل دارد۔

و آیامے کہ این بنا با ساختن این خواب گاہ مشغولند از قصر
بخارج زلفہ و باکسے طرح مرادودہ نداشته باشند زیرا کہ شاہ
ایل نموده کسے پے با ساختن آں خواب گاہ بہرہ حتی شام و نہار بنا با
را خود آہنا میرساند۔

این چار نفر برادر کہ از استادان معروف بنا بدین بشمار
می رفتند باشوق وافر بدستور العمل شاہ مشغول گشتہ و ہیچ علی
از حرکات خود از شاہ پنهان نمی گذاشتند بجز یک نفر آہنا کہ بخوردن
سم از برائے ضعف بنیہ کہ حکما اورا معالجہ نموده بودند و عادت
داشت و آں را از شاہ پنهان میداشت چہ اگر شاہ این حرکت را
میدانست اورا از شغلش عزل می فرمود (۱) ہمیں طور سے کہ در امروز

۱۔ در لب۔ دروازہ۔ پھاٹک۔

۲۔ غیر مرئی۔ نظر نہ آئے والا۔

۳۔ بنا۔ بنائے والا۔ معمار۔

ہر کس گرفتار افیوں باشد مورد تنفر واقع میگردد سابقاً چنین آدابے برقرار بود (پس ناچار برادران این استاد و خودش کہ نسبت بسایرین ماهر تر در این صنعت بود شاہ را از آں مطلب مستبوق ساخته و شب و روز مشغول انجام خدمت خود بودند۔

بالآخرہ خواب گاہ شاہ بطورے کہ بر عموم ساکنان قصر پوشیدہ ماند و اگر کسی ہم میخواست بگوید یک چنین عمارتے در قصر سلطنتی موجود است مورد تخریب و تکذیب واقع میگردد بدستکاری این برادران ساخته و پرداختہ گشت و بعلاوہ گنجینہ و سردابہ کہ شاہ از برائے ذخیرہ نقدینہ و جواهرات خود دستور دادہ بود بعبج ترین ترتیبہ باتمام رسید دے بنا ہا از ساختن آں سردابہ بے تعبج بودند۔

در آخری روز اتام آں بنا عجیب بنا ہا بایک دنیا امید و انتظاری ساعت و دقائق را می شمردند کہ شاہ ہاں خواب گاہ وارد شدہ و ہر یک را بخلعت و انعامے گراں بہا سرافراز نماید۔ حدس آنہا بخطا زلفہ و شاہ چون روز ہائے گذشتہ ہر دوں مراعات عظمت و جلالت خود بہ تنہائی ہاں خواب گاہ وارد شدہ و سخنان تشکر آمیز کہ

لے مستبوق۔ آگاہ۔ واقف۔

لے حدس۔ عقل۔ دانائی۔ مراد خیال و تپاس۔

لیکن حربہ بزرگان ست بجانب آہنا پرتاب نمود و بتام متفقاً از برائے
 اینکہ سردابہ و بعضی خوردہ کاریا را بشاہ آرائہ دہند دارد سردابہ
 شدہ و مشغول نمایش زحمات و مشقات خود گردیدند چنانکہ کہے در این
 ساعت بدقت سیاہی شاہ را می نگریست بے تعجب نمی ماند زیرا کہ جبہ
 و سیاہی شاہ حالت سببیت و درندگی غیر متصور ہی را بر خود بستہ و
 چٹانیش از حدقہ خارج و پاپاہے اورا میدید کہ بشدت ہرچہ تا مثر
 می لرزد کہ اگر مقاومت و یارای بزرگی و عظمتش نبود ہر آئینہ بروے
 زمین درمی افتاد شاہ خود را از آن حالت جمع آوری نمودہ و گفت
 الحق ظما استادانے کامل و کار آزمودہ ہستید چہ قدر این سردابہ
 بروفق و خواہ من ساختہ و پرداختہ شدہ کہ من راضی ہستم ہاں کہے کہ
 چنین خدمت نہایانے بنماید یکے از شہر اسے عظیم مملکت خود را واکدار
 کنم حال کہ شا چنین خدمتے را بن نمودید در عوض بزرگترین آرزوئے
 خود را از من بنمائید کہ تلافی کنم خجالت نکشید انسان جانور غریبی است
 و بے آرزو نیست بگوئید کہ حکم صادر کنم مگر اگر دود۔

ہیں کہ آں برادران تا بآں اندازہ اظہار حرمت را از شاہ دیدند

سے پرتاب نمودن - پھینکنا - چلانا۔

سے آرائہ دادن - دکھانا۔

نظرے بریک دیگر مذاخه و بزرگ ترین آنها بالوشی خود را بر پشت پای می
 شاه بیداخت و دامن شاه را گرفته و بندستے هر چه تا متر شروع
 بگریستن نمود که در سائیرین که حرکت او بے اثر نماند و از شدت درد
 و بغض در دل بر شاه مکلفش نبود که مقصود این مرد از گریستن چیست
 یکے از آن برادران تنگی طوفانی نموده و عرض کرد اعظمحضرتا دادگرا
 مارا پدریست پیر سال خورده که در مدت بیست سال در زندان
 اهرمیان بواسطه دشمنانش به تمت مزدکی که نسبت داد داده اند گرفتار
 جس و شکنجه است و یگانه آرزو و امید ما نجات پدریست که او را
 اصلاً ملاقات نموده ایم شاه تبسمی که خالی از شبیه نبود بروی
 آن چار نفر نموده و گفت تقاضای شمارا پذیرفتم و الحال اسم او
 را بگوئید که حکم بر مرخصیش صادر شود۔

هنگی با صورتهای خنداں و حرکات عجیب فریاد زند به زند به زند
 و شاد گفت ایا آرزو و امیدے دیگر شمارا هست هنگی گفتند "خیر
 خیر اعظمحضرتا" سپس چشمان شاه در آن تاریکی بر تنے زده و شیشه
 شرابے با جام مسین که سابقاً با خود آورده بود از زیر جیب کشاده خود
 در آورد و گفت اے عزیزان از دست من در عوض زحمات خود در

این محل کہ در نزد من بسے عزیز است ازین شراب سلطنتے بنوشید
 کہ ہمہ وقت نزد ہمگنان و دوستان مفتخر و سرافراز باشید و
 جامے و پراز شراب نموده و بالوی داد بالوی باکمال ادب
 آن جام را لاجرمے سرکشید و همچنین سایر برادران ازین مرحمت
 ملوکانہ کہ در حقیقت مزد زحمت و رنج ہائے آسمان را می رسانید
 سرافراز شدہ و باکمال خوشنودی آزادی پدر خود را انتظار داشتند
 ہیں کہ شاہ از ساقی گیری فراغت حاصل فرمود گفت اسے عزیزان
 اینک میروم حکم مرخصی پدر شمارا نوشتم کہ اورا بہ نزد شما
 بدیجا بیاورند۔ جوانان از شدت فرح و انبساط نزدیک بود دیوانہ
 شوند و بنوعی سرگرم این خوش بختی بودند کہ زمانے کہ شاہ از سردابہ
 خارج گردید و درب را بروے آسمان محکم بہ بست ملتفت نشدند
 در این ساخت شاہ در نزد این جوانان فرستہ رحمت و معدلتی
 جلوہ داشت و باندازہ خود را جان نثار او میدانستند کہ غیر قابل
 افکار و تصویر بود۔

طوئے نکشتید یکے از آسمان را کہ موسوم بہ ہر زین بود۔ عطش زیادے
 مستولی نکشت و مشار الیہ خواست بخواب گاہ رقتہ و در انجا بواسطہ
 ش لاجرم سرکشید۔ ایک گھونٹ میں چڑھاگی۔

آشامیدن آب رفع عطش خود را بنماید و لے در موقع حرکت بسمت
 سروابہ دوران مخصوصی در خود مشاہدہ نمود و پایش ہم پیچیدہ نزدیک
 بود بزین اقتدا اما قوت جوانی اورا مانع شد دنگاہ داری از خود
 نموده ہمینکہ بالوی حالت برادر خود را چنان دید قدمی پیش گزارده
 پرسید برزین تو را چه می شود جواب نداده و دست را باطراف بہرہ
 کہ تکیہ گاہے از برائے خود بہمت ایستادن پیدا نماید بالوی باحالتی
 متوحش گفت نیلے عجب است کہ برادر عزیزم نزدیک است کہ بروی
 زین در افتد۔ فی الواقع از زمانے کہ برزین با برادران خود از دست
 شاہ شراب نوشیدہ بودند عطش وافر دست داده و از این بہمت
 لرز و دورانی بے اندازہ در سر و اعضایش تولید شدہ و رفتہ رفتہ
 زیادہ بگردید و تغییرے در بشرہ اش ظاہر شد و چنان می نمود کہ صملہ
 عصبانی بر او عارض میشود۔ برزین قدمے بجانب بالوی در حالتی کہ
 دست را فرا برده و یک مرتبہ فریاد زد اور مزدا اور مزدا مرا چه
 می شود من دیگر نمی بینم ہزار نقطہ آتش در سرم جولاں می کند آہ
 بہن نزدیک نشوید و بہن دست زنید فی الحقیقہ برزین را سر بدوران
 اتحاد و تنش بزیر پائے بالوی و سایر برادرانش کہ آنہا ہم مختصر عطشے
 لہ دوران مخصوصی۔ خاص مہم کاچکر۔

در خود احساس می نمودند افتاد و دامن بالوی را گرفته و فریاد می زد
 برادر عزیز من زود پدر عزیزم را بمن بیا که مزد مرگ در رسید بالوی
 چون حالت برادر را باین نوع دید دوید بطرف درب سردابه که شاید
 از شاه امداد می بخوابد و لے درب را بسته دید پس بنای فریاد
 را گذارده اغلحضرتا اغلحضرتا بداد بختی برادر من رسید از تشنگی
 می میرد و لے فریاد و نعره باسے که او میزد اصلاً بخارج اثری نداشتند
 پس از انعکاس مختصری درآں سردابه دو مرتبه سکوت محض و حرکات
 جان کندن بر زمین مسوع می گردید بالوی دو مرتبه به نزد برادران خود
 شتافت که شاید نیک آماں راه علاجی بیابند در این دفعه و سسے
 بدریاسے تعجب و حیرت در افتاد زیرا که آں دو نفر را هم همان حالت
 بر زمین که بمرض عصبانی حمل نموده بودند عارض شده و بحالت وحشتناک
 در روی زمین سردابه غلط می زدند و فقط اظهار تشنگی و دوران
 و لرزے در اعضا خود مشاهده می نمودند۔ بالوی در این دفعه
 نزدیک درب سردابه رفته و تاقوه و توانائی داشت فریاد و استغاثه
 نمود و لے ابدًا اثری ظاہر نگشت در این وقت شنید که بر زمین
 فریاد می زند و او را می طلبد که آمده و دیدار آخرین را بنمایند بالوی
 به نزد برادران خود شتافت و با حیرت تمام در دریاسے فکر بے پایاں

چوں خواصان فرورفته و سبب و مبداءیں بدبختی را جویا بود بناگاه چیرے
 بخاطرش بگذشت کہ بدوں شبہ مرگ برادران او یقین و البته
 علاجی ندارد چوں بخوبی پے بمطلب برو فریاد زد آہ خداوند ا نصیب
 ما بیچارگان چنین مقدر فرمودی و بادے پر از درد و الم سرہائے
 برادرانے کہ بخت تریں نوسے با عزرائیل در آونختہ بودند در
 دہن گذارده و با کمال بدبختی و بیچارگی سرشک حسرت از چشمانش
 فرو می ریخت - گاہے مرضی حملہ سختی بآئنا نموده از آنہا را بحال
 خود می گذارد بالاخرہ مجدداً آئناں را حملہ سختی فرو گرفت ہنوسے کہ
 صورتہا ایشان سیاہ چشان شاں از حدقہ خارج و سر خود را از
 دامن بالوی برداشستہ و در آں سردابہ دست دپای زدند -
 در این اثنا برزین روئے را بہ بالوی نمودہ پرسید آیا اندالستی
 سبب این بدبختی چہ بود بالوی نظرے غضب آلود بدرب سردابہ
 نمودہ و بآرامی گفت زہر خوردانیدند - برزین گفت ناہمہ از آں
 شراب نوشیدیم - بالوی گفت فراموش نمودی کہ من عادت
 داشتم - برزین خواست تا دہان خود را از برائے بیان کلمہ بکشايد
 دے چنان بسختی دندان ہائے او ہم خورد کہ نتوانست اقل حرومنے
 را ہم بر زبان آورد و ہمیں قدر بازبان بے زبانی میگفت ای

برادر مکرم انتقام انتقام و دیگرے حرکت غیر ارادہ نمودہ بگفت آہ
 آہ چلویم گرفتہ شد خضہ میثوم آہ دلم بدی شود آہ سرم چہ بلائی
 اے بالوی بیا دیدار آخریں را بنمائیم تو اگر پدر مارا دیدی اورا
 از بدبختی ما خبر دہ و انتقام مارا بکش - پس فریادی زدہ گویا درایں
 سردابہ صاعقہ پیچیدہ نازل شدہ و اورا از رتبہ روحانیت مبدل
 بانجام نمودہ و بچنین برزین و برادرش ہم عہد بودند و بیک دفعہ
 مرگ آہنہا را در ربود - در حالتی کہ برزین دست بگردن برادر کوچک
 تر از خود نمودہ و از ظلم و فساد نوز خود نارغ البال شدند -
 ایں محلے کہ دقیقہ قبل پر از عیش و خوشحالی بود اینک بمنظر غمناکی
 کہ دلہا سے قوی از تصورش ضعیف می شوند مبدل گشتہ و
 بالوی سر را بروے دستا دزدانہ گذارده و بر اطرافش جسم ہاے
 بیجان برادرانش باحالت وحشتی کہ از دیدار شاں موسے انسان
 راست می ایستد با چہر ہاے زرد و ابدان لاغر بے تکلم بے حرکت
 چشما ایشان مختصرے کشودہ شدہ و از شدت درد کشیدن دندانہا
 را بروے یکدیگر بسختی گذارده و گاہ بہ گاہ بحالت بیچارگی و تنہائی برادر
 خود تاسف داشتہ و برادر می نگزند و از ظلم شکایت نمودہ امید انتقام
 را می کشند چندے نگذشت کہ بالوی خود از تصورات و خیالات بدہشتی

که در سرداشت خسته شده و جدی که از برادران خود را در بغل گرفته
 و گمان می نمود که او هم بهر نوع باشد باد بمیرد و لے بخاطرش آمد
 گفتار برزین و یاد آورد از انتقام از پس این خیال مانند آن سه
 نفر بیجان و بے حرکت راحت شده ب فکر خلاصی و نجات از آن
 سرداب مشغول گشت و چون نقشه فرار و استخلاص را از آن سرداب
 یاد آورد و بخاطرش گذشت که چندے نگذرد که شاه از برای
 سرکشی آنها آمده که از اعدام بانان اسوده گردد پس ناچار است
 که او هم چون سایرین بمالیتی که گویا دست دپا و حرکات غیر عادی
 که دلالت بر اثر سم را داشته باشد بطور مصنوعی بر خود ساخته
 و میاگردد طے نکشید که احساس و استماع حرکت در عقب در
 سرداب نمود پس نفس خود را گرفته و دل بامید پروردگار و خلاصی از
 آن مهلکه بر بست و از زیر چشم در ب سرداب را می نگریست که شاه
 پس از اطمینان از اعدام آنها در ب را کشوده و به نزدیک جد
 بے روح آن بیچارگان بیاید و با دست خود قلب هر یک را امتحان
 نموده و آنها را مرده می پنداشت بالاخره گوئی و دشت و دشت آن
 سرداب بر شاه هم یز بود چرا که امتحان خود را بجله خاتم داده بنوعی
 که ملقت گرمی بدن بالوی و آثار زندگانی او گردید پس بدان

جوانان نظر سے اگلندہ و گویا آئناں از پیشہ ہائے بیابانی کہ بعضی اوقات
 از حرکات انسان معدوم می شدند بودہ و ہم نوع او نبودہ اند۔
 چون دفعہ اول درب سردابہ را بستہ و بخواب گاہ وارد گشت و
 پس از دقیقہ مکث نمودہ و در دل خود از قتل نفس چار نفر بے گناہ
 اضطرابے بید شاہدہ نمودہ و خواست تا اینکہ بواسطہ تماشائے قصر
 خود آں اضطراب را از دل خارج نماید و درب غیر مرئی را کشودہ و
 بارامی در خیاباں ہائے قصر مشغول قدم زدن گردید در موقعی کہ
 شاہ تماشاے قصر می پرداخت یکے از مردگان کہ فقط بہ زہر ظلم و
 تعدی شاہ مسموم گردیدہ بود و در حقیقت رنگ و چہرہ حرکات
 غیر عادی او کمتر از جان دادن مسمومین نبود از وسط جسد مردگان
 برخواست و گویا ازاں ساعت جسد مسمومین جان دارند و روح شان
 هنوز ازاں سردابہ خارج نگردیدہ می شوند و چنین گفت ای برادران
 عزیز قسم بذات آں خدائے کہ مبدأ کل وجود است و شاہد ہر سبقتی شاہ
 غیر ازو کسے نیست کہ انتقام شمارا میکشم ریشہ و نژاد این شاہ جبار
 را چنان از روی جہاں نابود سازم کہ بجز نامی از خاندانہ بنگانش در
 این جہان باقی نہاند بے برادر شما بلوی بے ضعیف و ناتوان است
 اما زمانے کہ ضعف خود را در مقابل این مرد جبار بخاطر آورم و چنین

ساعتی را که شما این سرداب را بابتان بیگناه خودزینت داده اید بجز
 خواہد آورد و دران ساعت بالوی دے چوں سنگ دارد و بیچ خیالے
 جز انتقام در سر نمی پروانند من از براسے شما ندبہ و زاری نمی نمایم
 زیرا کہ گریستن بغض و درجہ انتقام را پست می نماید و آن روزے
 ندبہ و زاری بر مظلومی و بیگناہی شما می نمایم کہ انتقام شما را کشیدہ
 و دیگر دے چوں سنگ نمی خواہم پس از لمحہ سکوت کہ صدایش دران
 خوابگاہ اثرے مخصوص و انعکاس مہیج داشت قدمے پیش گذارده و
 گونہ ہاے زرد شدہ برادران خود را بیوسید و آخرین وداع خود
 را خاتمہ داد۔

منتخبات نظم فارسی جدید

غزلیات سرخوش

صبح ست ساقی از کرم بکشا در میخانه را
 عهد شباب و فصل گل مشوق خوش آواز دل
 در ترک یار و ترک مے اصح نصیحت تا بکے
 من مرو تقویٰ نیستم پابست معنی نیستم
 از سوز جانم بیخبر پروا ندارم از شر
 گیتی نباشد منزل مے کز مے بیاساید لے
 زیں بیش نتواں خورد غم لبر نیکن پیمانہ را
 ایں چار ارکان طرب شیدا کند فرزانه را
 زیں بیشتر افسوں مخواں کوتاہ کن افسانہ را
 باد انش و تقویٰ چه کار آشفته دیوانہ را
 ہر مے بود شوق دگر در سوختن پروانہ را
 بشنو زمین گر عاتلی منزل کن ویرانہ را
 سرخوش دریں محنت سرادشادی دہشت گرا
 چوں عاقبت سیل فنا ویراں کند ایں خانہ را

چو نیست مرد وفا روزگار فانی را
 بخوشی گذران دور زندگانی را
 کز نو که پیری و ضعف است بخت و دست نشاط
 غنیمت شمر ایام نوجوانی را
 ز دست ساقی گلچهره پاسے سرو سہی
 مدہ ز دست سنے صاف ارغوانی را
 مامت من بیدل مکن بشیدائی
 کہ قیمت این شدہ تقدیر آسانی را
 ز رشک قامت ای نخل بوستان مراد
 بگل فروشدہ پا سرو بوستانی را
 ندانم از کہ در آموختی بدیں خوبی
 فنون دلبری و رسم دلستانی را
 جہاں بود ظلمات دے است آب حیات
 بنوش در ظلمات آب زندگانی را
 ز حال خستہ دل ناتواں مشو غافل
 بیاد آر تو ہم روز نالواتی را
 بیاد تو گل رویش ازیں پس در باغ
 من اختیار کنم شغل باغبانی را
 بہ پاسے تخت تاعست بتاج درویشی
 بیاد آر تو ہم روز نالواتی را
 بہ نیم جو غزم انسر کیانی را
 بہر دہن نشد واقف
 بہر دہن نشد واقف
 نہ کرد حل کسے این نکتہ نہانی را

نہادہ تیر زمرہ نگاہ کمان ابرو را
 کشودہ تیج دخم از ہم کنند گیسو را
 بصید کردن دلہا چنان بود چالاک
 کہ شاہ باز نماید شکار تہو را
 بجز دل من و آن دیدہ ہیچ دیدہ ندید
 کہ تن بہ عجز دہ شیر شرنہ آہو را
 بغیر خیال کہ کج لبش گر منستہ مقام
 مقیم بر لب کوثر کہ دیدہ ہند و برا

مراز دے نکویاں نظر نگر دوسیر کہ جذبہ ایست نہانی جمال نیکو را
 بغیر جاوہ حشش بین رکعبہ و دیر بخاں ز قول خدا "اینا تو لو" را
 مریض عشقی و بہود نیتیت سرخوش
 کنی معالج اگر فی المثل اسطو را

۱۔ باکہ گویم غم آں دلبر ہرجائی را
 ۲۔ عاشق از طعن و ملالت چہ ملالت یابد
 ۳۔ خواہی از کتبہ فناس سبق عشق شوی
 ۴۔ ای بسا زشت کہ در دیدہ عاشق زیباست
 ۵۔ خوشتر از روز وصال شب قدر است اسحق
 ۶۔ عشق ناکامی و درد است و بلا ورنہ دلا
 ۷۔ بیش اندیس سیر و شکیب از من مجور بچو
 ۸۔ یا گس را بگذاوید بکام دل خویش
 ۹۔ سرخوش از بادہ معنی بخششی تا نہ نہی
 ۱۰۔ از سرای عادت خود بینی و خود رانی را

یہ بہت عشق تو ام چشم مصلحت ہیں را
 بخت جان و ببرد از کم دل و دیر را

گلم بچید و در گلستان برویم بست
 بغیر خط کہ برگد لبش دیدہ کہ دید
 بیا بحالت دہائے خستہ رحم آورد
 دلاز کو کہن آموز راہ و رسم وفا
 بدہ از اس مے دوشینہ ساغرے کز ہر
 خداے را چہ کنم من جفائے گلچیں را
 کنار چشمہ آب بقا ریاحیں را
 ز شانہ رنجہ کن بستگان مسکین را
 مکن مضائقہ از دوست جان شیریں را
 مگر علاج نایم خمار دوشیں را
 بتار طرہ طرہ او دل سرفروش
 چناں اسیر کہ کنج شک زار شاہیں را

زہر حبیبان بجام چوں شکر آید مرا
 یا ز مے وصل از زندہ کنم جان دل
 نیت نیکوے من تا چہ کند با بدایں
 از تو نیارم گسست رشتہ مہر و وفا
 لعل لبش کردہ تنگ عرصہ بیا قوت تاب
 از سر کوئی بتان می ننہم پا بدر
 دیدہ زہر جانے جلوہ دیدار دید
 یک نفس امی ماہر و سایہ مگیر از سرم
 نالہ سرفروش ربود خواب خوش از دیدہ ام
 نوش رقیباں بکام نیستہر آید مرا
 یا ز خار فراق عمر سر آید مرا
 دانہ فشانم بصدق تا چہ بر آید مرا
 تیر جفا گر بجان تابہ پر آید مرا
 بہتش ازین آب و رنگ در جگر آید مرا
 گر خود ازین رہگذر صد خطر آید مرا
 روسے بہر سو کنم در نظر آید مرا
 شاید ازین تیرہ گی بخت بر آید مرا
 در شب یلدامی بھر کے سحر آید مرا

چو من اگر چہ نزدست از ہزار تو را یک از ہزار چو من نیست غمگسار تو را
 رسد چو روزی مقصوم از خزانہ غیب خیال رزق چرا کردہ بمقارہ تو را
 بکوش تا کہ بہ نیکی سمر شود نامت کہ نام نیک پس از ست یادگار تو را
 بخویش راہ مدہ غم نہ مکر بد اندیش کفایت ست ہماں لطف کردگار تو را
 بروی لالہ رخاں جام مے پیایے کش چو فرصتے بکف افتد ز روزگار تو را
 نہاں بگوئی زمین ز اہد ریائی را کہ صرفہ مند ہد نہ بد آشکار تو را
 من و مے و لب کشت و نگار و سرشت بہشت و کوثر و غلماں گلزار تو را
 مکن خیال کج از راہ راست روی قتاب کہ عاقبت بکشہ چرخ کجہار تو را
 چو سرخوش از ہمہ یاراں کسے نمی بینم
 کہ باشد از دل و جاں یا بود و ستار تو را

کردم بگردگار رہا کار خویش را خواہم از و صلاح و سزا و خویش را
 بر توان منعمان نہ نشینم برائے نام بردوش دیگران ننم بار خویش را
 شادم مکن ز وعدہ بے اصل وصل او بہتر شناسم از ہمہ من یا خویش را
 دشمن نکرد آنچه تو اسے دوست میکنی با ہمیں تفاوت رفقا و خویش را
 خون دلم ز دیدہ رواں ست روز و شب وادام یار تا دل خونبار خویش را
 اشار را بہت از نبود سیم و زمرہ مرا سازم نشا گوہر گفتار خویش را

زین آب آتش کشد از شیخ ساغری
 بر باد می دهد سرودنار خویش را
 بر قصر و باغ سلطنت و عیش نوش آن
 رجحان و بهیم سایه دیوار خویش را
 جوی اگر سلامت و راحت در این سرا
 مکتوم دار از همه اسرار خویش را
 در خواب دوش دولت و صلش نمود رخ
 منت بریم طالع بیدار خویش را
 سرخوش بدین ترانه خوش طبع دلگشت
 افزوده باز رونق بازار خویش را

فوسے نکو در خور است روی نکو تو را
 کاش بڈے چارہ تندی فوی تو را
 خال سپندی کند آتش روی تو را
 تا نرسد چشم بد روی نکوی تو را
 گل ز خجالت درید بر تن خود پیرهن
 برد بطرف چمن باد چوبوی تو را
 نیست خلاصش ز بندے نہ ہا نہ کند
 ہر کہ بگردن فلند حلقہ موسی تو را
 روضہ خلد بریں ساحت باغ جہاں
 می نکتند دل ز جاساکن کوی تو را
 ہنر گشتی چنین چہرہ نہا در فلک
 ماہ اگر داشتی جلوہ روی تو را

زنده و پاینده باد سرخوش و میخانہ اش
 غم چہ خوری گر نکست شخہ سبوی تو را

غزلیات ماه شرف خام کردستانی

بیک اشاره چشمان جادوانه مست
 چو دل بقلعه زلفش بقید شد ناگه
 نه غمی از دل محروم باش مهر برید
 بناوک مرز آس است عهد سخت کمان
 در آں دمی که خبر دار از وجود ویم
 بین تو شومی اختر که یار بے سببی
 می ربود ز دل تاب و طاقتم از دست
 جفا نمود وستم کرد و رفت و عهد شکست
 نه بھی از شر آه من دفای هست
 ولم نشانه غم که در مرغ جانم خست
 فرگیم خبرم گر ز خود زمانه هست
 ز ما برید و پس آنگه بد گیرے پیوست
 دے بقلعه گلیوش پاسے بند آمد
 چه شکل است که ستوره گر تواند جست

کشته عشق ترا کار بجز زاری نیست زانکه از غمی تو امید و فاداری نیست

شومی بخت نگر ای مه آزاده من با اسیران بلایت سر دلداری نیست
 ہاں زافسانہ اغیار زدستم ندہی خواہی ار بہ زمینی یار بدست آری نیست
 از جفائے تو تنالم کہ شعارش با من روزگاری است فلک غیر جفاکاری نیست
 دلبر ترک در آفاق بے باشد لیک دلربائی چو تو اسے شوخ بیاری نیست
 بہر مستورہ بہ یغا چہ کرمی بندی

غیر دل در براد ہر چہ پنداری نیست

صبح است و صبحی زدگاں راتب و تاب ست
 ساقی قدحی! چارہ غمہائے ناب است
 ماگوش بر افانہ زہاد نداریم
 کا دراد سحر گاہے ما جام شراب است
 دی شیخ بمسجد سخن از توبہ ہی گفت
 در مصطبہ امروز زے مست و غراب است
 گر سبھ صد دانہ گستم نہ گنہ بود
 ز تار ز زلف توبہ بستم کہ ثواب است
 دائم نظر مہر بمستورہ نداری
 دیں نیم نگہ ماہ من از روی عتاب است

نغمه نملد است یازیار نسیم است حکمت مینا است یاز دوست شمیم است
 رایحه نشت یا که بوی بهشت است گلشن رومی تو یار یاض نعیم است
 زیبدت از ماه و سرو و خوارم و گویم زانکه مثال زبوع الن عظیم است
 با تو مرا خار بهتر از گل و سنبل بیتو مراد در نظر بهشت و حجیم است
 وقت گل آمد بیا و باده همی کش فون ز عقبه کن خدای کریم است
 ما سر طاعت نماده ایم به تیغ بسته قید ترا ز قتل چه بیم است

خاطر مستوره را بجور میانه

زانکه بکیش و فاکناه عظیم است

گل آمد و غنایب شیدا است هنگام می و نشاط صحرا است
 بر طرف چمن بیا که آنج اسباب طرب همه همیا است
 زینا پس من و ساقی و جام کین رسم ستوده خاصه ما است
 زاده تو و سلسبیل و کونر مارالب بوشی نشتا است
 آن شوخ ز لب بران یکتا در شیوه حسن و ناز یکتا است
 زنجیر دل حشراب بخون از طره پر شکج لیلی است
 آیات لطافت و نکوئی در صفح صورتت هویدا است
 دامن مفتاح که از نکوایاں این شیوه سرکشی نه زیبا است

مستوره تناع دین و دل بین
در دست بتان شهر یغا است

دل رفت زدست ما و چون رفت زنجیری و داله و جزو رفت
ما را ز کف اے نگار غماز از بهر تو دامن سکون رفت
شب تا سحرم ز چشمه چشم از جو تو دجله پای خوں رفت
از دل نرود خیال تو زانک مهرت با شیر اندروں رفت
دل در بر من فوس آخسر زان فتنه چشم ذوفنوں رفت
بود آں همه از جفائے شیرین جورے بفریب بے ستوں رفت

مستوره بسا هزار خواری
از حیلہ آسمان دوں رفت

شجوی گل و بلبل

بود بطرف چمنے بلبلے مست می نکبت فربا گلے
عاشق شوریده دل خسته در گه امید برد بسته

در دل وی جذبہ از بوسے گل
 ز انجن ناز غزل خواں مدام
 و مبدم از سینہ نقال می کشید
 کرد هوای رخ دلدار خویش
 بادے از زمزمہ رزناں چو بید
 یافت تر پس آہ شرر بار از او
 روسوی گل کرد بافتان زار
 گفت کہ اے گل من سکین فدا
 ای تو سر و سرور خوابان دور
 چند دل آج خدنگ بلا
 شد ز کفم دامن صبر و تنگیب
 کا فرم رجز تو بروے دگر
 شعیفہ گیسوی سنبل نیم
 صبحدے از رہ ہرہ دفا
 مرہم ہرے بدل ریش نہ
 دانی استلیم صفا گل بناز
 عشوہ کنناں از سر ناز و عتاب
 بنجر از شعلہ روئے گل
 آتش شوقش بدل و جاں مدام
 آہ ز دل شعلہ زجاں می کشید
 برگ گلے داشت بنقار خویش
 ہر دم از این شاخ بٹاخے پرید
 غیرت گلخن شدہ گلزار از او
 بادے از آتش غم شعلہ بار
 صد چمن شعیفہ محو لقات
 خود گو آخر ز تو تا چند جور
 رحمتے اے گل بن مبتلا
 چارہ کدام ست بگو یا حبیب
 دیدہ کنم باز بوسے دگر
 ہر گلے غیر تو بسبل نیم
 غمزدہ را گرہ از دل گشا
 بادے از رائحہ خویش دہ
 لب بہ تبسم بر او کرد باز
 داد چنیں کشتہ خود را جواب

گفت که ای عاشق شوریده سر
 بلبل آشفته شیریں سخن
 گشت یقینم که تو عاشق نه
 یا که نه بلبل بستان عشق
 راحمه عشق نبوده
 خامی و افغان تو از خامی است
 در نه هر اک مرد که عاشق بود
 عشق نگاری بدش بخت است
 از ستم دلبرش اندیشه نیست
 ای که تو گویی برخت عاشقم
 خام نیم بخت مهر تو ام
 بس بدلت همه زار چیست
 رسم قدیم است ز معشوقه ناز
 تا بجاها عاشق غم دیده است
 خام در این محله گذار پا
 بلبل مسکین چو ز گل این شنید
 رو که وفا بر قدم گل نهاد

غم زده بیدل خونین جگر
 طوطی خوش نغمه شکر شکن
 در صفت عشق تو صادق نه
 درس نخوانده بدستان عشق
 بادی عشق نبوده
 شورش تو بایه بدنامی است
 یار و قادر موافق بود
 مهر گلی با گلش آینه است
 کش غم تیر و تبر تیشه نیست
 عاشقی و عشق ترا لایقم
 سخیفته شنیده و چهر تو ام
 شکوه ات از ناوک یک خار چیست
 و ز طرف عاشق بیدل نیاز
 جو ز معشوقه پسندیده است
 پنجه نه لاف مزین در وفا
 بست لب از ناله و آس کشید
 تاز سر صدق و صفا جاں بداد

ہست در این دہر ہمیں کار عشق واسے برا حمال گرفتار عشق
 خامہ مستورہ شیریں زبان
 داد سخن داد در این داستان

تنهانه همیں گشت وطن ضایع و بدنام
 پتر فروه شد این باغ و گل سر و سخن وای
 بلبل نبود نام گل از وای همه هرگز
 سرخ اند ازین غصه سفیدان چین وای
 بعضی وزیر ارسلکشان راه زنی شد
 گشته غلام غرقه درین لای و لجن وای
 سوز و جگر از ماتم نخلال حسدا یا
 یک جامه ندارند رعیت بدن وای
 گاهی خبر آزند که سحر عسکر رومی
 گم استره ویران شده از شاهپو وای
 انوس ازین خاک گهر خیز گهر زدا
 از چار و ده ناک به از مشک فتن وای
 کوی ازین بیدار و چه مشد نجویه و کابل
 شام و روز و غما و عدن وای
 بر منظر ازین زارند و دو منظر
 بنشیند ازین زار و زغن وای
 که ازین زار است معیت

گنم شد اسلام
 ای وای وطن وای
 ز گس شده قرمز
 ای وای وطن وای
 سری علی شد
 ای وای وطن وای
 محشر شده آ یا
 ای وای وطن وای
 آمد بار و مح
 ای وای وطن وای
 گردید مجزا
 ای وای وطن وای
 کو بابل و زابل
 ای وای وطن وای
 جغد اسیر
 ای وای
 بیچاره

کاش بہ فریاد حسین دے حسن دے ایوے وطن دے
 اشرف بجز از لالہ غم ہیج نبوید ہر لحظہ بگوید
 ایوای وطن دے وطن دے وطن دے ایوے وطن دے

دروایراں بے دواست

شہ می گفت این سخن دیوانہ بی باز خواست دروایراں بیدواست
 دقے لقا کہ از دیوانہ بشنو حرف راست دروایراں بیدواست
 زہمت از چارسو در حال بحمدان و خطر چوں مرغین محض
 باخیز دستور این رنجور مجور از شفاست درد ایراں بیدواست
 پادشہ بر خیزد ملت اندر خدشہ شاہ زین مضیبت آہ آہ
 چوں حقیقت بنگری ہم این خطا ہم آخطا است درد ایراں بیدواست
 ہر کس باہر کسے خصم است و بدخواہ است دختہ گوید اورا مست
 باخیز شکل ای بسا خونہا ہر جانہا بہا است درد ایراں بیدواست
 صبور اسرائیل زد صبح سعادت در ہید ملا نصر الدین
 مجلس و جل المثنی سوئے عدالت رہناست درد ایراں بیدواست
 باوجود این جراند خفتہ ہر گشتیار نمید

لام

درد ایران بیدواست
 مملکت مشروطه شد
 درد ایران بیدواست
 عقل قاطع بهم گریست
 درد ایران بیدواست
 بهر ملت بسته مدعت
 درد ایران بیدواست
 یاری اسلام نیست
 درد ایران بیدواست
 مدرسه سنگر شده
 درد ایران بیدواست
 خوشان رفت از بیاں
 درد ایران بیدواست
 رفعت قدرش فرود
 درد ایران بیدواست

این جراند همچو شمشیر و تفیر و کرباست
 بشکر میکردیم جوی سکارها مضبوطه شد
 بازی بنیم آل کاسه است و آن اش است و است
 باخود گفتم که آخسه چاره این کار چیست
 بعد آه دانه گفتا چاره در دست خداست
 شیخ عالیجاه کیسو دیگر است از یکس طرح
 چار نیست تو پیکانه حرب گاه شش پیکانه است
 هیچ دانی قصد قاطع چو در این هنگامه چیست
 مقصد او ساعت است و کین وزیر طاعت
 مسجد مروی پر از انشراح غارت گر شده
 روح واقف در نهشت از این مصیبت روع است
 نه پنداری قتیق در سینه قاطع چسبان
 عهده گاه انتقام از قادیان روز جزا است
 شرفا بر کس در این مشروطه جانبازی نمود
 در جزا است و حق است و دانش نمیکه است

وزیر فروخت ہو گئے۔ اور دوبارہ ۱۸۹۰ء میں مطبع جبل المتین کلکتہ میں شائع ہوا۔
 طبع اول دوم میں مصالح سیاسی کی بنا پر سال و مقام طبع کا اعلان نہ کیا گیا تھا۔ اس کے
 بعد ۱۹۰۶ء میں مطبع مظفری بمبئی میں لیتھو میں چھاپا گیا اور فرضی تصاویر بھی شامل کی گئیں
 چوتھی بار ۱۹۱۱ء میں لفٹ کرئل ڈی۔ سی فلاٹ سکرٹری بورڈ آف اگرائزمنٹ کلکتہ
 کے اہتمام سے مطبع جبل المتین میں طبع کیا گیا۔ اسکی جلد دوم ۱۹۰۶ء میں اور جلد سوم
 ۱۹۰۹ء میں ادارہ جبل المتین سے شائع ہو چکی ہیں۔ اور تیسری جلد اسلاہول
 (قسطنہ) میں بھی شائع ہوئی ہے۔ اور جلد اول کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی
 زبانوں میں ہوا ہے۔

سوانح حاجی بابا اصفہانی | جنیس موریر کی انگریزی زبان کی تصنیف کا ترجمہ
 ہے۔ اس کتاب کی شان نزول و تصنیف یہ
 ہے کہ انشراح یورپ کا خیال ہے کہ کوئی یورپین کتاب ہی مشرقی ممالک کی سیر و سیاحت نہ کرے
 اہل مشرق کے ساتھ رہے۔ انکی سوسائٹی میں شامل ہو۔ انکی زبان سیکھے۔ انکے خصائل و
 خصوصیات کو سمجھے۔ سیکھے جانے پہچانے لیکن اسکو نہ کسی مشرقی زبان پر قدرت تامل
 حاصل ہو سکتی ہے۔ نہ اہل مشرق کے خصائص طبعی پر عبور حاصل کر سکتا ہے اور نہ انکی
 سوسائٹی کے حالات اس طرح بیان کر سکتا ہے جس طرح خود مشرق والے کر سکتے ہیں۔
 جنیس موریر کو اس بارے سے اختلاف ہے۔ اسی خیال سے متاثر ہو کر اس نے یہ ناول تصنیف کیا
 جس میں ایک فرضی شخص حاجی بابا کی سرگذشت بیان کی ہے۔ اور اس فسانہ کو واقعہ کا رنگ

دینے کیلئے یہ عنوان اختیار کیا ہے کہ ایک شخص ڈاکٹر پرگین پر سک کیم دسمبر ۱۸۲۳ء کو لندن سے ریورینڈ ڈاکٹر فنڈ گروبن کو دو سفیر متعینہ حکومت سوڈن کا خاندانی پادری اور پیشوا کے روحانی ہے لکھتا ہے کہ سفارت خانہ سوڈن میں ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اہل یورپ مشرق والوں کی زبان و فصائل و عادات سے کما حقہ واقف نہیں ہو سکتے۔ میں نے تمام ممالک مشرقی کا سفر کیا اور ہمیشہ آپ کے اس ارشاد پر غور کرتا رہا۔ جس وقت ایران سے وطن کو واپس جانے لگا راستے میں ایک مقام ٹوکت پر قیام کیا۔ وہاں معلوم ہوا کہ میرا ایک قدیم شاہنشاہی باغیچہ بیمار اور زندگی سے مایوس ہے میں نے اسکا علاج کیا۔ اور وہ صحت یاب ہو گیا۔ میری اس خدمت کے معاوضہ اور انہی تشکریں اس نے اپنی خود نوشت سوانح میری کے مسودات مجھے پیش کئے حاجی بابا شاہ ایران کی طرف سے قسطنطنیہ بھی گیا تھا کہ بابا عالی میں ایرانی ریزیڈن کی خیاریات انجام دے اور اسوقت قسطنطنیہ سے ایران واپس جا۔ اتفاقاً کہ وہاں سے سیرنا۔ نے شنہ سکرٹری بنگلہ انگلستان روانہ ہوا میں نے اس کو بدیر زروال سے زیادہ عزت سمجھ کر اپنی تسمیرت و تشکر کے ساتھ قبول کیا۔ اور اس کا ترجمہ سب سے پہلے آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں کہ آپ سے زیادہ اسکا قدر دان کون ہو سکتا ہے۔

اس پر بگڑت، کو خلاصہ یہ ہے :-

حاجی بابا اسفہان کے ایک دلالت، اچھانم، کرمانی حسین کا ترکہ ہے۔ اپنے آبائی پیشہ سے متعلق ہو کر کسی جو کے ساتھ نہ لیتا ہے۔ تریکوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا ہے۔ وہاں سے چھوڑا۔ شہر۔ یہ اہل وطن کے فطرتاً ہی رہتا ہے۔ جو اسکو لوٹ کر تہا کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ کبھی ہشتو

دیباچہ

ادبیات عجم کے سلسلہ کی ترتیب کا مقصد یہ ہے کہ اسکول اور کالج کے طلبہ کے لئے
بارہی جدید کا نصاب مہیا کیا جائے۔ حصہ اول ہائی اسکول کیلئے اور حصہ دوم ایف اے
کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ حصہ سوم امتحان بی اے کیلئے ہے۔ اور اسکی ترتیب میں
یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ایران کے ادبیات جدیدہ کی صحیح نمائندگی کی جائے۔ اور مشہور
اہل قلم کی بہترین تصانیف کا انتخاب پیش کیا جائے۔

سیاحت نامہ ابراہیم بیگ | حاجی زین العابدین آقا تاجر مراغہ کی تصنیف اور
ایک فرضی سفر نامہ ہے۔ ایک فرضی شخص ابراہیم بیگ
جو ایران سے ترک وطن کر کے مصر میں وطن پذیر و اقامت گیر ہے دورہ عالم کر کے اپنے
وطن اصلی ایران میں پہنچا اور وہاں کے حالات لکھتا ہے۔ اس کتاب کی اصلی غرض یہ ہے
کہ ایران کی حکومت اسنادی کے عیوب بیان کر کے ملت ایرانہ کو احقاق حقوق کے لئے
ہیجان میں لایا جائے۔ چنانچہ حسن عبارت۔ سلاست کلام اور تیزخی مقال کے ذریعہ سے
اس مقصد میں اس حد تک کامیابی حاصل کر لی کہ خواتین ایران اس سیاحت نامہ کو

نہایت شوق و دلچسپی کے ساتھ پڑھتی تھیں اور نتیجہ مطلوبہ یعنی جوش و ولولہ ملکی بھی پیدا ہو گیا اس میں جو واقعات درج ہیں صحت و حقیقت پر مبنی ہیں اور جن سیاسیات کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس زمانہ کی تقاضیات سیاسی کی بنا پر قرین جواب ہیں۔

حصہ منتخب میں ابراہیم بیگ ایران کے دربار سے داخلہ و خارجہ و جنگ سے ملاقات کرتا ہے۔ اس کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اس زمانہ کی حکومت استبدادی کا روشن آئینہ ہے۔

حاجی زین العابدین نسلاً غواصین گرد سے تھا۔ اور اسکے آبا و اجداد مراغہ میں تجارت کرتے تھے۔ یہ خاندان اہل مزندہ میں نہایت دولت مند سمجھا جاتا تھا۔ زین العابدین نے آٹھ سال کی عمر میں تعلیم شروع کی اور سولہ سال کی عمر سے اپنے باپ کے ساتھ تجارت میں مشغول ہو گیا۔ بیس سال کی عمر میں باہر نکلا۔ اردبیل۔ قفقاز۔ کریمیا۔ یاندروس۔ اسلامبول۔ قسطنطنیہ میں سلسلہ تجارت جاری رکھا۔ زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوا۔ حج کے بعد ۱۰۸۷ء سے مستقر ہوئے۔ پرا اسلامبول میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں ۲۷ سال کی عمر پا کر ۱۱۹۱ء میں انتقال کیا۔

سیاحت نامہ ابراہیم بیگ ۱۱۸۷ء میں مرتب کر کے مویدا الاسام جلال الدین عینی مر رحب المتین کلکتہ کو اصلاح و نظر ثانی کے لئے بھیجا تھا۔ ۱۱۸۷ء میں اسلامبول میں شائع ہوا۔ اور شیرازی عبارت و صداقت مضمون کی وجہ سے اہل ایران کو اس قدر مرغوب طبع ہوا کہ باوجود حکومت ایران کے سخت قدغن امتناعی و حکم ضبطی کے صبح اول کے تمام نسخے چند ہی

دُرنگِ عالمے دیگر نگر

ای شہنشاہِ جواں شیرانِ جگ آورنگر، درنگر، عالمے دیگر
 ملتے رہے راحت از مشروطہ سرتاسر نگر، درنگر، عالمے دیگر
 پادشاہی کن کہ دورانِ جہاں بر کام بست، رام بست، شاہ احمد
 در محاذِ خویش را ہننام پیغمبر نگر، درنگر، عالمے دیگر
 داد خواہی کن دریں مشروطہ جوں نوشیروان، در جہاں، رخس ہمت
 خویش را والا تراز دارا و اسکندر نگر، درنگر، عالمے دیگر
 در معارف و دشمنانِ علم را نالود کن، جو دکن، جہل را
 وقت تنگ و رخس لنگ و سختیِ معبر نگر، درنگر، عالمے دیگر
 آئریاں ایران کہ بودہ جایِ جم پانخت کئے، اہل دسے غرقِ غف

اسلامیہ نظم فتح حریت و شکستِ استبداد کی خوشی میں لکھی گئی تھی جبکہ آزادی خواہ و مشروطہ طلبہ
 طہران پر قبضہ کر لیا۔ محمد علی شاہ کو معزول اور اسکے نابالغ لڑکے احمد علی شاہ کو تخت نشین کر دیا۔ ا
 دو ہفتہ بعد یہ نظم یکم اگست ۱۹۰۹ء کے روزنامہ نسیم شمال میں شائع ہوئی۔ اور نہایت پسند کی
 کے دہاکڑے خاص ترنم پیدا کر رہے ہیں۔ بحرِ قوافی۔ الفاظ مضامین سب نے دل کر نظم کو
 بنادیا ہے۔ شیخ فضل اللہ دہری۔ مقتدر نظام اور مفاخر الملک جبکہ نام آخر نظم میں آئے ہیں، ہمارے
 میں سے تھے جنگو سزائے موت دی گئی۔

باغبانان بارغ را بے شاخ و برگ و برنگر، درنگر، عالمی د
 ای سپیدار رشید ای روح بخش زنده دم، و بدم، در ترقی را
 نام خود را بهماں باقی ست در دفتر نگر، درنگر، عالمی د
 آرنماں را از وکیلان صحیح آباد کن، وادکن، قلی را شا
 خائین را از وادکن اخراج بر محضر نگر، درنگر، عالمی د
 شیخ فوری دستگیر فرقه احرار شد، خوار شد، مقتدر بود
 دهن مفاخر گشت خلق آویند بر کیف نگر، درنگر، عالمی د
 دے شیخ رفیق با حریفان ساختی، ساختی، دیدی آ
 حال و روز بعد نیست را ازین بدتر نگر، درنگر، عالمی د

تختین

(از ملک اشرا بهار شدی)

(۱)

پادشاه ز مستبد ادب چه دار می مقصود
 که ازین کار جز ادب بار نگار
 در روز مشه ویله که گرد میسد
 شرف مرد بخود دست و

(۲)

جو رکن پیشه و مشکین پیمیاں که مکافات خدایت بشیر و اماں
ل بر سر کندت حادثه دور ز نالیا "خاک مصر طرب انگیز نه مینی که ہاں
خاک مصر است و لے بر سر فرعون و جنود"

بکا خود سری و جو تو ایران سوز است ^(۳) بمکافات تو امروز وطن فیروز است
بش تو مکافات نہ از امروز است "ایں ہاں چشمہ غور شید جہاں افروز است
کہ بھی تافت بر آرا نگہ عاد و ثمود"

(۴)

بش ازین شاہا بر ریشہ خود پیشہ مزن خود و ملت را در ورطہ ذلت مشکین
بش خود را بہوا و ہوس نفس مکن "قیمت خود بملاہی و مہاہی مشکین
گرت ایمان درست است بروز موعود"

(۵)

کشت ملت را کردی زستم پاک درو شد کمین قصہ چنگیز ز بہداد تو تو
بجہاں دل زچہ بندی پس ازین گفت و شنو "ایکہ در نعمت و نازی بجہاں غرہ شنو
کہ محال ست دریں مرحلہ امکان خلود"

(۶)

بگذر از خطہ تبری ز مقام شہد اش بشنو آن قصہ جانسوز دل از غم بجز اش

اندر آن خطه پس از آن گشتش و آن پر خاشاک "نیک نه ای که بر آن میگذری ساکن با
که چشم است و جفون است و خیزد و دست و قید و دود"

(۶)

شاه کیدل نشد و کارها گشت و بدر وقت خسته در این مرحله کن فکر
پای امید منه بر دین شاه خود سر "دست حاجت دوری پیش خداوندی"
که گریه است در حیم است و غفور است و دود"

(۸)

شاه خود گیت بدین کبر و انانیت او تا نکو باشد در باره ما نیت
اپستند و حقیق و انکو بیت "کز غرضی تا بشر با بهودیت
همه در ذکر و مناجات و قیامند و تعود"

(۹)

سرزندگی که مشروطه زگره دون کمال بسر آید شب به بزم و دود صبح وصال
کار نیکو شود از فرخنده است متعال "ایکه در شدت و فقری در پیشانی حال
صبر کن کین دوسه روزی بسر آید معبود"

(۱۰)

جز خطا کاری از این شاه نمی باید نواست که آنچه ما در او بینیم سر در خطاست
ندیش پند که بر بد خاشاک میند بهاست "پند سعدی که کلید در گنج سعد است"

نہ تو اند کہ بجای آورد الا مسعود

نعرہ پوراؤد

ز آہ بخت نام آب ہمہ دریا را
 در خیل ہمہ یاران ہمراہ نمی جویم
 در جبتہ دیباے فضل و ہنر مردم
 در کلبہ درویشی خوش باشم از آدم
 جمعی بدر مسجد خیل بسوی فرخار
 گر از ستم گیتی آشکدہ شد خاموش
 از مدبہ و از دہس کے چادر شود دردم
 مے گرچہ حرام آمد در کیش مسلمانی
 خواہم کہ زپا اُفتم بدہوش و خار ہست
 از ناحیہ ایران ہر لحظہ بگوش آمد
 صوتی کہ از گردن خود موسی ہمہ سوزن
 گوید بتو ای فرزند اندیش بحال خویش
 در اشک کم دریا روی ہمہ صحرا را
 نہ ز اہد روحانی نہ شاید زیارہ
 با علم و شرف پوشم خود جامہ چو خارا
 در بند نمی خواہم صد قصر معلّا را
 خلقے بکشت اندر جمعی است کلیسا را
 در کلخ دل افروزم کانون اوستارہ
 ساز و دھن و نئے خوشتر دلدادہ و شیدارہ
 در بادہ کشی پویم آیین مسیحا را
 تا ما شنوم ز ایران این غفلت آوارہ
 صوتی کہ بلرزاند این گنبد مینا را
 صوتی کہ از دینی خوتین دل خارا را
 در یاب زجر امروز آسایش فردا را

دیبا نتوانی بابت زیر پشم که می تابی
 زنجیر ز من بگیر آنگاه بچنگ آور
 زین خارخواهی چید هرگز گل حمر را
 من در تب و تاب و غم تو شاد و خوش خرم
 زنجیر سر زلف محبوب دلا را را
 از خون جگر مانده تو بر آرد
 باز آ و دمی نگر گلگشت و تماشا را
 شدم از ستم و ناز یک جم و کس ویران
 پیغوله جفداں میں ایران فلک سارا
 شای شیر کیاں پہنایا جلال نکال آمد
 خوار می ز عقب آمد کت و فر دار را
 خرم است ابر جایش میں بازی دنیا را
 شاهنشده انوشرواں در گور سیه خسید

گر پور بود روزی از هر وطن بردار
 صد شکر و سپاس از هر ایزد بخت را

آندره چو سستش

یکے گیتی یکے یزداں پرستند
 یکے پیدایکے پنہاں پرستند
 یکے بڈا د آں دیگر برہمن
 دگر لاں موسیٰ چو پاں پرستند
 یکے از دوسرے دستور اویش
 فروغ و خامبر رخشاں پرستند

کیے ذاتِ مسیح ^{۱۵}ناصری را
 گروہ پیرو ^{۱۶}دختر تازی
 پرست بابی ^{۱۷}الواح و بیان را
 فقیہ ^{۱۸}آزمند از حرص و شہوت
 چہ نیرنگ است یاران مفتی ^{۱۹}شرع
 تہی انبان زابد از زر و مال
 چہ گویم خود تو دانی ^{۲۰}واعظِ شہر
 فروشد عارف اندر وحدت ذات
 صفا جو صوفی ^{۲۱}پشیمند پوشاک
 دل از دنیای فانی ^{۲۲}کنندہ درویش
 قلندر والہ از سر ^{۲۳}انا الحق
 زبانِ حضرت سبحان ^{۲۴}پرستند
 حدیث و سنت و قرآن ^{۲۵}پرستند
 بہائی اقدس و ایقان ^{۲۶}پرستند
 گئے عرو گئے غلام ^{۲۷}پرستند
 مرید ابلہ و نادان ^{۲۸}پرستند
 قصور و کوش و رضوان ^{۲۹}پرستند
 اینک و دیدہ ^{۳۰}گریان پرستند
 وجوب و جہر و امکان ^{۳۱}پرستند
 مرید و مرشد و عرفان ^{۳۲}پرستند
 چو بختی ^{۳۳}گوشہ ^{۳۴}دیران پرستند
 خیمش ^{۳۵}و حدیث و قلیان ^{۳۶}پرستند

۱۵ دختر - پیغمبر

۱۶ بیان - فرقہ باہیان کی مقدس کتاب -

۱۷ ایقان - فرقہ بہائیوں کی مقدس کتاب -

۱۸ اینس - نادر گریہ -

۱۹ خیمش - بھنگ -

۲۰ تلیان - نعت - یہاں مراد ہے کہ جس پیتے کا حقہ -

سہ شد روزگار عاشق از غشق
 سرشک از بس فردا بید شد کور
 تو خود دانی کہ مست بادہ خوارہ
 نہنگ تلمذ اندیشہ شاعر
 فغان از سرت دیر روزنامہ
 دکیل محترم را کیش پولست
 پزشت آہ عدوی تند رستی
 نتیجہ سرگم اندر سیر افلاک
 دل پر آرزو کی میاگر
 ہند در کورہ بو تہ درد دم
 نہاند کیش جادوگر نہفتہ
 سودی طرہ جانان پرستند
 ہنوز او نگہ چہان پرستند
 کباب و پستہ خندان پرستند
 گزاف و یادہ و ہدیان پرستند
 دروغ و مصل و ہمتان پرستند
 وزیر او محترم عنوان پرستند
 جذام و سستہ و یرقان پرستند
 نجوم و اختہ گردان پرستند
 زر پاکیزہ و رنشان پرستند
 پس آنگہ زیق لرزان پرستند
 طول از آدم و پریان پرستند

۱۔ سر دیر - چیف اڈینر -

۲۔ پزشتک - طبیب -

۳۔ کورہ - بھتی -

۴۔ بو تہ - سنار اور کمیہ کر کی گھڑا جس میں تانبے وغیرہ کو تاد دیتے ہیں -

۵۔ زیق - پارہ - سیلاب -

شنیدستی که راشگر همه عمر نوا و نغمه و الحان پرستند
 چمیده چون کمان پشت کشا و رز نشانده دانه و باران پرستند
 نه بیند باغبان جز کشته خلیش از آس و لاله دریچان پرستند
 اگر پرسی نه کیش پور داود
 جوان پامری ایران پرستند

له راشگر - مطرب -

له کشا و رز - کمان -

LYTTON LIBRARY, ALIGARH.

DATE SLIP

This book may be kept

FOURTEEN DAYS

A fine of one anna will be charged for
each day the book is kept over time.

111 E
F C
20

1915 D. 2

